موت کے بعد کی زندگی کے نادر مشاہدات پر مبنی علامہ ابن ابی الدنیاؒ
کی کتاب ''مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْت'' کا اُردو ترجمہ
ضروری تفصیلات وتشریحات پر مشتمل مقدمہ اور خاتمہ کے ساتھ

دریچۂ برزخ

(موت کے بعد کے آنکھوں دیکھے حالات وواقعات)

مؤلف: علامہ ابن ابی الدنیاؒ
(سنہ ۲۰۸ھ - سنہ ۲۸۱ھ)

مترجم: علامہ زاہد محمود قاسمی
استاد الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

BEACON BOOKS

Marfat.com

موت کے بعد کی زندگی کے نادر مشاہدات پر مبنی علامہ ابن ابی الدنیاؒ
کی کتاب "مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْت" کا اردو ترجمہ
ضروری تفصیلات وتشریحات پر مشتمل مقدمہ اور خاتمہ کے ساتھ

دریچۂ برزخ

(موت کے بعد کے آنکھوں دیکھے حالات وواقعات)

مؤلف: علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: علامہ زاہد محمود قاسمی
استاذ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

بیکن بُکس
BEACON BOOKS
• قذافی مارکیٹ، اردو بازار، لاہور فون: 042-37320030
• گلگشت کالونی، ملتان فون: 061-6520790-6520791
E-mail:beaconbooks786@gmail.com
Web: www.beaconbooks.com.pk

DATA ENTERED

Marfat.com

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ بیکن بکس سے باقاعدہ تحریری اجازت لیے بغیر کہیں بھی شائع نہ کیا جائے۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتِ حال پیدا ہوتی ہے تو پبلشر کو قانونی کارروائی کا حق حاصل ہوگا۔

اشاعت : 2017ء

عبدالجبار نے
حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹنگ پریس لاہور
سے چھپوا کر بیکن بکس ملتان- لاہور
سے شائع کی۔

قیمت : -/280 روپے

ISBN : 978 - 969 - 534 - 311 - 1

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ	9
حافظ الحدیث ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ	12
تمہید و تقدیم	17
قبر و برزخ کے بارے میں قرآن و سنت کی تصریحات کا خلاصہ	19
فوائد	21
قبر کے معاملات کے لئے قبر کا ہونا ضروری نہیں!	22
قبر میں عذاب بھی ہے ثواب بھی!	22
وہ مؤمن جو قبر کی آزمائش سے محفوظ ہیں	22
منکر نکیر	23
کیا قبر میں بچوں سے بھی سوال ہوتا ہے؟	23
انبیاء سے قبر میں سوال نہیں ہوتا	24
منقولی دلائل	24
قبر کے حالات کے مشاہدہ کے واقعات	24
تواتر معنوی	25
قبر کے حالات روایت کرنے والے صحابہؓ	25
ضغطۂ قبر	25
موت اور قبر کے متعلق اصولی وضاحتیں	27
میت کے تکلیف یا راحت میں ہونے پر اہل سنت کا اتفاق ہے	27
قبر کی تکلیف یا راحت سے کوئی مرنے والا مستثنیٰ نہیں ہے	28
دنیا، برزخ اور آخرت میں سے ہر ایک کے مخصوص احکام ہیں	28
برزخ اور آخرت کے معاملات کے مخفی ہونے کی حکمت	29
موت کے فرشتوں کا آنا اور سلام کرنا	29

Marfat.com

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ واقعہ	30
خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	30
عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	30
محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	31
فرشتوں کے آنے کے متعلق قرآن کریم کی تصریح	31
روح کا قبض ہونا	31
مٹی، پتھر کوئی چیز قبر میں فرشتوں کے آنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی	32
قبر کی تنگی اور کشادگی	32
ایک سچے گورکن کی خبر	32
قبر کے معاملات دنیا پر قیاس نہیں ہو سکتے	33
کافر کے لئے قبر میں آگ	33
محمد بن رزیز کا مشاہدہ	34
ابوجہل کا عذاب	34
نماز میں ٹال مٹول کرنے والی عورت کا واقعہ	34
ایک نوجوان کی آپ بیتی	35
قبر چوروں کے عبرتناک مشاہدات	36
قبر کی میخیں	37
نوجوان جو خود اپنے آپ کو کاٹ رہا تھا	37
قبر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے تاثرات	37
عمر بن عبدالعزیز کی عبرت پذیری	38
خیانت کرنے والے تاجر کی قبر	39
میت کے گلے میں سانپ	40
وصیت نہ کرنے والی عورت	40
قبر کے معاملات کے مشاہدہ کے واقعات کی کثرت	40
اہم نکتہ	41
دو موتیں اور دو زندگیاں	42

Marfat.com

قرآن کریم میں قبر کے عذاب کا ذکر 44

حواشی وحوالہ جات 48

روح، موت اور عالمِ برزخ کی حقیقت (اسلامی حکمت وفلسفہ کی روشنی میں) 51

روح کی حقیقت 57

روح کی حقیقت تک رسائی ممکن ہے 57

نسمہ: روح حقیقی اور بدن کے درمیان واسطہ 57

موت نسمہ کے لئے ایک نیا ارتقاء ہے 59

نفخِ صور کے وقت ایک نئے فیض کا اجراء ہوگا 59

مَلَکیت اور بہیمیت 60

موت کی حقیقت 61

موالید میں سے ہر ایک نوع کی ایک الگ سواری ہے 61

موالید میں سے ہر ایک کا ایک الگ مزاج ہے 62

ہر صورت کا ایک الگ مادہ ہے 62

موت: نفس ناطقہ اور مادہ کی جدائی کا نام نہیں ہے 62

بیدار مغز اور غافل لوگوں کا فرق 63

موت کے بعد نفس کا نسمہ سے صحیح تعلق بنتا ہے 63

مَلَکیت وبہیمیت کے باہمی تعلق کا اصل نفع ونقصان 64

عالمِ برزخ میں لوگوں کے حالات کا مختلف ہونا 65

بیدار قلب والے لوگ 65

وہ لوگ جن کے قلب طبعی طور پر نیند میں ہیں 65

وہ لوگ جن کی مَلَکیت بہیمیت کے تابع نہ ہوئی 66

وہ لوگ جن کی بہیمیت طاقتور رہی 68

حواشی وحوالہ جات 70

Marfat.com

کتاب کے متن کی سند 73

برزخی حالات پر مشتمل وہ واقعات جو قرآنی آیات وتصریحات کی تفسیر وتوضیح سے متعلق ہیں! 75

۱۔آلِ فرعون کی روحیں 77

۲۔موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا مر کر زندہ ہونا 77

۳۔مر کر زندہ ہونے والی ایک پوری قوم 78

۴۔سو سال کی موت کے بعد اپنے زندہ ہونے کا مشاہدہ 79

۵۔اولاد بوڑھی مگر باپ نوجوان 80

۶۔بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا (گائے والا واقعہ) 81

۷۔چار پرندوں کا مرنے اور کٹنے کے بعد زندہ ہونا 83

اَسناد 85

واقعہ کے اوّل راوی کا تفصیلی تعارف 86

برزخی حالات پر مشتمل وہ واقعات جو احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اقوالِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں! 89

اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ! 89

موت کی حرارت 91

ماں کی دعا سے فوت شدہ بچے کا زندہ ہونا 92

زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی وفات 93

قبر میں بچہ کی پیدائش 98

اے عبداللہ مجھ پر کچھ پانی ڈال دو! 99

مہمان کا حق نہ ماننے والے کی حالت 100

یحییٰ علیہ السلام کے خون کا ایک قطرہ 101

ایک مر جانے والے کی کہانی 102

Marfat.com

اَسناد	104
واقعہ کے اوّل راوی یا واقعہ کے شاہد کا تفصیلی تعارف	106
اللہ پر بھروسہ کرنے والی ماں	109
شہید ختمِ نبوت	109
حراش کے بیٹے	110
شہادت کی دعا	112
روٗبہ بنتِ بیجا	112
نامہ اعمال کا مشاہدہ	113
شیخین رضی اللہ عنہما سے بُغض رکھنے والے کا انجام	114
عمیر بن جندب	116
ماں کے گستاخ کا انجام	118
مرے ہوئے گدھے کا زندہ ہونا	119
شہادت کے بعد جنگ میں شریک ہونا	120
قاضی کا کان	121
فرشتوں کی گفتگو	122
موت کے فرشتے	123
سقلیہ کے محاصرہ کے دوران کے ایک زخمی کا واقعہ	124
مقتول کے سر کا خطاب	125
مقتول کے سرہانے دف بجانے والیاں	126
قبر میں سے سلام کا جواب	126
منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات کا سنائی دینا	127
سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک	127
روحوں کا شہر	128
ایک مقروض شخص کی روح سے ملاقات	130
سام بن نوح	131
کوفہ کی ایک خاتون	131

Marfat.com

فوت شدہ بچوں کا زندہ ہونا 131
شہید کے سر کا خطاب 132
ایک کٹے ہوئے سر کی آوازیں 133
راویان 134
اَسناد 138

خاتمہ از مترجم

۱۔عذابِ قبر کے اسباب 155
حوالہ جات 158
۲۔عذابِ قبر سے نجات دلانے والے اسباب 159
حوالہ جات 165
۳۔قبر کے سوالات کا تعلق صرف امت محمدیہ سے ہے یا سابقہ اُمتوں کے لوگوں سے بھی ہے؟ 167
قبر کے سوالات امت محمدیہ کی خصوصیت ہے 168
قبر کے سوالات کا تعلق سب امتوں سے ہے 168
خاموشی بہتر ہے 169
حوالہ جات 170
۴۔قبر کا عذاب دائمی ہے یا کچھ وقت کے لئے؟ 171
حوالہ جات 173
۵۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ دعائیں جن میں عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے .74
حوالہ جات ،76

Marfat.com

پیش لفظ

علامہ ابن ابی الدنیا نے تیسری صدی ہجری کے بغداد میں بیٹھ کر، جو اس وقت خلافتِ اسلامیہ کا مرکز تھا، پھیلتی ہوئی اسلامی سلطنت اور معاشرے کے مختلف علمی و فکری اور عملی شعبوں میں ہوتی ہوئی پیش رفت کو سامنے رکھ کر تعمیر فکر و تشکیل کردار کے لئے اس وقت کی علمی و تحقیقی روایت کے مطابق جو مواد اکٹھا کیا اور کثیر کتب مرتب کیں وہ آج کے ماحول میں بھی خصوصاً مسلمانوں کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے۔ ہم اس کا مطالعہ کر کے اور اس کی ترویج کر کے انسانوں کی نظریاتی اور عملی اصلاح کا کام لے سکتے ہیں۔ ہاں البتہ یہ امر ضروری ہے کہ ہم دینی تعلیمات کے سبھی موضوعات کی صحیح بنیاد اور روح کو سمجھ کر ہر جزوی بات کو اس کے زاویے پر درست رکھیں۔

دنیا میں جتنے بھی آسمانی مذہب آئے ان کی روح اور اصول ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید، رسالت کی صداقت اور موت کے بعد کی زندگی۔ اسلام میں دین کے بنیادی عقائد اور اہم ترین امور ہمارے ہاں ایمان مفصل و ایمان مجمل کی شکل میں مدوّن ہیں۔

اس طرح موت کے بعد کی زندگی اور اس سے متعلقہ تمام وہ معاملات جو قرآن و سنت سے ثابت ہیں ایک مسلمان کے لئے ان پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ بعث بعد الموت یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونا ایمانیات میں سے ہے۔

برصغیر کے معروف عالم دین نواب صدیق حسن خان مرحوم اپنے رسالہ **"سائق العباد الی صحۃ الاعتقاد"** میں لکھتے ہیں:

> "مومنین مخلصین کو قبر میں آرام کا ملنا اور کفار و منافقین کو عذاب میں رہنا بھی ضروری امر ہے۔ اسی طرح منکر و نکیر سے سوال جواب کا ہونا بھی درست و صحیح ہے۔"

Marfat.com

مشرکین مکہ کو یہ بات سمجھ نہیں آتی تھی کہ انسان مرنے کے بعد کیسے زندہ ہوگا۔قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ ان کا قول موجود ہے کہ وہ کہتے: أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ [سورۃ الواقعہ: ۴۷] ''کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہوجائیں گے تو پھر ہم اٹھائے جائیں گے؟'' اس لئے اللہ پاک نے قرآن کریم میں اس موضوع کو کئی طرح سے بیان فرمایا ہے۔سورۃ البقرہ میں بنی اسرائیل کا ایک واقعہ مذکور ہے۔اس میں ہے کہ ان کا ایک آدمی قتل ہوگیا تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا تم ایک گائے ذبح کرو اور اس کے اجزاء مقتول کے جسم کے ساتھ لگاؤ وہ زندہ ہوجائے۔اسی طرح سے اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ زمین کے بنجر ہونے کے بعد زرخیز ہونے کا ذکر کر کے فرمایا: إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتَىٰ [سورۃ فصلت: ۳۹] ''جس نے زمین کو زندہ کیا وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے'' قرآن کریم میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک سے درخواست کی کہ اے اللہ پاک! مجھے دکھلایئے کہ آپ مرنے والوں کو کیسے زندہ کرتے ہیں۔اللہ پاک نے فرمایا کیا تم اس پر ایمان نہیں رکھتے؟ عرض کیا ایمان رکھتا ہوں مگر مشاہدے سے اور اطمینان ہوگا۔پھر اللہ پاک نے انہیں مرجانے والوں کے زندہ ہونے کا مشاہدہ کرایا۔

علامہ ابن ابی الدنیا کی زیر نظر کتاب **''من عاش بعد الموت''** اسلام کے عقیدہ بعث بعد الموت کی تفہیم کے لئے ایک معاون کتاب ہے۔اس میں ایسے واقعات ذکر کئے گئے ہیں جو مرنے کے بعد زندہ ہونے کے عملی مشاہدے ہیں۔اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اپنے بندوں کو خبردار کرنے کے لئے اس طرح کے واقعات دکھلاتے ہیں۔یہ نادر مشاہدات سعادت مند بندوں کے لئے عبرت ونصیحت کا فائدہ دیتے ہیں اور منکروں کے لئے اتمام حجت کا۔

بہرحال ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب بندوں کو موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں فکر مند کرے گی۔ان واقعات کو سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔یوں ظہور پذیر ہونے والے واقعات اور ان پر مبنی روایات دینی نظریات وعقائد کے ماخذ میں شامل نہیں ہیں۔ان سے احکام ثابت نہیں ہوتے مگر ان سے قرآن وسنت سے ثابت شدہ عقائد واحکام پر مزید اطمینان بھی ہوتا ہے اور یہ موعظت وعبرت کا موجب بھی بنتے ہیں۔علامہ نواب صدیق حسن خان نے اپنے محولہ رسالہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

Marfat.com

"یہ بھی اجماعی مسئلہ ہے کہ کشف والہام اولیاء اور وقائع نومیہ حجت شرعی نہیں ہوتے ہیں لہٰذا کسی شی کی فضیلت وحرمت یا کراہت وحرمت کا ثبوت اس سے نہ ہوگا۔ ہاں جو احکام بادلۂ اسلام ثابت ہیں ان کے واسطے مزید سند وشہادت ان سے بشرط موافقت البتہ ہو سکتی ہے کل سلف وخلف امت کا اسی پر اجماع ہے باستثنائے معدودے چند غیر معتد بہم کے۔"

ہمیں امید ہے کہ جو بھی اس کتاب کو پڑھے گا اس کے ایمان میں تقویت آئے گی اور اپنی اصل کامیابی کے لئے اس کی فکرمندی بڑھے گی۔

علامہ ابن ابی الدنیا کی یہ کتاب چونکہ کہ صرف روایات وواقعات پر مبنی تھی اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس موضوع کے سیاق وسباق سمیت اس کی تکمیل کر دی جائے اس لئے اس میں آپ کو ایک مقدمہ اور خاتمہ بھی ملے گا۔ مقدمہ میں علامہ تفتازانی، علامہ عبدالعزیز پرہاڑوی، علامہ ابن قیم الجوزیہ اور خاتم المحققین امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اساطین کے مضامین دیئے گئے ہیں اور خاتمہ میں راقم نے قبر کی زندگی سے متعلق بہت ساری ضروری تفصیلات بھی دے دی ہیں۔

ہم نے علامہ ابن ابی الدنیا کی دی ہوئی روایات وواقعات کے ترجمہ اور ان پر عنوانات لگانے کے علاوہ یہ بھی کیا ہے کہ آخر میں ان روایات وواقعات کے راویوں کا تعارف بھی دیا ہے۔ روایات وواقعات کے ساتھ اگر اسے نقل کرنے والوں کا تعارف بھی میسر آجائے تو اس سے علمی مواد کی بصیرت افروزی اور قاری کے اطمینان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے حسب معمول علامہ ابن ابی الدنیا نے جن اسناد کے ساتھ یہ روایات وواقعات نقل کئے ہیں وہ اسناد بھی آخر میں دیدی ہیں تا کہ اہل علم اگر دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اللہ پاک اس کتاب کو ہم سب کے لئے اپنے ہاں کی سرخروئی کا سبب بنائیں۔ ہمارے گناہ معاف فرمائیں۔ ہماری کمزوریاں، غفلتیں اور کوتاہیاں دور فرما کر دنیا وآخرت کی سرخروئی سے سرفراز فرمائیں۔

والسلام

زاہد محمود قاسمی

۰۴ رجمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ - ۰۴ رمارچ ۲۰۱۷

Marfat.com

حافظ الحدیث ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰۸۔۲۸۱ھ:823-894ء)

نام ونسب:

المحدث الحافظ، ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس القرشی، مولیٰ بنی امیہ، البغدادی، المعروف بہ ''ابن ابی الدنیا'' زہد ورقائق کی کئی کتابوں کے مصنف۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تقریب میں لکھتے ہیں:

عبداللہ بن محمدبن عبیدبن سفیان القرشی مولاھم ابوبکربن ابی الدنیاالبغدادی، صدوق حافظ صاحب تصانیف من الثانیة عشرۃ، مات سنة احدی وثمانین ولہ ثلث وسبعون۔

وقال فی التھذیب: مؤدب اولادالخلفاء۔

''آپ قریشیوں کے آزادکردہ، بغداد کے رہنے والے ہیں، روایتِ حدیث میں صدوق حافظ، اورکئی کتابوں کے مصنف ہیں، طبقات کے لحاظ سے بارہویں طبقہ میں سے ہیں، ۲۸۱ھ میں ۷۳برس کی عمر میں وفات پائی۔''

اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہی نے اپنی کتاب تہذیب میں کہا: آپ خلفاء کی اولاد کے اتالیق تھے۔''

پیدائش اور تعلیم وتربیت:

تیسری صدی ہجری کے شروع یعنی ۲۰۸ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

خطیب بغدادی اور علامہ ذہبی رحمہما اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سن پیدائش یہی بتایا ہے۔

Marfat.com

مشائخ وتلامذہ:

اپنے والد، امام بخاری، امام ابوداؤد، ابوعبید قاسم بن سلام اور ابن سعد کے علاوہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کے راویوں میں سے ابراہیم بن منذر حزامی التوفی: ۲۳۶ھ، خالد بن خداش مہلبی بصری ۲۲۴ھ، علی بن جعد جوہری بغدادی ۲۳۰ھ، عباد بن موسیٰ ختلی بغدادی ۲۳۰ھ، خلف بن ہشام بغدادی ۲۲۹ھ، محرز بن عون بغدادی ۲۳۱ھ، اور داؤد بن عمرو ضبی بغدادی ۲۸۰ھ، وہ نام ہیں جو حافظ ابن ابی الدنیا کے مشائخ کی فہرست میں بھی پائے جاتے ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

اور صحیحین کے راوی محمد بن خلف وکیع بغدادی ۲۶۱ھ، حارث بن ابی اسامہ صاحبِ مسند، محمد بن خلف مرزبان، عبید اللہ بن عبدالرحمن سکری، ابوذر قاسم بن داود کاتب، عمر بن سعد قراطیسی، حسین بن صفوان برذعی، احمد بن سلمان نجاد، ابوسہل بن زیاد، احمد بن فضل بن خزیمہ، ابوجعفر بزیۃ ہاشمی اور ابوبکر شافعی صاحب الغیلانیات وغیرہ جیسے اکابر اہلِ علم آپ سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اہلِ علم کا خراجِ تحسین:

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے والد کی معیت میں ابن ابی الدنیا سے حدیثیں لکھیں، کسی نے ان سے ابن ابی الدنیا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: صَدُوْقٌ بَغْدَادِیٌّ (بغداد کے رہنے والے، روایت میں سچے ہیں) [الجرح والتعدیل: ۱۶۳/۲/۲/۵]

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ابن ابی الدنیا صدوق، ادیب، اصحاب قصص اور بڑے علم والے ہیں، ان کی سند بڑی عالی ہے، ان کے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ کے درمیان چار واسطے ہیں۔ [تذکرۃ الحفاظ: ۶۷۷:۲]

ابوالمحاسن بن تغری بردی کہتے ہیں: ان کی بڑی خوب تصانیف ہیں، انہوں نے جن موضوعات پر لکھا ہے بعد کے لوگ ان موضوعات مین ان کے محتاج رہیں گے، ان کی ثقاہت، صداقت اور امانت پر اتفاق ہے۔

المنتظم کے مؤلف لکھتے ہیں: آپ زہد ورقائق کی حدیثیں لکھتے تھے، اسی لئے بر جلانی سے لیتے ہیں، اور عفان بن مسلم کو چھوڑتے ہیں۔

Marfat.com

ابن ندیم کہتے ہیں: آپ مکتفی باللہ کے استاد، بڑے پرہیز گار و متقی اور اخبار و روایت کے عالم تھے۔ [الفھرست: ۲۶۲]

علامہ ابن کثیر کہتے ہیں: آپ علمِ حدیث میں حافظ ہیں، ہر فن میں مصنف ہیں، بہت ساری کتابوں کی وجہ سے مشہور ہیں جو بڑی مفید اور مقبول ہیں، روایتِ حدیث میں صدوق، حافظ اور صاحبِ مروءۃ ہیں۔ [البدایۃ والنھایۃ ۱۱: ۷۱]

حافظ ابن ابی الدنیا اور عباسی خلفاء:

عباسی خلفاء کا دور ۷۵۰ء سے ۱۲۵۸ء تک کے عرصہ کو محیط رہا جس میں ۳۷ خلفاء ہوئے، سب سے پہلا سفاح اور آخری مستعصم تھا۔ حافظ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے دورانیہ میں معتصم سے لے کر مکتفی تک دس خلفاء کا دور آیا۔

خطیب بغدادی لکھتے ہیں: آپ کئی خلفاء کی اولاد کے اتالیق رہے۔

صاحب اعلام کہتے ہیں کہ آپ معتضد کے اتالیق رہے پھر اس کے بیٹے مکتفی کے بھی۔

آپ کے شاگرد قاسم بن داؤد بیان کرتے ہیں رشید نے مکتفی سے پوچھا تم اپنے استاد کو کیسا پاتے ہو، اس نے کہا میں اپنے استاد سے محبت کیوں نہ کروں انہوں نے ہی تو سب سے پہلے میری زبان پر اللہ پاک کا ذکر جاری کرایا۔ اس کے علاوہ ان میں موجود دلچسپی یہ ہے کہ وہ جب چاہیں آپ کو رلا دیں اور جب چاہیں ہنسا دیں۔ رشید نے کہا انہیں میرے پاس بلاؤ۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں مجھے پیش کیا گیا اور رشید کے قریب بٹھایا گیا، میں نے خلفاء راشدین اور ان کی نصیحت کی باتیں بیان کرنا شروع کر دیں، تو رشید بہت رونے لگا، اتنے میں راغب یا یانس اندر آیا تو اس نے کہا امیر کو کب تک رلاؤ گے؟ رشید نے اسے ڈانٹا اور کہا اے راشد! تمہارا اس سے کیا واسطہ ہے، جاؤ! تم اپنا کام کرو۔ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر میں نے دیہاتیوں کے عجائب و غرائب بیان کرنا شروع کئے تو وہ ہنسنے لگا، اور خوب ہنسا۔ پھر احمد بن محمد بن فرات سے کہا ان کے لئے پندرہ دینار ماہانہ وظیفہ مقرر کردو، قاسم کہتے ہیں میں ہر ماہ جا کر وہ پندرہ دینار لے آتا تھا۔

Marfat.com

تصانیف:

آداب واخلاق میں آپ کی جن تصانیف کا تذکرہ ملتا ہے وہ یہ ہیں:

١۔ مَكَارِمُ الْاَخْلَاق۔ ٢۔ اَلْاَدَب۔ ٣۔ اَلْجِيْرَان۔
٤۔ اَلْعَفْو۔ ٥۔ ذَمُّ الشَّهَوَات ٦۔ اَلشُّكْر۔
٧۔ اَلتَّقْوٰى۔ ٨۔ حُسْنُ الظَّنِّ بِاللّٰه۔ ٩۔ اَلْحِلْم۔
١٠۔ اَلزُّهْد۔ ١١۔ ذَمُّ الْغِيْبَة۔ ١٢۔ اَلْعَقْلُ وَفَضْلُه۔
١٣۔ قَصْرُ الْاَمَل۔ ١٤۔ قِرَى الضَّيْف۔ ١٥۔ ذَمُّ الْمُسْكِر۔
١٦۔ اَلرِّقَّةُ وَالْبُكَاء۔ ١٧۔ اَلصَّمْتُ وَآدَابُ اللِّسَان۔
١٨۔ اَلْمَرَضُ وَالْكَفَّارَات۔ ١٩۔ اَلْفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّة۔ ٢٠۔ ذَمُّ الدُّنْيَا۔
٢١۔ ذَمُّ الْمَلَاهِيْ۔ ٢٢۔ اَلْيَقِيْن۔

تاریخ وسیر میں ذیل کی کتب کے نام ملتے ہیں:

١۔ اَخْبَارُ قُرَيْش۔ ٢۔ دَلَائِلُ النُّبُوَّة۔ ٣۔ اَلْمَغَازِيْ۔
٤۔ مَوَاعِظُ الْخُلَفَاء۔ ٥۔ حِلْمُ الْحُكَمَاء۔ ٦۔ اَلتَّارِيْخ۔
٧۔ تَارِيْخُ الْخُلَفَاء۔ ٨۔ اَخْبَارُ الْمُلُوْك۔ وغيرها۔

فقہ واحکام سے متعلق چند ایک تصانیف کے نام یہ ہیں:

١۔ اَلْجِهَاد۔ ٢۔ اَلْعُقُوْبَات۔ ٣۔ اَلْفَتْوٰى۔ ٤۔ اَلسُّنَّه
٥۔ اَلصَّدَقَه۔ ٦۔ اَلْمَنَاسِك۔ ٧۔ اَلْقِصَاص۔ ٨۔ اَلرَّهَائِن۔ وغيرها۔

ان کے علاوہ یہ بھی

١۔ صِفَةُ الصِّرَاط۔ ٢۔ اَلْاَلْحَان۔ ٣۔ اَلدُّعَاء۔
٤۔ شَجَرَةُ طُوْبٰى۔ ٥۔ اَلْمُحْتَضِرُوْن۔ ٦۔ اَلنَّوَادِر۔
٧۔ صِفَةُ النَّار۔ ٨۔ اَلْبَعْثُ وَالنُّشُوْر۔ ٩۔ اَلْمَطَر۔
١٠۔ اَلْوَصَايَا۔ ١١۔ اَلْوَقْفُ وَالْاِبْتِدَاء۔ ١٢۔ اَلْمَوْت
١٣۔ اَلْقُبُوْر ١٤۔ اَلْعَوَائِد۔ ١٥۔ اَهْوَالُ يَوْمِ الْقِيَامَة۔
١٦۔ مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْت۔ ١٧۔ اَلْعَظْمَةُ فِيْ عَجَائِبِ الْخَلْق۔
١٨۔ كِتَابُ الْجُوْع۔ ١٩۔ اَلرَّغَائِب

Marfat.com

وفات:

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش بھی بغداد میں ہوئی اور وفات بھی۔ آپ زندگی بھر بغداد ہی میں رہے شاذ و نادر ہی کبھی اس شہر سے باہر رہے ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ کی وفات جمادی الاولیٰ ۲۸۱ھ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شونیزیہ میں دفن ہیں۔

علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کے تفصیلی حالات کے لئے دیکھئے تاریخ بغداد ۱۰/ ۸۹، تذکرۃ الحفاظ ۶۷۷/۲، الجرح والتعدیل ۱۶۳/۵، طبقات الحنابلۃ ۱/ ۱۹۲، المنتظم، فوات الوفیات ۲۲۸/۲، النجوم الزاھرۃ ۸۶/۳، البدایۃ والنھایۃ ۷۱/۱۱، تھذیب التھذیب ۱۲/٦، ۱۳، طبقات الحفاظ ۲۹۴ / ۲۹۵ اور سیر اعلام النبلاء ۳۹۷/۱۳، الکامل لابن الاثیر ۷۷/۲، الفھرست لابن الندیم ۲٦۲، العبر ٦۵/۲۔

Marfat.com

تمہید و تقدیم

۱۔ قبر و برزخ کے بارے میں قرآن و سنت کی تصریحات کا خلاصہ
(علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ و علامہ عبد العزیز پرہاڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ موت اور قبر کے متعلق اُصولی وضاحتیں
قرآن کریم میں قبر کے عذاب کا ذکر
(علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ)

۳۔ روح، موت اور عالمِ برزخ کی حقیقت
(امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

Marfat.com

قبر و برزخ کے بارے میں
قرآن وسنت کی تصریحات کا خلاصہ

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: محرم، ۷۹۲ھ) کی کتاب "شرح العقائد"
سے اقتباس کا اردو ترجمہ عظیم محقق علامہ محمد عبد العزیز پر ہاروی کی توضیحات کے ساتھ۔

کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کے لئے قبر کا عذاب اور فرمانبرداروں کے لئے قبر کے وہ انعامات جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے اور منکر نکیر کا سوال، جو دو فرشتے ہیں قبر میں آکر بندے سے اس کے رب، دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال کرتے ہیں، منقولی دلائل سے ثابت ہے جیسا کے نصوص کی صراحت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾
"اور آل فرعون پر برا عذاب نازل ہوا صبح شام یہ لوگ آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔" [غافر: ۴۶]

شارح کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیہقی نے روایت کی ہے کہ آپ شروع دن میں فرماتے رات چلی گئی دن آگیا اور آل فرعون آگ میں ڈال دیئے گئے، شام کے وقت بھی فرماتے رات آگئی، دن چلا گیا اور آل فرعون کو آگ میں ڈال دیا گیا ہے۔ جو آدمی بھی آپ کی یہ بات سنتا وہ آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا۔ اھ

قوم نوح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ
[سورۃ نوح: ۲۵] (وہ غرق کیے گئے اور داخل کردیے گئے آگ میں)

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ نوح علیہم السلام کی قوم کو غرق ہونے کے ساتھ ہی آگ میں ڈال دیا گیا۔

شارح کہتے ہیں: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیشاب کے قطروں سے بچو کیونکہ عام طور پر قبر کا عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔اسے ابن أبي شيبة اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

سیدالانصار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ: وہ شہید ہو کر مرے ہیں، ان کی روح کی خوشی میں عرش عظیم نے حرکت کی ہے، ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے اترے ہیں، جناب رسول اللہ ﷺ خود ان کی قبر میں اترے۔ان کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پیشاب کے قطروں کی وجہ سے ان کو قبر نے اس طرح دبایا کہ پسلیاں ادھر اُدھر ہو گئیں۔علامہ سیوطی کی کتاب شرح الصدور میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ [سورة ابراہیم: ۲۷] (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا میں اور آخرت میں مستحکم قول کے ذریعے ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں) اس کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ قبر کے عذاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یعنی اس وقت کی آزمائش کے بارے میں جب میت سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

شارح کہتے ہیں: اسے امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔یہ مضمون بہت سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ جاتے ہوئے ایک قبر کے پاس سے گذرے تو فرمایا: اپنے ساتھی کے لئے استغفار اور ثابت قدمی طلب کرو کہ اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔(رواہ البیھقی)

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو کالے رنگ والے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔

Marfat.com

ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ میت سے کہتے ہیں ان صاحب کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو جس بات کا وہ قائل رہا وہی کہتا ہے کہ یہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تم یہی کہو گے، پھر اس کی قبر ہر طرف ستر گز وسیع کر دی جاتی ہے۔

شارح کہتے ہیں بعض احادیث میں آتا ہے کہ اس کی قبر تا حد نظر وسیع کر دی جاتی ہے۔

پھر اس کی قبر روشن کر دی جاتی ہے اور اسے کہا جاتا ہے آرام کرو، وہ کہتا ہے میرے گھر والوں کو جا کر یہ خوشخبری سنادو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں تم دلہن کی طرح سو جاؤ جسے اس کے گھر والوں میں سے اس کے محبوب ترین فرد کے علاوہ کوئی نہیں جگاتا۔ وہ اسی طرح سوتا ہے حتی کہ قیامت قائم ہو جاتی ہے۔

اگر میت منافق ہو تو وہ منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں کہتی ہے میں نے لوگوں سے سنا تھا وہ اس طرح کہتے تھے تو میں نے بھی ویسا کہہ دیا میں نہیں جانتا کہ حق کیا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں ہم پہلے سے جانتے تھے کہ تو ایسا کہے گا۔ تب زمین سے کہا جاتا ہے آپس میں مل جا، تو وہ اس قدر سکڑتی ہے کہ اس کی اِدھر کی پسلیاں اُدھر ہو جاتی ہیں، قیامت تک وہ اسی حال میں رہتا ہے۔

شارح کہتے ہیں اس حدیث کو ترمذی، بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

شارح کہتے ہیں اسے ترمذی نے ابو سعید سے، اور طبرانی نے ابو ہریرۃ سے نقل کیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قبر کے معاملات اور آخرت کے بہت سارے احوال کے بارے میں احادیث ایک دوسرے کے ہم معنی موجود ہیں۔

فوائد:

قبر کے حالات سے متعلق علامہ تفتازانی کی بیان کردہ مذکورہ بالا تفصیلات کے ذیل میں ان کی کتاب کے شارح علامہ عبد العزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نبراس" میں گرانقدر تشریحی فوائد کا اضافہ کیا ہے ہم ان کے انہیں ذیلی فوائد کی تلخیص دے رہے ہیں امید ہے یہ شائقین علم کے لئے مفید ہوں گے۔

Marfat.com

قبر کے معاملات کے لئے قبر کا ہونا ضروری نہیں!

۱۔ عذاب قبر سے مراد وہ عذاب ہے جو موت کے بعد قیامت کے دن کے لئے اٹھنے سے پہلے ہوتا ہے، خواہ میت دفن کی گئی ہو خواہ نہ دفن نہ کی گئی ہو، قبر کی طرف نسبت غالب اکثریت کے لحاظ سے ہے۔

قبر میں عذاب بھی ہے ثواب بھی!

۲۔ قبر میں عذاب بھی ہوسکتا ہے اور انعام بھی ہوسکتا ہے، دونوں پہلو ہیں مگر عام طور پر اس مسئلہ کو ''عذاب قبر'' کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے قرآن وسنت کی اکثر نصوص میں عذاب والے پہلو کا ذکر ہے کیونکہ نقصان وتکلیف والے پہلو سے بچنے کی ترغیب ضروری ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انسانوں میں عذاب والوں کی تعداد انعام والوں کی نسبت زیادہ ہے۔

لہٰذا جہاں کہیں صرف عذاب قبر کا ذکر ہو تو اس کا مطلب انعام قبر کا انکار نہیں ہوتا۔ اگرچہ بیک وقت دونوں کا ذکر کرنا بہتر ہے کیونکہ قرآن وسنت میں اکثر جنت جہنم، عذاب وانعام، انذار وتبشیر کا تذکرہ ایک ساتھ آیا ہے۔ نیز انعام والا پہلو انبیاء وصلحاء کا حال ہے اسے ترک نہیں کرنا چاہئے۔

وہ مومن جو قبر کی آزمائش سے محفوظ ہیں:

۳۔ مصنف نے کہا ہے کہ کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کے لئے قبر کا عذاب ثابت ہے۔ مومنوں میں سے بعض کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کئی گنہگار مومن ایسے بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف سے نجات دے دی ہے جیسے شہید ہونے والا۔ مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کی چھ خصوصیتیں ہیں اس کے خون کے پہلے قطرے کے گرنے پر اس کی بخشش کردی جاتی ہے، اسی وقت وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لیتا ہے اور اسے قبر کے عذاب سے نجات مل جاتی ہے الخ۔ رواہ الترمذی۔ خالد بن عرفطہ مرفوعاً نقل کرتے ہیں جسے اس کی پیٹ کی بیماری نے مار دیا اسے قبر کا عذاب نہیں ہوگا۔ رواہ ابن ماجۃ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو جمعہ کے دن مرا وہ قبر کے عذاب سے بچا لیا گیا۔ رواہ ابویعلی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے ہر رات سورۃ تبارک الذی پڑھی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ رواہ النسائی۔

۱۴۰۰۰۸

Marfat.com

منکر نکیر:

۴۔ منکر نکیر کا معنی ہے ایسی شخصیت جو اجنبی ہو نہ اسے کوئی جانتا ہو نہ وہ کسی کو جانے۔ حکیم ترمذی کہتے ہیں ان دو فرشتوں کو منکر نکیر اس لئے کہا گیا کہ ان کی تخلیق نہ انسانوں کی تخلیق سے ملتی ہے نہ چوپائیوں سے نہ حشرات سے، ان کی شکل میں کوئی انسیت نہ ہوگی۔ علمائے شافعیہ میں سے ابن یونس کا خیال ہے کہ منکر نکیر کافروں کے لئے ہوتے ہیں مومنوں کی قبر میں جو دو فرشتے آتے ہیں ان کا نام مبشر و بشیر ہے۔

۵۔ شوافع کے عظیم عالم علامہ حلیمی کہتے ہیں جو بات مناسب لگتی ہے وہ یہ ہے کہ سوال کرنے والے فرشتوں کی پوری ایک جماعت ہے جن میں سے کسی کا نام منکر ہے کسی کا نکیر، ان میں سے دو دو کو ہر میت کی طرف بھیجا جاتا ہے جیسے اعمال لکھنے والے فرشتوں کی جماعت ہے مگر ہر آدمی کے لئے دو دو فرشتے مقرر ہیں۔

۶۔ منکر نکیر اس وقت آتے ہیں جب لوگ میت کو دفن کر کے چلے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

کیا قبر میں بچوں سے بھی سوال ہوتا ہے؟

۷۔ احناف کے بڑے عالم سید ابوشجاع کہتے ہیں کہ بچوں سے بھی سوال ہوگا۔ قرطبی کہتے ہیں قبر میں بچوں کی عقل مکمل کر دی جاتی ہے اور انہیں سوالات کے جوابات الہام کئے جاتے ہیں۔ ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں بچوں سے صرف اس وعدہ کا سوال ہوتا ہے جو اس وقت ہوا تھا جب سب آدم علیہ السلام کی پیٹھ میں تھے۔ ان سب علماء کی دلیل یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک بچے کی نماز جنازہ پڑھائی تو دعا میں کہا اے اللہ اسے قبر کے عذاب سے بچا۔

ایک جماعت کہتی ہے بچوں سے کوئی سوال نہیں ہوتا۔ حدیث والی بات کو قبر کی وحشت پر محمول کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ بچہ غیر مکلف ہے۔ علامہ سیوطی کہتے ہیں یہی بات صحیح اور درست ہے۔ ابن حجر عسقلانی کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ علامہ نسفی نے بحر الکلام میں لکھا ہے کہ مومنین کے بچوں پر نہ قبر کا عذاب ہے نہ سوال و جواب۔

Marfat.com

انبیاء سے قبر میں سوال نہیں ہوتا:

۸۔ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں بھی صحیح موقف یہی ہے کہ ان سے سوال جواب نہیں ہوتا کیونکہ بعض صلحائے امت کے بارے میں صحیح راویات سے ثابت ہے کہ ان سے سوال نہیں ہوگا۔ تو انبیاء کا رتبہ تو کہیں اونچا ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کے راستہ میں رات کا پہرہ دیا اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ رواہ الطبرانی۔ ابوعمرو کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بھی مسلمان جمع کے دن یا رات کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے بچا لیتے ہیں۔ رواہ الترمذی۔ بعض کا کہنا یہ ہے اللہ کے نبی سے قبر میں رب اور دین کے بارے میں تو سوال نہیں ہوتا البتہ امت کے حال کا سوال ہوتا ہے اور یہ بعید نہیں ہے کیونکہ یہ فتنہ نہیں ہے۔

منقولی دلائل:

۹۔ قبر کے ثواب و عذاب کا نقلی دلائل سے ثابت ہونے کا مطلب ہے شارع علیہ السلام سے سنے ہوئے قرآن وسنت کے دلائل۔ کیونکہ یہ مسلمہ کلیہ ہے کہ جو امر ممکن ہو اور اس کی خبر سچے آدمی نے دی ہو تو وہ ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ بھی طے ہے کہ جب شارع علیہ السلام نے ایسے امر کی خبر دی ہو جو ممکن ہو محال نہ ہو تو اس پر بغیر کسی تاویل کے ایمان لانا واجب ہے۔ اور اگر خبر کسی امر محال کی ہو تو اس میں وارد ہونے والی عبارت دیگر تصریحات کی روشنی میں کسی معنی پر محمول ہوگی اور اس کا ظاہری معنی مراد نہ ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے جسمیت یا جہت کا ہونا جیسے یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ [فتح:۱۰] (اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے) یہاں اللہ کے ہاتھ سے مراد قدرت ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۝۵ [طٰہٰ:۵] میں استویٰ سے مراد عظمت تامہ اور قدرت قاہرہ ہے (رحمٰن تعالیٰ عرش پر مستوی ہو گئے)

قبر کے حالات کے مشاہدہ کے واقعات:

۱۰۔ حدیث پاک میں ہے کہ قبر جنت کا باغ ہے یا جہنم کا گڑھا۔ تو کئی ایسے واقعات ہیں کہ قبر میں ریحان و یاسمین دیکھی گئی یا کسی میں آگ دیکھی گئی۔ (علامہ پر ہاروی کے اس تشریحی جملہ کا مطلب یہ ہوا کہ قبر و برزخ کے حالات کے مشاہدہ کے غیر معمولی واقعات کا پیش آنا ایسا معاملہ ہے جسے علمائے محققین نہ صرف قابل ذکر سمجھتے آئے ہیں بلکہ وہ ان واقعات کو شرعی نصوص کی

Marfat.com

تصریحات کی تائید کے طور پر پیش بھی کرتے رہے ہیں۔علامہ ابن ابی الدنیا کی کتاب "مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوت" قبر و برزخ کے انہیں حالات کے شواہد کا مجموعہ ہے۔مترجم)

تواتر معنوی:

۱۱۔ خبر کا متواتر ہونا یا تو لفظی ہوتا ہے یا معنوی۔لفظی تواتر کا مطلب یہ ہے کہ راویوں کا اتفاق ہو کہ اس خبر کے الفاظ اول تا آخر ہو بہو اور بعینہ نقل ہوتے چلے آئے ہیں جیسے قرآن کریم۔تواتر معنوی یہ ہے کہ خبر کے الفاظ تو مختلف راویوں کے مختلف ہوں مگر معنی سب کا ایک ہو تو یہ تواتر معنوی ہوگا جیسے حاتم طائی کی سخاوت۔یہ تواتر معنوی بھی تواتر لفظی کی طرح حجت ہے۔

قبر کے حالات روایت کرنے والے صحابہؓ:

۱۲۔ قبر کے عذاب وسوال کے بارے میں صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت سے احادیث مروی ہیں ان میں عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، انس بن مالک، براء، تمیم داری، ثوبان، جابر بن عبداللہ، حذیفہ، عبادہ بن صامت، عبداللہ بن رواحہ، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، عمرو بن عاص، معاذ بن جبل، ابو امامہ، ابو درداء، ابو ہریرۃ، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔پھر آگے ان صحابہ سے یہ احادیث بے شمار تابعین نے نقل کی ہیں۔

ضغطۂ قبر:

۱۳۔ ایک اور مسئلہ جس کا معلوم ہونا ضروری ہے وہ قبر کے دبانے کا مسئلہ ہے۔احادیث کی دلالت یہ ہے کہ یہ نیک و بد سب کو پیش آتا ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قبر کا دبانا ہے اگر کسی کو اس سے نجات ملتی تو سعد بن معاذ کو ملتی۔ رواہ احمد۔حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک بچہ کی تدفین ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی قبر کے دبانے سے بچتا تو یہ بچہ بچ جاتا۔رواہ الطبرانی بسند صحیح۔

قاسم صغدی کہتے ہیں قبر کے ضغطہ سے نہ کوئی نیک بچتا ہے نہ بد البتہ کافر کے لئے یہ تکلیف دائمی ہوتی ہے اور مومن کو صرف شروع میں دباتی ہے بعد میں کھل جاتی ہے۔

حکیم ترمذی کہتے ہیں کوئی ایسا نہیں ہے جس میں کوئی نہ کوئی کمی نہ ہو، قبر کے دبانے کو اسی کمی کی جزاء کے طور پر رکھا گیا ہے۔البتہ انبیاء کرام کے لئے یہ ضغطہ نہیں ہوتا۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب سے آپ نے منکر نکیر کی آواز اور قبر کا دبانا مجھے بتایا ہے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی؟ ارشاد فرمایا: اے عائشہ منکر نکیر کی آوازیں مومنین کے کانوں میں ایسے ہوں گی جیسے آنکھ میں اثمد سرمہ اور مومنین کے لئے قبر کا دبانا ایسے ہوگا جیسے بچہ سر درد کی شکایت کرتا ہے تو مہربان ماں اسے نرمی سے دباتی ہے۔ رواہ البیہقی۔

العقیدہ کے مؤلف علامہ محمد بن احمد سفارینی رحمۃ اللہ علیہ اپنے معروف منظومہ ''العقیدہ'' میں فرماتے ہیں:

اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِی ذِکْرِ بَعْضِ السَّمْعِیَاتِ مِنْ ذِکْرِ الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ وَ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَ الْحَشْرِ وَ النَّشْرِ۔

وَ كُلُّ مَا صَحَّ مِنَ الْاَخْبَارِ اَوْ جَاءَ فِی التَّنْزِیْلِ وَ الْاٰثَارِ
مِنْ فِتْنَةِ الْبَرْزَخِ وَ الْقُبُوْرِ وَ مَا اَتٰی فِیْ ذَا مِنَ الْاُمُوْرِ
وَ اِنَّ اَرْوَاحَ الْوَرٰی لَمْ تُعْدَم مَعَ كَوْنِهَا مَخْلُوْقَةٌ فَاسْتَفْهِم
فَكُلَّمَا عَنْ سَیِّدِ الْخَلْقِ وَرَدْ مِنْ اَمْرِ هٰذَا الْبَابِ حَقٌّ لَا یُرَد

برزخ و قبر کی آزمائش وغیرہ کے بارے میں جو کچھ صحیح احادیث میں یا قرآن اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے آثار میں آیا ہے وہ اور یہ بات کہ سب مخلوق کی روحیں مخلوق ہونے کے باوجود موت سے معدوم نہیں ہوتیں، جو کچھ اس بارے میں سید الخلائق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں مروی ہے وہ سب حق اس کی تردید جائز نہیں ہے۔

Marfat.com

موت اور قبر کے متعلق اصولی وضاحتیں

یہ سارا مواد ہم نے علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الروح سے لیا ہے۔
انتخاب، تلخیص، ترتیب، ترجمہ اور عنوانات ہمارے ہیں مضامین و مفاہیم
علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ (۱)

میت کے تکلیف یا راحت میں ہونے پر اہل سنت کا اتفاق ہے:

اس میں شک نہیں کہ امت کے اسلاف اور ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ آدمی جب مرتا ہے تو وہ نعمتوں میں ہوتا ہے یا عذاب میں، اور یہ معاملہ اس کی روح کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور جسم کے ساتھ بھی۔ روح جسم سے الگ ہونے کے بعد جزاء یا سزا میں ہوتی ہے۔ جب جب بدن سے اس کا اتصال ہوتا ہے تو اسے بھی یہ جزا یا سزا ملتی ہے۔ پھر جب قیامت کبریٰ کا دن ہوگا تو روحیں جسموں کی طرف لوٹائی جائیں گی اور سب اپنی قبروں سے رب العلمین کی طرف اٹھیں گی۔ اور جسموں کا دوبارہ اٹھنا مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کے ہاں مُسلَّم ہے۔

عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال کی احادیث کثیر اور متواتر ہیں۔ موت کے بعد روح و جسم کا عذاب یا انعام میں ہونا اہل سنت کے نزدیک مُتفق عَلَیہ ہے۔ مروزی کہتے ہیں قبر کا عذاب حق ہے کوئی اس کا انکار نہیں کرتا مگر وہ جو خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ حنبل کہتے ہیں میں نے عذابِ قبر کے بارے میں ابو عبداللہ سے بات کی تو انہوں نے فرمایا: عذاب قبر کی احادیث صحیح ہیں، ہم ان پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اقرار کرتے ہیں، جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے ہمیں اس کا اقرار ہے۔ اگر ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو نہ مانیں اور اس کی تردید کریں تو ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تردید کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ [سورۃ الحشر: ۷] "اور جو رسول تمہیں دیں اسے قبول کرو"

Marfat.com

قبر کی تکلیف یا راحت سے کوئی مرنے والا مستثنیٰ نہیں ہے:

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ قبر کا عذاب برزخ کا عذاب ہے۔ جو اس حال میں مرا کہ وہ عذاب کا حقدار تھا تو وہ اپنے حصے کا عذاب پائے گا، چاہے اسے قبر میں دفن کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو، خواہ اسے درندوں نے کھالیا ہو یا آگ نے جلا کر راکھ کر دیا ہو اور اس کی راکھ ہوا میں بکھیر دی گئی ہو یا اسے سولی پر لٹکا دیا گیا ہو یا سمندر میں غرق ہوا ہو، ہر حال میں اسے وہ عذاب وانعام پہنچے گا جو قبر میں پہنچتا ہے۔

سابقہ امتوں میں سے ایک آدمی کا واقعہ صحیح حدیث میں آیا ہے جس کا گمان تھا کہ اگر کوئی آگ میں جل کر راکھ ہو جائے اور اس کی کچھ راکھ سمندر میں اور کچھ تیز آندھی کے دوران صحرا میں بکھیر دی جائے تو اسے موت کے بعد کی آزمائش سے نجات ہوگی۔ اس آدمی نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میرے ساتھ ایسا ہی کرنا، چنانچہ وہ مرا تو بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم فرمایا تو اس نے اس کی راکھ کو ایک جگہ جمع کر دیا، پھر صحرا کو حکم فرمایا تو اس نے بھی اس کی راکھ جمع کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٹھ کھڑا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اٹھ کھڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا اے پروردگار آپ بخوبی جانتے ہیں کہ میں نے یہ کام آپ کے مؤاخذہ کے خوف سے کیا۔ لیکن وہ اپنی اس ترکیب کے ذریعے برزخ کے معاملات سے بچ نہیں سکا۔ (۲)

دنیا، برزخ اور آخرت میں سے ہر ایک کے مخصوص احکام ہیں:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی زندگی کے لحاظ سے تین جہان بنائے ہیں: عالمِ دنیا، عالَم برزخ اور عالم آخرت۔ اور ہر ایک جہان کے احکام الگ ہیں جو اس کے ساتھ خاص ہیں۔ انسان جسم اور روح سے مرکب ہے۔ دنیا کے احکام جسم کے ساتھ جوڑے ہیں یہاں روح جسم کے تابع ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت کے احکام کا تعلق زبان اور دیگر اعضاء کی حرکات سے ہے خواہ دل میں اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ عالم برزخ کے احکام کا تعلق روح سے ہے وہاں بدن روح کے تابع ہوتا ہے جیسے دنیا میں روح بدن کے تابع ہوتی ہے کہ بدن کی تکلیف سے تکلیف پاتی ہے اور بدن کی راحت سے لذت پاتی ہے۔ لیکن چونکہ جزاوسزا کا سبب بننے والے اعمال کی اصل محرک

Marfat.com

روح ہے اس لئے برزخ میں جزاء وسزا کا اصل اثر روح پر ہوتا ہے اور بدن اسے کے تابع ہوکر اس میں مبتلا ہوتا ہے۔ دنیا میں بدن نمایاں ہے اور روح مخفی ہے برزخ میں روح نمایاں ہوگی اور بدن مخفی۔ یہ نکتہ اگر سمجھ میں آجائے تو برزخ کے معاملات پر پیش آنے والے سب اشکالات کا ازالہ ہوجاتا ہے۔

برزخ اور آخرت کے معاملات کے مخفی ہونے کی حکمت:

اللہ تعالیٰ نے آخرت اور اس سے متصل معاملات کو مکلف مخلوق سے پردے میں رکھا ہے اور اس میں اس کی بڑی حکمتیں ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ ایمان والے ایمان بالغیب کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہوں۔ اگر یہ چیزیں سب لوگوں پر ظاہر ہوں تو آزمائش و ایمان بالغیب کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے اور دوسری بات یہ کہ اگر یہ سب کچھ یونہی ہر ایک کو نظر آنے لگے تو لوگ اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دیں جیسا کہ صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر یہ اندیشہ نہ ہو کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی قبر کے عذاب کی وہ آوازیں سناتا جو میں سنتا ہوں“

یہ حکمت چونکہ چوپاؤں کے حق میں مؤثر نہیں ہے اس لئے ان پر یہ سب کچھ مخفی نہیں ہے۔ وہ اسے سنتے اور سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا جانور جب ایک عذاب والی قبر کے پاس سے گذرا تو دوڑ پڑا۔

موت کے فرشتوں کا آنا اور سلام کرنا:

آخرت سے متصل معاملات کی ابتداء یہ ہے کہ مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں اس کے پاس بیٹھتے ہیں، باتیں کرتے ہیں، ان کے ساتھ جنت یا جہنم کے کفن اور خوشبو یا بدبو ہوتی ہے، مرنے والے کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں کی اچھی یا بری دعا پر آمین کہتے ہیں، بعض دفعہ وہ آکر مرنے والے کو سلام کہتے ہیں، مرنے والا انہیں کبھی زبان سے جواب دیتا ہے، کبھی اشارہ سے اور کبھی دل سے، چنانچہ بعض مرنے والوں سے اہلاً وسہلاً مرحبا کے الفاظ سنے گئے ہیں۔

Marfat.com

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ واقعہ:

میرے شیخ علامہ ابن تیمیہ (۳) نے ایک مرنے والے کے بارے میں مجھے بتایا کہ وہ کہہ رہا تھا "تم پر سلام ہو یہاں بیٹھو، تم پر سلام ہو یہاں بیٹھو" معلوم نہیں کہ شیخ نے یہ واقعہ خود دیکھا تھا یا کسی نے انہیں بتایا تھا۔

خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے موت کے وقت کہا: اللہ تجھے عافیت دے، صبر کر، کیونکہ جس امر کا تجھے حکم ہے وہ فوت ہونے والا نہیں ہے اور جس کا مجھے حکم ہے وہ فوت ہونے والا ہے۔ پھر آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر فرمایا: تمہیں جس کام کا حکم ہے وہ کر لو، اور اسی پر ان انتقال ہو گیا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (۴) نے اپنی وفات والے دن فرمایا مجھے بٹھاؤ، خادموں نے اٹھا کر بٹھایا تو فرمایا:

> "میں وہ ہوں جسے آپ نے حکم فرمایا لیکن میں نے اس کی تعمیل میں تقصیر کی، آپ نے مجھے منع فرمایا مگر میں نے نافرمانی کی، تین بار یہ کلمات دہرائے پھر کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔"

پھر اوپر سر اٹھایا اور غور سے دیکھنے لگے، ساتھیوں نے کہا اے امیر المومنین آپ غور سے کیا دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا:

> "میں کچھ ایسے لوگوں کو آیا ہوا دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔"

پھر انتقال ہو گیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کہتے ہیں جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب تھا تو ہم ان کے کمرہ میں ان کے اردگرد بیٹھے تھے، انہوں نے اشارہ کیا کہ باہر چلے جاؤ، ہم باہر جا کر اس کمرہ کے اردگرد بیٹھ گئے، ایک وصیف ان کے پاس رہ گیا۔ ہم نے سنا کہ آپ یہ آیت تلاوت کر رہے ہیں تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ

Marfat.com

وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ﴿۸۳﴾ [سورۃ القصص: ۸۳] (یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے اور انجام تقوے والوں کے لئے ہے) تم نہ انسان ہو نہ جن، بس اس کے بعد وصیف باہر نکلا اور اشارہ کیا کہ اندر آ جاؤ، ہم اندر گئے تو آپ کا انتقال ہو چکا تھا۔

محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ:

فضالہ بن دینار کہتے ہیں محمد بن واسع (۵) کی موت کا وقت قریب تھا، ان کے اوپر کپڑا ڈالا گیا تھا، وہ کہنے لگے:

"میرے پروردگار کے فرشتوں کو خوش آمدید، کوئی بچاؤ اور کوئی قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے" مَرْحَبًا بِمَلَآئِكَةِ رَبِّيْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ،

اس وقت میں نے ایسی خوش بو محسوس کی جس سے اچھی خوش بو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی۔ اس کے بعد ان کی نظر ایک جگہ مرکوز ہو گئی اور فوت ہو گئے۔

فرشتوں کے آنے کے متعلق قرآن کریم کی تصریح:

اس بارے میں بے شمار واقعات و آثار موجود ہیں۔ لیکن اس میں سب سے زیادہ بلیغ و کافی بات اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ [سورۃ الواقعہ: ۸۳۔۸۵] (سو جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے اور تم اس وقت تکتے رہتے ہو اور ہم تم سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں ہو) مطلب یہ ہے کہ ہم موت کے وقت اپنے بندے کے اس سے زیادہ قریب ہوتے ہیں جتنا قریب اس وقت ہمارے فرشتے ہوتے ہیں لیکن تم ان کو دیکھتے نہیں ہو۔ پس یہ فرشتوں کا آنا سب سے پہلا معاملہ ہے جو ہماری بصارت و مشاہدہ سے اوجھل ہے اور یہ اسی دارِ دنیا میں ہوتا ہے۔

روح کا قبض ہونا:

فرشتے جب مرنے والے کے پاس آتے ہیں تو اسے سلام کرتے ہیں جس کی تفصیل گذر چکی۔ اس کے بعد فرشتہ روح کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے، اسے قبض کرتا ہے اور اس سے

Marfat.com

مخاطب ہوتا ہے۔لیکن حاضرین مجلس نہ اسے دیکھ پاتے ہیں نہ اس کی آواز سنتے ہیں، پھر روح نکلتی ہے تو اس سے سورج کی کرن کی طرح کی نور کی ایک شعاع نکلتی ہے اور کستوری کی خوشبو سے اعلیٰ خوشبو مہکتی ہے لیکن حاضرین نہ اس نور کو دیکھتے ہیں، نہ خوش بُو سونگھتے ہیں۔ پھر فرشتوں کی جماعتیں اور پروانہ ہوتی ہیں تو بھی حاضرین انہیں نہیں دیکھتے۔

پھر میت کے غسل و تجہیز و تکفین کے وقت روح آکر اسے دیکھتی ہے اور کہتی ہے جلدی آگے پہنچاؤ، جلدی آگے پہنچاؤ یا کہتی ہے: مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ لیکن لوگ یہ باتیں نہیں سنتے۔

مٹی، پتھر کوئی چیز قبر میں فرشتوں کے آنے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی:

جب میت قبر میں دفن کردی جاتی ہے تو مٹی فرشتوں کے وہاں پہنچنے سے رکاوٹ نہیں بن سکتی بلکہ اگر میت کو چٹان کھود کر اس میں رکھا جائے اور چٹان کا منہ سیسے سے بند کیا جائے تب بھی فرشتے اس کے پاس پہنچتے ہیں۔ یہ مادی اجسام روح کے اپنے اندر داخل ہونے کو نہیں روک سکتے بلکہ جنوں کو بھی نہیں روک سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے پتھروں اور مٹی کو فرشتوں کے لئے ایسے بنایا ہے جیسے پرندوں کے لئے ہوا ہے۔

قبر کی تنگی اور کشادگی:

قبر کا وسیع و کشادہ ہونا روح کے لئے بالذات ہوتا ہے اور بدن کے لئے بالتبع، بدن ایک گز سے تنگ جگہ میں ہوتا ہے لیکن بعض دفعہ روحانیت کے تابع ہو کر وہ جگہ اس کے لئے تاحدِ نظر وسیع ہوتی ہے۔

قبر کا میت کو دبوچنا کہ اس کی اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر آجاتی ہیں یہ بھی نہ حس کے خلاف ہے نہ فطرت کے اور نہ عقل کے۔ اگر کسی کی قبر کھودی جائے اور اس کی پسلیاں ادھر ادھر نہ ہوں تو بھی حدیث پاک کی بات کو جھٹلانے کا جواز فراہم نہیں ہوتا، اس لئے کہ ہوسکتا ہے اس کی پسلیاں قبر کے دبانے کے بعد واپس اپنی حالت پر آگئی ہوں۔

ایک سچے گورکن کی خبر:

ایک سچے آدمی کی خبر ہے کہ اس نے تین آدمیوں کی قبریں کھودیں، جب فارغ ہوا تو آرام کے لئے لیٹ گیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے اتر کر ایک قبر کے پاس جا کھڑے

Marfat.com

ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اسے فرسخ x فرسخ لکھ دو، (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور تین میل کے پانچ کلومیٹر ہوتے ہیں) پھر دوسری قبر کے پاس گئے اور کہا اسے میل x میل لکھ دو، پھر تیسری قبر کے پاس گئے اور کہا اسے فتر x فتر لکھ لو۔ اس کے بعد وہ آدمی بیدار ہو گیا۔

جن میتوں کے لئے قبریں کھودی گئی تھی ان میں سے پہلے ایک اجنبی شخص لایا گیا جس کو کوئی حیثیت نہ دی جاتی تھی وہ پہلی قبر میں دفن کیا گیا۔ پھر ایک اور شخص لایا گیا جو دوسری میں اور پھر اس شہر کی ایک نامور گھرانے کی خاتون کی میت لائی گی جس کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے، اسے اس تنگ قبر میں دفن کیا گیا جس کے بارے میں اس نے فرشتے کو یہ کہتے سنا تھا کہ فتر x فتر ہو۔ اور فتر انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیانی فاصلہ کو کہا جاتا ہے۔

قبر کے معاملات دنیا پر قیاس نہیں ہو سکتے:

قبر میں جانے والے کو جس آگ یا شادابی و باغات سے واسطہ پڑتا ہے وہ دنیا کی آگ یا دنیا کے باغات و کھیت نہیں ہوتے۔ وہ آخرت کی چیزیں ہیں۔ وہاں کی آگ دنیا کی آگ سے کہیں زیادہ تیز و سخت ہے۔ دنیا میں رہنے والے اس کا احساس نہیں کر سکتے۔ وہاں کی آگ اللہ تعالیٰ نے مٹی اور پتھروں سے بھڑکائی ہے۔ اس کی تپش دنیا کے انگاروں سے کہیں زیادہ ہے۔ اگر دنیا میں رہنے والا آدمی اس آگ کو چھوئے تو اسے اس کا احساس نہیں ہوگا، بلکہ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ دو آدمی ساتھ ساتھ کی قبروں میں دفن ہوتے ہیں ان میں سے ایک جہنم کی آگ میں ہے اور دوسرا جنت کے باغ میں، لیکن اس آگ اور اس باغ و بہار کا اثر ایک دوسرے تک نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اس سے کہیں زیادہ بڑی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اُس عالم کی بہت بڑی بڑی نشانیاں دکھاتے ہیں مگر انسانی نفس جس چیز کا احاطہ نہیں کر سکتا اس کی نفی میں بڑی جلدی کرتا ہے مگر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔

کافر کے لئے قبر میں آگ:

اگر میت کافر ہے تو اس کے لئے قبر میں آگ کی دو تختیاں بچھائی جاتی ہیں جن سے اس کی قبر اس کے لئے یوں بھڑک اٹھتی ہے جیسے تندور بھڑکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر یہ صورتِ حال ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو کر دیتے ہیں، باقیوں پر یہ سب کچھ غیب ہی رہتا ہے

Marfat.com

محمد بن رزیز کا مشاہدہ:

ہمارے ایک ساتھی ابوعبداللہ محمد بن رزیز حرانی نے مجھے بتایا کہ وہ آمد شہر میں موجود اپنے گھر سے عصر کے بعد باغ کی طرف نکلا۔ سورج غروب ہونے سے ذرا پہلے کا وقت ہوا تو میں قبرستان کے درمیان پہنچا۔ اچانک میں ایک قبر کے پاس جا پہنچا جو شیشے کے کوزے کی طرح کے انگارے پر مشتمل تھی اور میت اس کے درمیان میں پڑی تھی۔ میں اپنی آنکھیں مسل کر سوچنے لگا کہ معلوم نہیں میں سویا ہوا ہوں یا جاگ رہا ہوں؟ پھر میں نے شہر کی فصیل کی طرف دیکھا اور کہا اللہ کی قسم میں جاگ رہا ہوں! اس کے بعد میں گھر پہنچا تو مدہوش تھا، انہوں نے کھانا سامنے رکھا تو میں اسے کھا نہ سکا۔ پھر میں شہر میں گیا اور اس قبر کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹیکس لینے والا تھا جو اسی دن فوت ہوا تھا۔

قبر کی اس آگ کا دیکھنا ایسے ہی ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں اچانک کسی جن یا فرشتے کی صورت دکھلا دیں۔

ابوجہل کا عذاب:

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب القبور میں شعبی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں بدر سے گذرا تو میں نے ایک آدمی کو زمین سے نکلتے دیکھا اس کے پیچھے ایک اور آدمی ہے جو اسے لوہے کی سلاخ سے مار رہا ہے، پھر وہ زمین میں غائب ہو گیا، پھر باہر نکلا اور اسی طرح اسے مارا جا رہا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ابوجہل بن ہشام ہے جسے قیامت تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔

نماز میں ٹال مٹول کرنے والی عورت کا واقعہ:

علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ ہی نے عمرو بن دینار کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مدینہ کا ایک آدمی تھا جس کی بہن مدینہ کے اطراف میں رہتی تھی۔ اس کی بہن بیمار ہو گئی تو وہ اس کی عیادت کے لئے جایا کرتا تھا۔ پھر اس کا انتقال ہوا تو بھائی نے ہی اسے قبر میں اتارا۔ تدفین سے واپسی پر اسے یاد آیا کہ وہ اس کی ایک چیز قبر میں رہ گئی تھی۔ اس نے اپنے آدمیوں میں سے

Marfat.com

یک کو اپنا معاون بنایا اور مل کر قبر کھولی۔ وہ کہتا ہے مجھے اپنا سامان مل گیا۔ پھر اس نے دوسرے ساتھی سے کہا تم دور ہٹ جاؤ تا کہ میں لحد کھول کر اپنی بہن کی حالت دیکھوں! اس نے ایک طرف سے لحد کھولی تو قبر میں آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے لحد بند کر کے قبر برابر کی اور سیدھا اپنی والدہ کے پاس گیا اور اس سے بہن کے بارے میں پوچھا۔ ماں نے کہا اب تو وہ مرگئی ہے اب کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے کہا آپ کو بتانا پڑے گا۔ ماں نے بتایا کہ وہ نماز کو ٹالتی رہتی تھی، میرا خیال ہے کہ وہ بغیر طہارت کے بھی نماز پڑھتی تھی اور ہمسایوں کے دروازوں پر کان لگا کر ان کی باتیں سنتی اور لوگوں میں پھیلاتی تھی۔

ایک نوجوان کی آپ بیتی:

علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے حصین اسدی (۲) سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے مرثد بن حوشب سے سنا، انہوں نے کہا: میں یوسف بن عمر کے پاس بیٹھا تھا اور اس کے پہلو میں ایک ایسا آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے چہرے کی ایک جانب ایسے تھی جیسے لوہے کی سیدھی سپاٹ سطح ہو۔ یوسف نے اس سے کہا تم نے جو کچھ دیکھا ہے وہ مرثد کو بتاؤ!

اس نے کہا میں جوان تھا اور فحش کاموں میں مگن۔ جب طاعون کی وبا پھیلی تو میں نے کہا اس علاقے کی غاروں میں سے کسی غار میں چلا جاتا ہوں، پھر مجھے خیال آیا کہ مرنے والوں کے لئے قبریں کھودوں۔ ایک رات مغرب و عشاء کے درمیان میں نے ایک قبر کھودی اور دوسری قبر کے سہارے بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک آدمی کی میت لائی گئی اور اسے اس قبر میں دفن کر کے قبر برابر کر دی گئی۔ جب لوگ چلے گئے تو دو اونٹوں کی طرح کے دو سفید رنگ کے پرندے مغرب کی طرف سے آئے اور ایک اس قبر کے سرہانے اترا اور دوسرا پائنتی کی جانب، پھر انہوں نے اس قبر کی مٹی ہٹائی اور ایک اس کے اندر اتر گیا اور دوسرا کنارے پر بیٹھا رہا۔ میں بھی اٹھا اور قبر کے دوسرے کنارے پر جا بیٹھا۔ میں ایسا آدمی تھا جو کسی سے ڈرتا نہیں تھا۔ میں نے سنا کہ وہ پرندہ اس میت سے کہہ رہا تھا کیا تو وہی نہیں ہے جو دو متفاخرانہ کپڑے پہنتا اور انہیں گھسیٹتے ہوئے متکبرانہ چال چل کر سسرال جایا کرتا تھا۔ میت نے کہا میں اس سے بہت کمزور ہوں! اس نے اسے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ قبر سے باہر تک پانی اور تیل بہنے لگا۔ پھر دوسری بار اسی طرح ہوا حتی کہ اس نے اسے تین تھپڑ مارے اور ہر بار کے بارے میں اس نے یہی بتایا کہ قبر سے باہر تک پانی

Marfat.com

اور تیل بہنے لگا۔ پھر اس پرندے سے نے میری طرف دیکھا اور کہا اسے دیکھو یہ کہاں بیٹھا ہے، اللہ اسے ہلاک کرے، پھر اس نے میری ایک جانب تھپڑ مارا تو میں پوری رات وہیں گرا پڑا رہا، جب صبح ہوئی تو میں نے اٹھ کر اس قبر کو دیکھا تو وہ صحیح سالم تھی۔

اس دیکھنے والے کو جو یہ پانی اور تیل نظر آیا یہ اصل میں آگ تھی جو اس میت پر بھڑک اٹھتی تھی، جیسا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ دجال آئے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، لیکن وہ آگ دراصل ٹھنڈا پانی ہوگا اور پانی بھڑکتی ہوئی آگ۔

قبر چوروں کے عبرتناک مشاہدات:

(۷) ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے ابو اسحاق فزاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا قبریں اکھیڑ کر چوری کرنے والے کی بھی توبہ قبول ہوگی؟ انہوں نے کہا؟ ہاں اگر اس کی نیت صحیح ہو اور اللہ تعالیٰ اسے سچا جانیں! تو اس نے بتایا کہ میں قبریں اکھیڑ کر چوریاں کیا کرتا تھا، کئی مردوں کو میں نے اس طرح پایا کہ ان کے چہرے قبلہ رخ سے پھرے ہوئے ہوتے تھے۔فزاری کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا تو اس نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ سارا واقعہ لکھ بھیجا۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ:

"اگر اس کی نیت صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ مخلص ہوا تو اس کی توبہ قبول ہوگی، اس کا یہ کہنا کہ اس نے بہت سے لوگوں کے چہرے قبلہ سے پھرے ہوئے پائے، تو یہ وہ لوگ ہیں جو سنت کی خلاف ورزی کرتے تھے۔"

علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے عبدالمومن بن عبداللہ بن عیسیٰ القیسی نے بیان کیا کہ ایک قبر چور جو توبہ تائب ہو چکا تھا اس سے پوچھا گیا کہ کوئی انوکھی بات جو تم نے دیکھی ہو بتاؤ! اس نے کہا میں نے ایک آدمی کی قبر اکھیڑی تو اس کے پورے جسم میں میخیں گڑی ہوئی تھیں اور ایک بڑی ساری میخ اس کے سر میں گڑی ہوئی تھی اور ایک پاؤں میں۔

ایک قبر چور سے پوچھا گیا تم نے عجیب تر واقعہ کیا دیکھا؟ اس نے کہا ایک قبر میں میں نے دیکھا کہ میت کی کھوپڑی پر سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا ہے۔

ایک قبر چور سے پوچھا گیا تمہاری توبہ کا سبب کیا ہوا؟ اس نے کہا عام طور میں جس کی قبر کھودتا اس کا چہرہ قبلہ رخ سے پھرا ہوا پاتا۔

Marfat.com

قبر کی میخیں:

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مجھے میرے ساتھی ابوعبداللہ محمد بن مساب سلامی نے بتایا جو کہ اللہ تعالیٰ کے بہت نیک بندے تھے اور حق کے متلاشی رہتے تھے، کہ ایک آدمی بغداد میں لوہاروں کے بازار میں آیا اور ایک لوہار کو چھوٹی چھوٹی میخیں بیچ گیا۔

لوہار نے ان میخوں کو گرم کیا مگر وہ نرم نہ ہوئیں، وہ انہیں کوٹ کوٹ کر عاجز آ گیا تو بیچنے والے کو تلاش کیا اور اس سے پوچھا کہ یہ میخیں تم کہاں سے لائے ہو؟ اس نے کہا بس مجھے کہیں سے مل گئی تھیں۔ لوہار نے اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ میں نے ایک قبر دیکھی جو کھلی ہوئی تھی اور اس میں ایک انسان کی ہڈیاں پڑی تھیں جو ان میخوں سے جڑی ہوئی تھیں۔ میں نے ان میخوں کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر کوئی نہ نکال سکا بالآخر میں نے ایک پتھر اٹھایا اور اس سے ان ہڈیوں کو توڑ کر یہ میخیں اکٹھی کر لیں۔

ابوعبداللہ نے کہا میں نے وہ میخیں دیکھی تھیں۔ میں نے کہا بتاؤ وہ کس طرح کی تھیں؟ اس نے کہا چھوٹی چھوٹی دوسروں والی میخیں تھیں۔

نوجوان جو خود اپنے آپ کو کاٹ رہا تھا:

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں مجھ سے میرے والد نے، انہوں نے ابی حریش کے حوالہ سے، انہوں نے اپنی والدہ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: جب ابوجعفر نے کوفہ کی خندق کھودی تو کئی لوگ اپنی قبروں سے دوسری جگہ منتقل کیے گئے۔ ان میں ہم نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے خود اپنے ہاتھ میں اپنے دانت گاڑے ہوئے تھے۔

قبر کے بارے میں مختلف بزرگوں کے تاثرات:

علامہ ابن ابی الدنیا ہی نے سماک بن حرب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ (۸) قبرستان سے گذرے تو فرمایا:

"تمہارے ظاہری حالات میں کتنی خاموشی و سکون ہے مگر تمہارے اندر کتنی وحشتیں و مصیبتیں ہیں۔"

Marfat.com

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں قبرستان میں چلا جا رہا تھا کہ میرے پیچھے سے آواز آئی

''اے ثابت تجھے قبرستان کی خاموشی دھوکہ میں نہ ڈالنے پائے، کتنے لوگ ہیں جو اس میں غموں کے مارے ہوئے ہیں۔''

میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قبرستان سے گذرے تو فرمایا:

''اے وہ گروہ کہ جس کی ظاہری خاموشی بڑی خوب ہے لیکن ان کے لوگوں کے غم و دکھ بھی حیران کن ہیں۔''

عمر بن عبدالعزیز کی عبرت پذیری:

علامہ ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ بن عبدالملک (۹) سے پوچھا: اے مسلمہ تمہارے والد کو لحد میں کس نے اتارا تھا؟ اس نے کہا میرے فلاں غلام نے! انہوں نے پوچھا ولید کو کس نے دفن کیا تھا؟ اس نے کہا میرے فلاں غلام نے! عمر نے فرمایا: جس نے انہیں لحد میں رکھا تھا اس نے جو کچھ مجھے بتایا آ تجھے بتاؤں! اس نے کہا جب میں نے ان کے کفن کی گرہیں کھولنے کے لئے اندر جھانکا تو ان کے چہرے ان کی گدی کی طرف کو پھرے ہوئے تھے۔ پس اے مسلمہ جب میں مروں تو میرے چہرے کو دیکھنا کہ کیا میرے ساتھ وہی ہوا جوان کے ساتھ ہوا یا مجھے معافی ملی ہے!

مسلمہ کہتے ہیں جب عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہوا تو میں نے انہیں قبر میں رکھا اور ان کے چہرے کو چھو کر دیکھا تو وہ سیدھے رخ پر ہی تھا۔

ابن ابی الدنیا نے ایک بزرگ سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں میری بیٹی کا انتقال ہوا۔ تو میں نے اس کی تدفین کی، لحد کی اینٹ درست کرتے لگا تو دیکھا کہ اس کا چہرہ قبلہ رخ سے پھرا ہوا ہے۔ اس وجہ سے میں بہت غمگین ہو گیا۔ پھر میں نے اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے کہا اے ابا جان آپ نے جو دیکھا اس کی وجہ سے غمگین ہیں؟ میرے اردگرد کے کئے لوگوں کے چہرے قبلہ رخ سے پھرے ہوئے ہیں۔ وہ بزرگ کہتے ہیں شاید اس کی مراد وہ لوگ تھے جو کبیرہ گناہوں کے عادی تھے۔

Marfat.com

عمرو بن میمون کہتے ہیں میں نے عمر بن عبدالعزیز کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ولید بن عبدالملک کو قبر میں اتارنے والوں میں میں بھی شامل تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے گھٹنے اس کی گردن کے اردگرد آ گئے تھے۔ ولید کے بیٹے نے کہا: رب کعبہ کی قسم میرا باپ مرنے کے بعد زندہ ہو گیا تھا۔ میں نے کہا نہیں یہ بات نہیں بلکہ رب کعبہ کی قسم تیرے باپ کو فوری سزا ملنی شروع ہو گئی تھی، اسے دیکھ کر عمر نے اپنی باقی زندگی میں عبرت پکڑی ہے۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جب یزید مہلب کو عراق کا حاکم بنایا تو اسے کہا: اے یزید اللہ سے ڈرتے رہو! جب میں نے ولید کو لحد میں رکھا تو کفن میں ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔

خیانت کرنے والے تاجر کی قبر:

یزید بن ہارون کہتے ہیں: ہشام بن حسان نے ابو عیینہ کے آزاد کردہ غلام واصل سے، اس نے عمر زہدم سے، اس نے عبدالحمید بن محمود سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ لوگ آئے اور کہا: ہم حج کے لئے نکلے ہمارے ساتھ ہمارا ایک ساتھی تھا جو راستہ میں فوت ہو گیا۔ ہم نے اس کی تیاری کرائی پھر اس کی قبر کھود کر اس میں لحد بنائی۔ جب لحد بنا چکے تو اس میں ایک سیاہ سانپ نکل آیا جس نے پوری لحد بھر رکھی تھی۔ ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی وہاں بھی اسی طرح ہوا، تیسری قبر کھودی اس میں بھی یہی ہوا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اس خیانت کا نتیجہ ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔ تم جاؤ اور انہیں قبروں میں سے کسی میں دفن کر دو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اس کے لئے پوری زمین میں قبریں کھودو گے تو یہی کچھ ہوگا۔

وہ لوگ کہتے ہیں ہم گئے اور اسے ایک قبر میں دفن کر دیا۔ جب ہم واپس ہوئے تو اس کا سامان پہنچانے اس کے گھر گئے۔ اس کی بیوی سے ہم نے پوچھا کہ تمہارا خاوند کیا خیانت کرتا تھا؟ اس نے کہا وہ غلہ بیچ دیتا پھر اس میں سے اپنے گھر والوں کی روزانہ کی خوراک چرا لیتا تھا اور پھر اس کا بچا کھچا اس میں شامل کر دیتا۔

Marfat.com

میت کے گلے میں سانپ:

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں مجھ سے محمد بن حسین نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھ سے ابواسحاق نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھے ایک میت کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا۔ میں نے جا کر اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ ایک ایسا ایسا خطرناک سانپ اس کے گلے کو لپٹا ہوا ہے۔ میں اسے غسل دیئے بغیر وہاں سے نکل آیا۔ بعد میں مجھے لوگوں نے بتایا کہ یہ آدمی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برا بھلا کہتا تھا۔

وصیت نہ کرنے والی عورت:

ابن ابی الدنیا سعید بن خالد بن یزید انصاری سے، وہ بصرہ کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں جو قبریں کھودا کرتا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ایک دن قبر کھودی اور وہیں قبر کے قریب سر رکھ کر سو گیا۔ نیند میں میرے پاس دو عورتیں آئیں۔ ایک نے کہا: تجھے اللہ کی قسم کہ تو اس عورت کو اس قبر سے پھیر دے اور اسے ہمارا ہمسایہ نہ بنا! اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور ایک عورت کا جنازہ آیا ہوا تھا۔ میں نے ان سے کہا تمہاری قبر پیچھے ہے۔ اس طرح میں نے اس عورت کو اِس قبر میں دفن نہیں ہونے دیا۔

جب رات ہوئی تو وہی دو عورتیں میرے خواب میں آئیں اور ایک نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے تم نے ایک بہت بڑے شر کو ہم سے ہٹا دیا۔ میں نے اس خاتون سے کہا تم بات کرتی ہو تمہارے ساتھ والی کیوں بات نہیں کرتی؟ اس نے کہا یہ وصیت کے بغیر مری ہے اور جو وصیت کے بغیر مرے اس کے لئے یہی ہے کہ وہ قیامت تک کوئی بات نہ کرے۔

قبر کے معاملات کے مشاہدہ کے واقعات کی کثرت:

اس طرح کے واقعات جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قبر کا عذاب اور نعمتیں دکھلائی ہیں، اتنے زیادہ ہیں کہ اس کتاب میں نہیں سما سکتے۔

اور خواب کے واقعات تو اتنے ہیں کہ اگر ذکر کرنے لگیں تو کئی کتابیں بن جائیں، جسے پڑھنے ہوں وہ ابن ابی الدنیا کی کتاب المنامات اور قیروانی کی کتاب البستان وغیرہ کتابیں جو اس طرح کے خوابوں پر مشتمل ہیں، پڑھے۔ ملحد اور زندیق لوگوں کا تو کام یہی ہے کہ جس چیز کے علم کے احاطے کی ان میں اہلیت نہیں اسے جھٹلا دیتے ہیں۔

Marfat.com

اہم نکتہ:

اس مسئلہ کا راز یہ ہے کہ قبر کی وسعت و تنگی اور روشنی و شادابی اور آگ اِس دنیا کی اجناس نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو اِس دنیا کی چیزوں کے مشاہدہ کی توفیق دی ہے۔ جو چیزیں اور معاملات آخرت کی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا ہے تاکہ ان پر ایمان اور ان کا اقرار بنی آدم کی سعادت کا سبب بنے۔ اگر یہ چیزیں اِسی دنیا ہی میں بنی آدم کے مشاہدہ میں ہوں، اس میں کوئی امتناع اور بُعد نہیں ہے کہ سب کے سامنے میت پڑی ہو اور فرشتے آئیں، سوال جواب کریں مگر کوئی انہیں دیکھ سکے نہ ان کی باتیں سن سکے اور یہ کہ فرشتے میت کو تکلیف دیں اور یہ معاملہ کسی کے مشاہدہ میں نہ آئے۔ دیکھئے ہمارے ساتھ کوئی سویا ہوتا ہے اور وہ خواب میں کسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہو رہا ہوتا ہے مگر ہمیں اس کا کوئی احساس و علم نہیں ہوتا حالانکہ سونے والا پوری طرح اس تکلیف کو محسوس کر رہا ہوتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ قبر کا عذاب اور نعمتیں برزخ کے عذاب یا انعام کا نام ہے اور برزخ اس عرصہ کا نام ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴿۱۰۰﴾** [سورۃ المؤمنون: ۱۰۰] (اور ان کے آگے اٹھائے جانے کے دن تک برزخ ہے) اہل برزخ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں کے حالات سے واسطہ رکھتے ہیں۔ قبر کو جہنم کا گڑھا یا جنت کا باغ اکثریت کے اعتبار سے کہا گیا ہے کہ عام طور پر مرنے والوں کی قبر بنائی جاتی ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ جس کی قبر نہ بنی وہ موت کے بعد کے اچھے یا برے حالات سے بری ہے۔ اگر کسی آدمی کو سولی پر چڑھایا گیا اور وہ وہیں لٹکا رہا، یا کوئی جل کر راکھ ہو گیا، یا سمندر میں غرق ہو گیا، یا کسی کو درندوں نے کھا لیا تو اسے بھی موت کے بعد کے اچھے یا برے حالات کا سامنا ہوگا اور اس کے اعمال کی جزا اسے پہنچ کر رہے گی، خواہ اس کی نوعیت جو بھی ہو۔

اگر کسی میت کے ذروں کو سخت تیز آندھی کے وقت درختوں کی چوٹیوں پر لٹکا دیا جائے تب بھی اس سے نجات نہیں۔ اگر کوئی نیک آدمی آگ کے بڑے الاؤ کے درمیان دفن کر دیا جائے تو بھی اسے وہ نعمتیں اور راحتیں ملیں گی جو برزخ میں اس کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آگ کو اس کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بنا دیں گے۔ عالم کے عناصر اور جمیع مواد اپنے رب، خالق و مالک کے حکم کے تابع ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے اس میں تصرف فرماتا ہے۔ جو اس کا انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا منکر ہے۔

Marfat.com

دو موتیں اور دو زندگیاں:

موت پہلا معاد اور پہلا بعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لئے دو معاد اور دو بعث مقرر فرمائے ہیں جن میں بدکاروں کو اپنی بدی کی سزا ملتی ہے اور نیکوکاروں کو نیکی کا انعام ملتا ہے۔ پہلا معاد اور بعث بدن سے روح کی جدائی اور پہلے دار الجزاء کی طرف انتقال ہے اور دوسرا معاد و بعث وہ ہوگا جب اللہ تعالیٰ روحوں کو اپنے اپنے اجسام میں لوٹائیں گے اور انہیں قبروں سے اٹھا کر جنت یا جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ یہ حشر ثانی ہے۔ اسی لئے حدیث صحیح میں ہے: وَ تُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ الْآخِرِ ''اور تو ایمان لائے آخری بعث پر'' بعث اول کا انکار کسی نے نہیں کیا البتہ بعث اول میں سزا و جزاء کا انکار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قیامتوں کا ذکر سورۃ الواقعۃ، سورۃ القیامۃ، سورۃ المطففین، سورۃ الفجر وغیرہ میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور عدل کا تقاضا ہے کہ ان دونوں میں جزا سزا ہو۔ البتہ جزاء و سزا کی تکمیل دوسرے معاد کے دن آخرت میں ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ [سورۃ آل عمران:۱۸۵] ''ہر نفس کو موت چکھنی ہے، اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہیں قیامت کے دن پورا اجر دیا جائے گا'' اللہ تعالیٰ کی حکمت و عدل، ان کے اسمائے حُسنیٰ اور ان کے مقدس کمال کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے اولیاء کے ابدان و ارواح کو نعمتوں سے لطف اندوز فرمائیں اور اپنے دشمنوں کے ابدان و ارواح کو عذاب دیں۔ اس لئے لازمی ہے کہ فرمانبردار بھی اپنے مقام کے مطابق جزاء و انعام پائیں اور نافرمان اپنی نافرمانی کے مطابق سزا پائیں۔ یہ دنیا دار الامتحان ہے اس لئے یہاں سزا و جزاء کا اظہار نہیں ہے۔ لیکن برزخ پہلا دار الجزاء ہے اس لئے اس میں اس کے مطابق جزاء سزا ہوتی ہے۔ اور مکمل جزاء سزا قیامت میں ہوگی۔ برزخ کی جزاء سزا قیامت کی جزاء سزا سے ماخوذ ہے۔ جیسا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہیں۔ نیک آدمی کے بارے میں موجود ہے کہ فَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ فَيَأْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَ نَعِيْمِهَا اور بدکار کے بارے میں ہے کہ: فَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى النَّارِ فَيَأْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَ سَمُوْمِهَا (۱۰) یعنی نیک آدمی جب قبر میں جاتا ہے تو اس کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس سے وہ جنت کی نعمتوں اور راحتیں حاصل کرتا ہے اور بدکار جب قبر میں جاتا ہے تو اس کی طرف جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس

Marfat.com

سے اسے جہنم کی حرارت وتپش پہنچتی ہے۔اور یہ بات بھی قطعی طور پر معلوم ہے کہ اس جزاء وسزا سے جس طرح روح متاثر ہوتی ہے اسی طرح بدن بھی ہوتا ہے۔جب قیامت آئے گی تو وہ اسی دروازے سے اپنے ٹھکانے کو پہنچے گا۔اس دنیا میں بھی انسان پران دودروازوں کا مخفی اثر ہوتا ہے جو دنیا کے اعمال واسباب، مادی رکاوٹوں اور عوارض کے پس پردہ ہوتا ہے۔بہت سارے لوگ اس کا احساس کرتے ہیں اگرچہ وہ اس کے سبب کی تعیین اور اس کی تعبیر نہیں کرسکتے۔کسی چیز کے احساس وتعبیر کے بغیر بھی اس کا وجود ہوا کرتا ہے۔جب انسان مرجاتا ہے تو اب ان دروازوں کے توسط سے اس پر جنت جہنم کا اثر دنیا کے مقابلہ میں اکمل ہوجاتا ہے اور جب آخری بعث ہوگا تو یہ اثر مکمل ہوجائے گا۔اللہ تعالیٰ کی حکمت نے تینوں جہانوں میں اسے بہت ہی خوب اور کامل طریقے سے منظم ومربوط کیا ہے۔

Marfat.com

قرآن کریم میں قبر کے عذاب کا ذکر

بعض دفعہ کئی دوست کسی بھی دینی عنوان کے حوالہ سے اس بات سے متاثر لگتے ہیں کہ کسی نے ان سے کہہ دیا ہے کہ اس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے، اگر یہ بات اور یہ نظریہ اسلام میں ہے تو پھر قرآن میں کہاں ہے؟ یہ سوال ذہن میں اسی وقت اٹھتا ہے جب ہماری نظر دینی احکام سے متعلق اصولی و دستوری چیزوں پر نہیں ہوتی۔ امت مسلمہ کے اہل علم کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ دینی احکام کے ماخذ چار ہیں قرآن، سنت، اجماع اور قیاس جو ان تین میں سے کسی سے مستنبط ہو۔ اگر کوئی چیز قرآن میں مذکور نہیں مگر صحیح احادیث سے ثابت ہے تو اب اس سوال کا کوئی معنی نہیں ہے کہ جی اسے قرآن میں دکھاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ [سورۃ النساء: ۱۱۳] (اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے) اور فرمایا: وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ [سورۃ الجمعۃ: ۲] (اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں) حکمت سے مراد سنت ہے۔ جس چیز کی خبر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے خواہ اس کا ذکر قرآن میں ہو یا نہ ہو۔ یہ وہ اصل ہے جو اہل اسلام میں متفق علیہ ہے۔

جہاں تک قبر کی تکلیف و راحت کا مسئلہ ہے تو قرآن کریم میں کئی جگہ اس کا ذکر موجود ہے۔

۱۔ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

[سورۃ الانعام: ۹۳]

''اور اگر تو اس منظر کو دیکھے جبکہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو

Marfat.com

ذلت والے عذاب کی سزا دی جائے گی اس وجہ سے کہ تم اللہ کے ذمہ
جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور اس کی آیتوں کو ماننے سے تکبر کرتے تھے۔"

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ظالموں کافروں کو موت کے وقت فرشتے کیا کہتے ہیں۔ وہ ان سے کہتے ہیں آج ذلت کے عذاب کی شکل میں تمہیں اپنے غلط عقائد و نظریات اور تکبر کی سزا ملے گی۔ اب یہ آج کی سزا قبر ہی کا عذاب ہے ورنہ آخرت کا عذاب تو آج نہیں ہے، وہ تو تب ہوگا جب یہ دنیا ختم ہو چکی ہوگی۔

۲۔ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

"سو اللہ نے اس شخص کو ان لوگوں کی تدبیروں کی مضرتوں سے بچا لیا اور آل فرعون پر برا عذاب نازل ہوا صبح شام یہ لوگ آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔" [سورۃ الغافر: ۴۵، ۴۶]

ان آیات میں صراحۃً آل فرعون کے دو عذابوں کا تذکرہ ہے، ایک عالم برزخ کا اور دوسرا آخرت کا۔

۳۔ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾

"سو آپ انہیں چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملاقات کریں جس میں وہ بے ہوش ہو جائیں گے، جس دن ان کی کوئی تدبیر ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی اور ان کی کچھ بھی مدد نہ کی جائیگی، اور بلاشبہ جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے لیے عذاب ہے اس سے پہلے، لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔" [سورۃ الطور: ۴۵ تا ۴۷]

یہاں ظالموں کے لئے قیامت کے عذاب سے پہلے ایک عذاب کی خبر دی گئی ہے، ظاہر ہے کہ یہ قبر کا عذاب ہے۔ اس سے مراد دنیاوی سزا نہیں ہو سکتی اس لئے کہ ظالموں کو دنیا میں

Marfat.com

سزا کا ملنا کوئی لازمی چیز نہیں ہے، کتنے ظالم ہیں جو دنیا میں کوئی سزا نہیں پاتے، لیکن قبر کی سزا لازمی ہے۔ اس سے کوئی ظالم نہیں بچ سکتا۔

٤۔ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ [سورۃ السجدۃ، الآیۃ:٢١]

''اور ضرور ضرور ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے قریب والا عذاب چکھا دیں گے تاکہ وہ باز آجائیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حق کے دشمنوں کے لئے دو عذاب ہیں، ایک بڑا عذاب جو آخرت میں ہوگا ایک چھوٹا جو برزخ میں ہوتا ہے اور بعض کو اس چھوٹے عذاب کا کچھ حصہ دنیا کی زندگی ہی میں مل جاتا ہے۔ حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کا یہی مطلب بیان فرمایا ہے۔

٥۔ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿٨٩﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩٠﴾ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿٩١﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿٩٣﴾ وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿٩٤﴾ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٩٦﴾ [سورۃ واقعہ: ٨٣تا٩٦]

''سو جس وقت روح حلق تک آپہنچتی ہے اور تم اس وقت تکتے رہتے ہو اور ہم تم سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم سمجھتے نہیں ہو سو اگر تمہارا حساب و کتاب ہونے والا نہیں ہے تو تم اس روح کو کیوں نہیں لوٹا لیتے ہو، پھر جو شخص مقربین میں سے ہوگا اس کے لیے راحت ہے اور غذائیں ہیں، اور آرام کی جنت ہے اور جو شخص داہنے والوں میں سے ہوگا تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے لیے سلامتی ہے تو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے اور جو شخص جھٹلانے والوں گمراہوں میں سے ہوگا

Marfat.com

سو کھولتے ہوئے پانی سے اس کی ضیافت ہوگی اور وہ دوزخ میں داخل ہوگا، بے شک یہ تحقیقی یقینی بات ہے۔ سو اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی تسبیح کیجئے۔"

اس سورۃ کے شروع میں روحوں کے وہ حالات بیان کئے ہیں جو انہیں قیامت کے دن پیش آئیں گے۔ یہاں ان آیات میں موت کے وقت روحوں کی جو حالت ہوگی وہ بیان کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ موت کے وقت کے حالات کے لحاظ سے روحوں کی تین قسمیں ہیں۔ مقرب روحوں کو موت کے وقت ہی روح و ریحان اور جنت کی نعمتیں ملتی ہیں، اصحاب الیمین کی روحوں کو بھی موت کے وقت ہی سلامتی کا پیام مل جاتا ہے۔ تیسری قسم کی روحیں جو حق کو جھٹلانے والی اور گمراہ ہیں انہیں موت کے وقت ہی جہنم کی چیزوں سے اس کی خاطر تواضع شروع ہو جاتی ہے۔

۶۔ يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

"اے نفس مطمئنہ لوٹ جا اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو خوش ہو اور تجھ سے بھی اللہ تعالیٰ خوش ہے، سو تو میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔" [سورۃ الفجر: ۲۷ تا ۳۰]

ان آیات میں واضح ہے کہ موت کے وقت ہی نیک نفس جنت میں پہنچ جاتا ہے۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

(۱) علامہ ابن قیم علوم اسلامیہ کے حوالہ سے معروف شخصیت ہیں۔آپ کا پورا نام محمد بن ابی بکر، لقب شمس الدین اورنسبت دمشقی حنبلی ہے۔ابن قیم الجوزیہ سے مشہور ہیں۔صفر ۶۹۱ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے اور ۷۵۱ھ میں وفات ہوئی۔آپ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد ہیں تقریباً چالیس سال کا عرصہ ان کے ساتھ رہے۔

آپ کی کتاب الروح اپنے موضوع کی بہت ہی محقق، مستند اور مفصل کتاب ہے۔موت وقبر سے متعلقہ معاملات کے بارے میں اکیس سوالات قائم کر کے ہر ایک کے جواب کے طور پر اس مسئلہ کی پوری تحقیق پیش کی ہے۔ان میں سے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ کیا مردے قبر آنے والے اور اس کے سلام کو پہچانتے ہیں یا نہیں؟ اور آخری مسئلہ یہ ہے کہ کیا انسانی بدن میں نفس ایک ہے یا تین ہیں؟ ہم نے آپ کی اس کتاب سے جو مواد لیا ہے وہ چھٹے اور ساتویں مسئلہ کے ذیل میں دی گئی تحقیقات وتفصیلات سے انتخاب ہے۔ہمارے منتخب کردہ عنوانات پر اگر قرآن و سنت کے تفصیلی دلائل دیکھنے کی خواہش ہو اسے چاہئے کہ وہ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی اصلی کتاب کی طرف رجوع کرے۔

(۲) اخرجه البخاری فی: ۹۷ کتاب التوحید: ۳۵ باب قول اللہ تعالٰی یریدون ان یبدلوا کلام اللہ الحدیث: ۷۵۰۶ و ۷۵۰۸ و اخرجه ایضا فی ۶۰ کتاب الانبیاء ۵۴ باب حدثنا ابو الیمان۔ و اخرجه مسلم فی ۹۴ کتاب التوبة: ٤ باب فی سعة رحمة اللہ تعالٰی و انها سبقت غضبه الحدیث: ۲٤، ۲۵۔ و اخرجه النسائی فی کتاب الجنائز: ۱۱۷، باب: ارواح المومنین و غیرهم الحدیث: ۲۰۸۷۔ و اخرجه ابن ماجة فی: ۳۷، کتاب الزهد: ۳۰ باب ذکر التوبة الحدیث: ٤۲۵۵۔

Marfat.com

(۳) احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام الحرانی الدمشقی الحنبلی، ابوالعباس، تقی الدین ابن تیمیہ، الامام، شیخ الاسلام۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو قصبہ حران میں پیدا ہوئے۔ چھ سات برس کی عمر میں والد کے ساتھ دمشق منتقل ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن ہی میں دمشق میں قائم بڑی بڑی علمی مجلسوں اور حلقہ ہائے درس میں شرکت کی۔ سترہ برس کی عمر میں فتویٰ دینے لگے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اکیس برس کی تھی جب آپ کے والد ماجد کا انتقال ہوا۔ آپ کے والد کبار حنابلہ میں شمار ہوتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد آپ ان کی جگہ درس دینے لگے۔ اکتیس برس کی عمر میں حج کیا، واپس آئے تو امامِ وقت کے طور پر معروف ہو چکے تھے۔

آپ حکمت وفلسفۂ اسلام کے بڑے ماہر، بے مثال داعیٔ اصلاح، تفسیر قرآن اور اصول میں مسلّم امام تھے۔ فصیح اللسان وفصیح القلم تھے۔

آپ ان مخصوص بزرگوں میں سے ایک ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہاد باللسان، جہاد بالقلم کے ساتھ جہاد بالسیف کے شرف سے بھی مشرف فرمایا۔ ۷۰۲ھ میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے تاتاریوں کے لشکر سے باقاعدہ لڑائی کی اور فتح پائی۔

آپ کو اپنے ایک فتویٰ کی وجہ سے مصر طلب کیا گیا۔ وہاں گئے تو ایک جماعت نے آپ کے خلاف حاکم کو بھڑکایا اور اس نے آپ کو قید میں ڈال دیا، ۷۱۲ھ میں رہا ہو کر دمشق واپس آئے۔ پھر ۷۲۰ھ میں قید کر لئے گئے۔ کچھ عرصہ بعد رہا ہوئے، پھر قید کئے گئے۔ الغرض قید ہی کی حالت میں فوت ہوئے۔ پورا دمشق آپ کے جنازہ میں آیا۔

علامہ مزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے ابن تیمیہ جیسا کوئی اور نہیں دیکھا، کتاب وسنت کو ان سے زیادہ جاننے والا اور اس پر عمل کرنے والا کوئی اور نہیں دیکھا۔

(۴) عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم بن ابی العاص، اموی، امیر المومنین۔ ان کی والدہ محترمہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب ہیں۔ آپ ولید کے زمانہ میں مدینہ کے امیر بنائے گئے۔ اس کے بعد سلیمان کے ساتھ وزیر کی حیثیت سے رہے۔ سلیمان کے بعد خلیفہ ہوئے اور خلفائے راشدین میں شمار کئے گئے۔ اڑھائی سال خلیفہ رہ کر رجب ۱۰۱ھ میں چالیس برس کی عمر فوت ہوئے۔

Marfat.com

(۵) محمد بن واسع بن جابر بن اخنس، ازدی، ابوبکر یا ابوعبداللہ، بصری، رحمۃ اللہ علیہ۔ ثقہ عابد ہیں۔ بڑے فضائل کے مالک ہیں۔ راویانِ حدیث کے پانچویں طبقہ سے ہیں۔ ۱۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

(۶) حصین بن منصور بن حیان، اسدی، کوفی، روایت میں مقبول ہے اور ساتویں طبقہ سے ہے۔

(۷) ابو اسحٰق فزاری: یہ ابراہیم بن محمد بن حارث، مخزومی، امام، ثقہ حافظ ہیں۔ ان کی کئی تصانیف بھی ہیں۔ ۱۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ راویوں کے آٹھویں طبقہ سے ہیں۔

(۸) ابو درداء رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ سب سے پہلے غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ بڑے عبادت گذار تھے۔ نام عویمر تھا مگر کنیت سے مشہور ہوئے۔ ایک قول کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آخر میں انتقال ہوا۔

(۹) مسلمہ بن عبدالملک بن مروان بن حکم، اموی، امیر، راویوں کے چھٹے طبقہ سے ہے اور مقبول ہے۔ ۱۲۰ھ یا اس کے بعد انتقال ہوا۔

(۱۰) اخرجه ابو داد فی ۳۵، کتاب السنة: ۲٤، باب: المسألة فی القبر و عذاب القبر الحدیث: ٤۷۵۳، و اخرجه النسائی فی ۲۱، کتاب: الجنائز: ۱۱٤، باب: عذاب القبر الحدیث: ۲۰۵۸۔ و اخرجه ابن ماجة فی ۳۷، کتاب الزهد، ۳۲، باب: ذکر الموت و البلی الحدیث: ٤۲۶۹۔

Marfat.com

روح، موت اور عالمِ برزخ کی حقیقت

(اسلامی حکمت وفلسفہ کی روشنی میں)

(۱)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس پوری کائنات کو ایک وحدت کا نکھار قرار دیتے ہیں۔ کائنات کی کثرتیت ورنگارنگی اس وحدت سے متضاد ومتصادم نہیں بلکہ یہ سب کچھ اسی وحدت کی طرف سمٹتا ہے۔ اس لئے شاہ صاحب قرآنی ونبوی تصریحات کی روشنی میں یہ ثابت کرتے ہیں کہ دنیا وآخرت، روح ومادہ، جمادات، نباتات وحیوانات سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ فکر وعمل، موت وحیات، جزاء وسزاء سب چیزیں ایک حکمت کے تحت ہیں اور درست ومعقول بھی۔ اس کائنات ہست وبود کی کوئی چیز نہیں جو شاہ صاحب کے فلسفۂ وحدت کے تحت سرچشمۂ توحید الٰہی سے پھوٹنے والے نظام سے مربوط ہوتی ہوئی نظر نہ آتی ہو۔

اگر شاہ صاحب کی اس اسلامی حکمت کو غور سے پڑھ لیا جائے تو اس کائنات کے وہ دائرے جنہیں ہم عقل کی رسائی میں نہ آنے والے، غیبی اور خالصۃً اعتقادی خیال کرتے ہیں، ہمارا شعور ان کے ادراک کی لطف اندوزی سے بھی آشنا ہونے لگے۔ اس خطہ کے معروف عالم دین ومحقق مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> ”میں نے اپنی زندگی میں کسی انسان کی کتاب سے اتنا فائدہ نہیں پایا جتنا شاہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ سے ملا ہے، میں نے اسی کتاب سے اسلام کو ایک مکمل ومربوط نظام زندگی کے طور پر سمجھا، اس دین مقدس کے بہت سے امور، جنہیں میں پہلے تقلیدی طور پر مانتا تھا اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ان پر بصیرت وتحقیق کے ساتھ دوبارہ ایمان لایا۔“

Marfat.com

ہم نے علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کی تقدیم میں شاہ صاحب کی شہرۂ آفاق کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے روح، موت اور عالم برزخ سے متعلق ابواب کا اردو ترجمہ شامل کیا ہے۔ امید ہے ہمارے احباب اسے بصیرت افروز پائیں گے۔

علامہ ابن ابی الدنیا کی کتاب عالم برزخ سے متعلق واقعات پر مشتمل ہے۔ ہر واقعہ اپنا ایک الگ سیاق و سباق اور الگ نوعیت رکھتا ہے۔ اس لئے محض واقعات کا مطالعہ بہت سارے اشکالات، اعتراضات، ابہامات و مشکلات کا باعث ہوتا ہے۔ جب زیر مطالعہ موضوع کے فلسفہ اور پس منظر پر نظر ہو تو پھر اشکالات حل ہوتے ہیں، ابہام کی جگہ انشراح ہوتا ہے اور اختلاف میں تطبیق سمجھ آتی ہے۔ یہ معاملات جس طرح شاہ صاحب نے سمجھائے ہیں اور مفکرین و علمائے اسلام کے ہاں اس طرح کی جامعیت اور رسوخ نہیں ملتا۔

اسلامی عقائد، نظریات اور تعلیمات کا وہ حصہ جس کا تعلق مابعد الطبیعات سے ہے اس میں کسی بالغ نظر اسلامی حکیم و دانشور کی تشریح و تفہیم سے استفادہ کی روش نہ اپنانے کی وجہ سے ہمارے ہاں کئی مسائل کے حوالہ سے گروہ بندی اور فتویٰ بازی کی ذہنیت پختہ ہوتی چلی گئی ہے جس کی وجہ سے ہم نے بہت سارا نقصان اٹھایا ہے۔ حالانکہ اگر معاملات کی صحیح طرح سے تحقیق کی جائے تو مختلف نکتہ ہائے نظر اپنی اپنی جگہ درست ہو سکتے ہیں۔ متفرق تصورات میں تطبیق سمجھ آسکتی ہے۔

اس خطہ میں ایک شاہ صاحب ایسی شخصیت ہیں جنہوں نے دین کے سب شعبوں کے پس پردہ کارفرما حکمتِ ربّانی کو سمجھایا ہے۔ اگر ان کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' کو بالترتیب سمجھ لیا جائے تو ہمارے ہاں کی گروہ بندی اور انتشار و تفریق کی جڑیں بھی کھوکھلی ہو جائیں اور ہماری فکری و علمی صلاحیت میں سطحیت کی جگہ گہرائی اور پختگی آجائے۔

زیر نظر کتاب میں ہم نے روح، موت اور برزخ کے بارے میں ولی اللّٰہی حکمت سے اقتباسات اپنے علم دوست احباب کے لئے پیش کئے ہیں، امید ہے وہ انہیں بصیرت افروز پائیں گے۔

Marfat.com

(۲)

یہ بات ضرور ذہن میں رہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ گفتگو جو آپ کے پیشِ نظر ہے حکمت و فلسفہ کے دائرہ کی گفتگو ہے۔ احکام و مسائل کی تبلیغ و تفصیل اور فتویٰ دینے کی نہیں ہے۔ شرعی مسائل کی تعلیم اور فتویٰ نویسی کے تقاضے فلسفہ و حکمت کے بیان سے مختلف ہوا کرتے ہیں۔

فلسفہ احکام نہیں بتاتا بلکہ احکام کے پس پردہ کارفرما اس امرِ جامع تک پہنچاتا ہے جس سے سب احکام جڑتے ہیں۔ فلسفہ آپ کو کسی نکتہ نظر کی گہرائی میں لے جاتا ہے۔ آپ کو سوچنے سمجھنے کی ایک راہ فراہم کرتا ہے۔ یہ جزئیات نہیں کلیات سے بحث کرتا ہے بلکہ کلیات سے ہوتا ہوا اصلِ کل کی طرف لے جاتا ہے۔

ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی حکیم و فلسفی کی گفتگو کی عبارت کے جملے اپنی انفرادی حیثیت میں آپ کے لئے کوئی جامع و کامل مفہوم فراہم نہ کر رہے ہوں مگر وہ اپنی مجموعی حیثیت میں ضرور آپ کو کوئی نقطۂ نظر فراہم کر رہے ہوں گے جیسے کسی طرف جانے والی شاہراہ پر نصب سنگِ میل مسلسل آپ کو منزل کے قریب کر رہے ہوتے ہیں اسی طرح یہ گفتگو بھی آپ کو کسی مرکزی خیال تک رسائی کے قریب کر رہی ہوتی ہے۔

بس مربوط توجہ کے ساتھ اپنے مطالعہ کو آگے بڑھاتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ بالا موضوعات پر گفتگو کا بہت سارا حصہ علم الحقائق سے تعلق رکھتا ہے اور علم الحقائق کے بارے میں آپ خود اپنی کتاب الطاف القدس میں لطائف کی حقیقت کے بیان سے پہلے لکھتے ہیں کہ:

> "شارع علیہ صلوات اللہ وسلامہ نے اس علم کی کوئی رمز بیان نہیں فرمائی، آپ نے صرف علم سلوک اور تہذیب نفس کی تبلیغ فرمائی، اس علم سے صرف چند وہ چیزیں بیان فرمائیں جن سے عرب و عجم اجنبی نہیں تھے اور کوئی فرقہ ایسا نہیں تھا کہ یہ چیزیں جس کی زبان کا ورد نہ ہوں، پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجمالی طور پر اس علم کی یاددہانی کرائی اور اس کی تفصیل و تصویر میں کھود کرید سے سخت ممانعت فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کے جمیع انبیاء علیہم السلام کی سنت یہی ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ ان علوم کا حل انسانی

Marfat.com

طاقت سے باہر ہے، نہیں نہیں بلکہ ان علوم کا اظہار جمہور مخاطبین کی مصلحت کے موافق نہیں ہے۔ ہم لوگوں کے لئے بھی بہتر یہی ہے ان باتوں سے کنارہ کشی کریں اور دیکھے ہوئے کو نہ دیکھا ہوا ظاہر کریں لیکن اس مسئلہ میں صوفیاء کا اختلاف بہت زیادہ ہے اور یہ ان کی طبیعتوں میں داخل ہو گیا ہے اور علم لطائف کی بناء اسی پر ہے، اس لئے اس کی ضرورت پیش آئی ہے اور ضرورۃ ممنوع کو مباح کرتی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ان باتوں کا تعلق سوچنے سمجھنے سے زیادہ ہے اور بحث و تمحیص سے کم۔ اس مطالعہ کا مقصد شریعت کی بتائی ہوئی چیزوں میں شرح صدر کا متمنی ہونا، مختلف چیزوں میں تطبیق و جامعیت کی راہ پانا اور معنویات و روحانیات سے متعلقہ دینی چیزوں میں اپنے اعتقاد کو راسخ بنانا ہے۔ اگر کسی کی طبیعت ان کے مطالعہ سے بحث و تمحیص، الجھاؤ اور انتشار کی طرف جانے لگے تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے اس مطالعے کا رخ کسی اور مفید مواد کی طرف پھیر لے۔

(۳)

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ اسلام کی ایک ایسی ہستی ہیں جنہیں اللہ پاک نے ایک ایسے وقت میں تجدیدِ دین کے کام کی توفیق بخشی جب اسلام کے اصولِ اجتماعیت ایک نئی تشکیل کا تقاضا کر رہے تھے اور اِدھر انسانیت مشین کے وجود میں آجانے کے سبب ایک نئے سماجی، سیاسی اور معاشی جنم سے دوچار ہو رہی تھی۔

حضرت شاہ صاحب نے جہاں موجود نظام کو سنبھالا دینے کے لئے علمی و عملی کوششیں کیں وہاں ان کا بڑا اور مستقل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے آنے والے دور کے لئے قرآن و سنت کے اصولوں، خلفائے راشدین کے عمل اور پوری تاریخ کو سامنے رکھ کر نئی تشکیل کا فلسفہ اور نظام کار مرتب فرما دیا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک راسخ حکیم و دانش ور کے طور پر کائنات کی حقیقت، عناصر کی ترکیب، مخلوقات کی حقیقتوں، انسان اور انسانی سماج کی نفسیات، دیہاتی، شہری، قومی اور بین الاقوامی زندگی کے تقاضوں کا شعور فراہم کرتے ہیں۔ پھر دین کے اصول سمجھاتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور شریعتوں کے تسلسل کا تعارف کراتے ہیں۔ قرآن کریم کے مقاصد و اہداف کی نشان دہی کر کے ان سے سیرت نبوی و سیرت خلفائے راشدین کی تطبیق سمجھاتے ہیں۔

Marfat.com

ہمارے تاریخ وسیاست کے شعبے کے اہلِ علم نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تخت دہلی کو سنبھالا دینے والی کاوشوں پر تحقیقات کا بڑا کام کیا ہے اور اس پر ان کو خوب خراج تحسین پیش کیا ہے۔مگر انہوں نے آنے والے سائنسی دور میں معاشروں کی تشکیل کا جو عدل، مساوات اور جمہوریت کے اسلامی اصولوں پر مبنی نظام مدون کیا ہے اس حوالے سے ہمارے ہاں کوئی خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔

ہمارے دینی علماء کے اکثر طبقوں نے اپنی علمی سندوں میں شاہ صاحب کے حوالہ پر ضرور فخر کیا، ان کی حکمت وتشریحات کے گرانقدر نکات سے اپنی تقاریر کو مرصع ومزین کیا مگر ان کے تجدیدِ دین کے کام سے ہمیشہ بے اعتنائی برتی۔ دین کی تفہیم کے ولی اللّٰہی اصولوں سے روگردانی کے سبب آج ہماری حالت یہ ہے کہ آج کے معاشرے میں ہماری منطق زندگی کے جمیع شعبوں میں معکوس سمت میں ترقی کر رہی ہے۔اپنی جس دانش کو ہم اپنے تئیں دین کی نمائندگی بتاتے ہیں وہ اجتماعیت، قومی مفاد۔حتیٰ کہ مسلمہ انسانی رجحانات کی مخالف سمت کو جاتی ہوئی نظر آتی ہے۔حالانکہ ہمارا دین قطعاً ایسی کوئی سوچ فراہم نہیں کرتا جو اجتماعیت واجتماعی مفاد اور انسانی تقاضوں کے خلاف ہو۔اصل بات یہی ہے کہ ہم نے دین اور اس پر تشکیلِ معاشرہ کی سائنس کو وقت کے مجدد کی راہنمائی کی مدد کے بغیر پڑھا اور اس کی تعلیمات کو ان کی حکمت سمجھے بغیر پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

اس صورتِ حال کا انتہائی تکلیف دہ پہلو یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے پاس قومی وبین الاقوامی سطح پر انسانی مسائل کے حل اور انسانی معاشروں کے صالح ارتقاء کا کوئی سوچا سمجھا ایسا پروگرام نہیں ہے جس کی صحت وسچائی پر خود انہیں شرح صدر ہو اور جس کی معقولیت کو انسانی برادری سے تسلیم کرانے کی ان میں اہلیت ہو۔ہم دین کے مسائل جانتے ہیں، ہم فتوے دیتے ہیں مگر اس دور کے انسانی مسائل کے مدمقابل کسی صحیح جاندار موقف پر مقاومت کی صلاحیت سے عاری ہیں۔اس کے نتیجے میں ایک طرف یہ نقصان ہوا ہے کہ ہمارے ہی ہم مذہب اپنی زندگی کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی مسائل میں ہمارے کسی کردار کے بروئے کار آنے سے مایوس ہیں۔ دوسری طرف اسلام مخالف طاقتیں ہماری ان کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر اسلام کا تعارف خراب کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

Marfat.com

ہمارے مدبرین شاہ صاحب کا نام لیتے ہیں۔ خطے کی تاریخ میں ان کے کارناموں کو سراہتے ہیں حتی کہ پاکستان کے وجود کو شاہ صاحب کی جد و جہد کا نقطۂ تکمیل بتاتے ہیں مگر شاہ صاحب کی فلاسفی اور اس کے شعور کی اشاعت پر کام کر کے کسی ٹھوس سماجی، سیاسی، معاشی اور اجتماعی نظریہ کی منزل پر پہنچ کر کسی صالح نظام کے قیام کا کسی کے پاس کسی منصوبہ کا کوئی نام و نشان نہیں ملتا۔

یہ باتیں اس طالب علم کی کسی عقیدت و جذباتیت کا اظہار نہیں بلکہ ایک مسلسل مطالعہ کا حاصل ہے۔

Marfat.com

روح کی حقیقت

روح کی حقیقت تک رسائی ممکن ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۝ [سورۃ الاسراء: ۸۵] (اور لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بس تھوڑا سا علم دیا گیا ہے) اعمش نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے وَمَا اُوْتُوا مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا پڑھا ہے۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا خطاب یہودیوں کو ہے جنہوں نے روح کے بارے میں سوال کیا تھا۔ آیت اس بارے میں صریح نہیں ہے کہ امت محمدیہ میں سے کوئی روح کی حقیقت نہیں جانتا جیسا کہ گمان کیا جاتا ہے اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جس کے بارے میں شریعت خاموش ہو اس کی معرفت یقینی طور پر ناممکن ہے۔ بلکہ زیادہ تر ایسا ہے کہ شریعت کسی چیز کے بارے میں اس لئے خاموش رہی کہ امت کی اکثریت اس کے حصول کی صلاحیت نہیں رکھتی اگرچہ کچھ افراد کے لئے اس کا حصول ممکن ہے۔

نسمہ: روح حقیقی اور بدن کے درمیان واسطہ:

روح کی حقیقت کے بارے میں سب سے پہلی بات جو حاصل ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ روح زندہ چیزوں میں زندگی کا مبدأ ہے۔ روح پھونکنے سے ہی وہ زندہ ہیں اور اس کی جدائی سے ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد گہرے غور و فکر سے واضح ہوتا ہے کہ بدن میں ایک لطیف بخار ہے جو اَخلاط کے جوہر سے دل میں پیدا ہوتا ہے، حساس قُویٰ کا متحمل ہے، محرک ہے اور غذاء کی تدبیر کرتا ہے اور اس میں طب کا حکم جاری ہوتا ہے۔ (۲)

Marfat.com

تجربہ واضح کرتا ہے کہ اس بخار کے رقیق یا گاڑھا ہونے اور اس کے صاف یا گدلا ہونے کا قوئ اور ان سے پھوٹنے والے افعال پر خاص اثر پڑتا ہے۔ ہر عضو اور اس کے مناسب بخار کی پیدائش پر طاری ہونے والی آفت اس بخار کو فاسد اور اس کے افعال کو پراگندہ کرتی ہے۔ اس بخار کا اپنی فعال کیفیت میں ہونا حیات کا تقاضا کرتا ہے اور فعالیت سے معطلی، موت کا۔ (اسی بخار کو نسمہ کہا جاتا ہے)

ظاہری نظر میں تو یہی بخار روح ہے۔ لیکن گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ روح کا نچلا درجہ ہے۔ اور بدن میں اس بخار کے سرایت کئے ہوئے ہونے کی مثال ایسے ہے جیسے گلاب کے پھول میں گلاب کا عرق اور انگارے میں آگ۔

جب مزید غور کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ نسمہ حقیقی روح کی سواری ہے اور بدن سے روح حقیقی کے تعلق کا واسطہ ہے۔

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بچہ جوان اور بوڑھا ہوتا ہے، اس کے بدن کی اَخلاط اور ان سے پیدا ہونے والی روح بھی ہزار سے زیادہ تبدیلیوں سے گذرتی ہے۔ یہ روح ہوائی (۳) کبھی بڑی ہوتی ہے، کبھی چھوٹی ہوتی ہے، کبھی سیاہ، کبھی سفید ہوتی ہے، کبھی جاہل ہوتی ہے، کبھی عالم، اور ان کے علاوہ دیگر کئی بدلنے والے اوصاف اختیار کرتی ہے جبکہ شخص ایک ہے۔
اگر اس پر کوئی اشکال ہو تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب تبدیلیاں ہوئیں مگر بچہ وہی ہے۔ یا ہم کہیں گے کہ بچہ کے باقی رہنے سے ان اوصاف کے اسی طرح رہنے کا ہمیں کوئی یقین نہیں ہے۔ بچہ رہے گا مگر اوصاف یہ نہیں ہوں گے۔

پس جو چیز ہر حال میں موجود ہے وہ نہ تو یہ روح ہوائی ہے اور نہ بدن، اور نہ ہی وہ ظاہری پہچان کی چیزیں ہیں اور بظاہر نظر آتی ہیں، بلکہ یہ روح حقیقی ہے جو درحقیقت ایک بسیط حقیقت اور نقطہ نورانیہ ہے جس کے انداز تبدیل ہونے والے اس نسمہ کے اطوار سے مختلف ہے جس کے کچھ حصے جوہر ہیں اور کچھ اعراض۔ روح حقیقی جیسے چھوٹے کے ساتھ ہے ویسے ہی بڑے کے ساتھ، جیسے سفید کے ساتھ ہے ویسے سیاہ کے ساتھ، اسی طرح باقی ساری مد مقابل کیفیتوں کا معاملہ ہے۔

روح حقیقی کا اوّلاً روح ہوائی کے ساتھ خاص تعلق ہے پھر بدن کے ساتھ تعلق ہے اس لحاظ سے کہ بدن روح ہوائی کی سواری ہے۔ روح حقیقی عالم قُدس کی طرف سے ایک دریچہ ہے،

Marfat.com

اسی سے نسمہ پر وہ سب کچھ نازل ہوتا ہے جس کی اس میں استعداد ہوتی ہے۔اوپر سے اترنے والے امور کا تغیر زمین کی استعداد کے فرق کی وجہ سے ہوتا ہے۔جیسے سورج کی گرمی کپڑے کو سفید کرتی ہے مگر دھوبی کو سیاہ کرتی ہے۔

ہمارے ہاں یہ بات صحیح وجدان سے ثابت ہے کہ موت نسمہ سے بدن کی جدائی کا نام ہے کیونکہ بدن اب اس کی تولید کے قابل نہیں رہا۔موت نسمہ سے روح الٰہی کی جدائی کا نام نہیں ہے۔جب نسمہ شدید بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی حکمت میں لازم ہوتا ہے کہ نسمہ کی جتنی مقدار سے روح الٰہی کا ارتباط صحیح ہوسکتا ہے نسمہ کی وہ مقدار باقی رہے۔جیسے ہوا سے بھرے غبارے کو دبائیں تو ہوا اِدھر اُدھر اچھلتی ہے اور یہ عمل اس وقت تک ہوتا جب تک اس میں اتنی ہوا ہے جو اچھلنے کے قابل ہے۔اور جب وہ اچھلنے کے قابل نہیں رہتی تو اسے دبایا بھی نہیں جاسکتا یا جب تک غبارہ پھٹ نہ جائے۔اور یہ اس صلاحیت کی وجہ سے ہوتا ہے جو ہوا کی طبیعت سے پھوٹتی ہے۔اسی طرح نسمہ کی بھی صلاحیت اور حد ہے، اس کا معاملہ اس صلاحیت اور اس حد سے آگے نہیں جاسکتا۔

موت نسمہ کے لئے ایک نیا ارتقاء ہے:

جب انسان مرتا ہے تو نسمہ کا ایک نیا ارتقاء ہوتا ہے، روح الٰہی کا فیض اس کی باقی ماندہ حس مشترک میں ایک قوت پیدا کرتا ہے جو عالم مثال کی مدد سے سماعت، بصارت اور گویائی کا کام دیتی ہے۔یہ ایک ایسی قوت ہے جو مجرد و محسوس کے درمیان ہے اور افلاک میں شیٔ واحد کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔

بعض دفعہ نسمہ اس حالت میں عالم مثال کی مدد سے نورانی یا ظلمانی لباس کی استعداد پاتا ہے جس سے عالمِ برزخ کے عجائب پیدا ہوتے ہیں۔ [۴]

نفخِ صور کے وقت ایک نئے فیض کا اجراء ہوگا:

پھر جب صور میں پھونکا جائے گا، یعنی صور کو پیدا فرمانے والے کی طرف سے ایک عام فیض جاری ہوگا جیسے ابتداء تخلیق میں ہوا تھا۔جس وقت جسموں میں روحیں پھونکی گئیں اور عالمِ موالید کی تاسیس ہوئی تھی۔تب روح الٰہی کے فیض کے تقاضا سے یہ نسمے جسمانی لباس یا

Marfat.com

عالم مثال اور عالم جسم کا درمیانی لباس پہنائے جائیں گے اور وہ سب کچھ واقع ہوگا جس کی خبر صادق ومصدوق علیہ افضل الصلوات وائمن التحیات نے دی ہے۔

مَلکیت اور بہیمیت:

جب نسمہ روح الٰہی اور زمینی بدن کے درمیان کی چیز ہے تو یہ لازم ہے کہ اس کا ایک پہلو ادھر ہو اور ایک اُدھر، پس اس کا جو پہلو عالمِ قدس کی طرف مائل ہے وہ ملکیت (فرشتوں جیسا) ہے اور جو زمین کی طرف مائل ہے وہ بہیمیت (حیوانوں جیسا) ہے۔

ہم روح کی حقیقت کے بارے میں انہیں مقدمات پر اکتفاء کرتے ہیں تا کہ اس علم سے اعلیٰ علم سے پردہ اٹھنے سے پہلے اس علم کی کچھ واقفیت حاصل کر کے اس پر جزئیات کو منطبق کیا جا سکے، واللہ اعلم۔

Marfat.com

موت کی حقیقت

قرآن وسنت کی تصریحات کے مطابق عالم برزخ کے معاملات کے فہم کے لئے یہ ضروری ہے کہ موت کی حقیقت کا ادراک ہو اور موت کی حقیقت کا ادراک اس وقت ہو سکے گا جب باقی مخلوق کے مقابلہ میں انسان کی طبعی فضیلت پر نظر ہو اور روح وجسم کے تعلق کے بارے میں صحیح آگاہی حاصل ہو۔ اس لئے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عالم برزخ کی تفصیلات سے پہلے موت کی حقیقت سمجھائی ہے اور اس میں جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان کی تخلیق وترکیب کی نوعیتوں کا فرق سمجھایا ہے۔ (مترجم)

موالید میں سے ہر ایک نوع کی ایک الگ سواری ہے:

معدنیت، نباتیت، حیوانیت اور انسانیت میں سے ہر ایک کی ایک الگ سواری ہے جو دوسرے کی سواری سے مختلف ہے اور ہر ایک کا ایک الگ بنیادی وجوہری کمال ہے، اگرچہ بظاہر معاملہ ملتا جلتا نظر آتا ہے۔

عناصر اپنی چھوٹی سے چھوٹی جسامت کے ساتھ جب مختلف تعدادوں میں آپس میں ملتے ہیں تو ان سے دو اجزاء والے اجسام (Couplit) جیسے بخار، غبار، دھواں، کیچڑ، ہل چلائی ہوئی زمین، انگارہ اور شعلہ، تین اجزاء والے اجسام (Triplit) جیسے بدبودار مٹی، پانی کی سطح پر جمع ہونے والی کائی (Moss)، اور اسی طرح چار اجزاء والے اجسام (Quadruplit) وجود میں آتے ہیں۔

Marfat.com

ان چیزوں کے خواص ہیں جو کہ ان کے اجزاء کے خواص سے مرکب ہیں، ان میں ان کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہوتی۔ انہیں فضائی کائنات (۵) کہا جاتا ہے۔

موالید میں سے ہر ایک کا ایک الگ مزاج ہے:

اب معدنی صورت آتی ہے اور اس مرکب کے کندھے پر بیٹھتی ہے، اسے اپنی سواری بناتی ہے اور ایک نوع کے خواص کی مالک ہو کر اس کے مزاج کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کے بعد نباتیت آ کر اس محفوظ مزاج والے جسم کو اپنی سواری بناتی ہے اور ارکان کے اجزاء اور فضائی کائنات کو اپنے مزاج کی طرف بدلنے والی قوۃ بن جاتی ہے تاکہ یہ نباتیت بالفعل اپنے متوقع کمال کی طرف جائے۔ پھر حیوانیت آتی ہے اور غذاء و نمو کی صلاحیتوں کی حامل روح ہوائی (۵) کو اپنی سواری بناتی ہے۔ اور اس کے اطراف میں حس و ارادے کا تصرف نافذ کرتی ہے تاکہ یہ اپنے مرغوب کی طرف پیش قدمی کر سکے اور مضر سے بچ سکے۔ پھر انسانیت آتی ہے اور وہ بدن میں تصرف کرنے والے نسمہ کو اپنی سواری بنا کر اخلاق کا قصد کرتی ہے جو سب پیش قدمیوں اور پس پائیوں کی اصل ہیں۔ پس وہ اپنے اخلاق کو مزین و منظم کر کے اسے عالمِ بالا سے حاصل ہونے والی ہدایات و تعلیمات کی جلوہ گاہ بناتا ہے۔

پس اجزاء و ارکان کا یہ معاملہ اگرچہ بظاہر مشتبہ ہے مگر گہری نظر ہر اثر کو اس کے منبع سے ملاتی ہے اور ہر صورۃ کو اپنی سواری کے ساتھ الگ کرتی ہے۔

ہر صورت کا ایک الگ مادہ ہے:

ہر صورۃ کے لئے مادہ کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے وہ قائم ہو اور ہر صورۃ کا مادہ وہی ہوتا ہے جو اس کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو۔ صورۃ کی مثال ایسے ہے جیسے موم میں بنائی جانے والی انسانی شکل۔ اس شکل کے لئے موم کے بغیر قائم ہونا ممکن نہیں ہے۔

موت: نفس ناطقہ اور مادہ کی جدائی کا نام نہیں ہے:

جو کہتا ہے کہ موت کے وقت انسان کا نفس ناطقہ (۶) مادہ کو بالکل چھوڑ دیتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ ایک نفس ناطقہ کا مادہ بالذات ہے اور وہ نسمہ ہے۔ اور ایک بالعرض ہے اور وہ جسمِ ارضی ہے۔ جب انسان مرتا ہے تو مادۂ ارضیہ کا زوال اس کی ذات کو نقصان نہیں

Marfat.com

پہنچاتا کیونکہ وہ مادۂ نسمہ میں حلول کی صورۃ میں باقی ہے۔ جیسے ایک ماہر کاتب جس کے دل ودماغ میں کتابت کا فن رچا بسا ہوا ہے اگر اس کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جائیں تب بھی اس میں اس کا فن اسی طرح موجود ہے۔ اسی طرح جو آدمی چلنے کا خواہش مند ہے اس کے دونوں پاؤں کاٹ دیئے جائیں تب بھی وہ باطنی صلاحیت اس میں موجود رہتی ہے۔ اور سننے دیکھنے والے آدمی کے کان اور آنکھیں ضائع کر دی جائیں تب بھی اس کی اصلِ صلاحیت بحالہ موجود رہتی ہے۔

بیدار مغز اور غافل لوگوں کا فرق:

اعمال وہیئات کی ایک قسم وہ ہے جسے انسان اپنے دل کے تقاضے سے اپناتا ہے۔ اگر اسے آزاد چھوڑ دیا جائے تو اس کا دل اسے انہیں کی طرف لے جائے گا اور اس کے خلاف کرنے سے بغض رکھے گا۔ بعض اعمال وہیئات وہ ہیں جنہیں انسان دوسروں کی موافقت میں یا کسی اور خارجی عارض بھوک پیاس وغیرہ کی وجہ سے اختیار کرتا ہے جب وہ عارض ختم ہو جاتا ہے تو داعیہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی آدمی لوگوں کی موافقت میں کوئی لباس پہنتا ہے لیکن اگر وہ اس موافقت کی قید سے آزاد ہو اور وہ لباس بدل ڈالے تو اس کے دل میں کوئی ملال نہیں آتا۔ کوئی انسان کسی لباس کو پسند کرتا ہے اگر اسے آزادی دی جائے تو وہ اسے اتارنا پسند نہ کرے۔

بعض انسان بیدار مغز وروشن طبع ہوتے ہیں وہ کثرتوں میں اس چیز کو پہچانتے ہیں جو سب کی جامع ہے اس لئے ان کا دل علت سے وابستہ ہوتا ہے معلولات کے ساتھ نہیں، وہ صلاحیت کو لیتے ہیں افاعیل کو نہیں۔ کوئی انسان غافل طبع ہوتا ہے جو وحدۃ کو چھوڑ کر کثرت میں مگن رہتا ہے، ملکات کو چھوڑ کر افاعیل میں اور روح کو چھوڑ کر شکلوں میں مست ہوتا ہے۔

موت کے بعد نفس کا نسمہ سے صحیح تعلق بنتا ہے:

جب انسان مرتا ہے تو اس کا جسدِ ارضی خراب ہو جاتا ہے اور اس کا نفس ناطقہ نسمہ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اور اب وہ اس کے ساتھ اس تعلق میں پوری طرح مگن ہوتا ہے کیونکہ اب وہ ساری چیزیں اس سے الگ ہو گئی ہیں جو قلبی داعیہ کے بغیر دنیاوی ضرورت کے لئے اس کے ساتھ وابستہ تھیں۔ اب اس میں وہ کچھ باقی رہ گیا ہے جو نفس اپنے جوہر کے اندر رکھتا تھا۔ اب ملکیت غالب آتی ہے اور بہیمیت کمزور ہوتی ہے۔ اس پر حظیرۃ القدس کے یقین اور وہاں کی باقی چیزوں کا نزول ہوتا ہے اور ملکیت کو تکلیف یا راحت پہنچتی ہے۔

Marfat.com

ملکیت و بہیمیت کے باہمی تعلق کا اصل نفع و نقصان:

ملکیت جب بہیمیت میں اترتی ہے اور اس سے ملتی ہے تو وہ ضرور اس کا اثر قبول کرتی ہے اور اس تعلق کا اصل و کامل نقصان یہ ہے کہ اس میں انجام کے لحاظ سے قابل نفرت صورتیں بیٹھ جائیں اور اصل و کامل فائدہ کی چیز یہ ہے کہ اس میں انجام کی صورتِ حال سے مناسبت رکھنے والی صورتیں جم جائیں۔ قابلِ نفرت صورتوں میں سے یہ ہے کہ مال اور عیال سے ایسا دلی تعلق ہو جائے کہ ان سے آگے کے مطلوب کا اسے کوئی یقین ہی نہ رہے اور اسی طرح کی گھٹیا باتیں اس کے دل میں جم جائیں جو اسے شرافت کا متضاد بنا دیں۔ اسی طرح وہ باطنی ناپاکیوں سے ملوث ہو کر اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتلائے نہ اس کی معرفت پائے اور نہ ہی اس کے آگے جھکے۔ اس طرح دوسری تلویثات جو اس کی باطنی حالت کو احسان کا مدمقابل بنا دیں۔ اسی طرح حق کی نصرت و تعظیم کے لئے حظیرۃ القدس کی توجہ، انبیاء کی کوشش اور صالح نظام کے قیام کے مقابلے پر آ کر ان کی دشمنی اور لعنت کا مستحق بنے۔

انجام کے حالات کے موافق صورتوں میں سے یہ ہے کہ ایسے اعمال کرے جو طہارت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع خضوع کی علامت ہوں، فرشتوں کے حالات یاد دلانے والے ہوں اور ایسے عقائد اپنائے جو دنیا کی زندگی پر اطمینان پیدا نہ ہونے دیں، ایسا سماحت و نرمی والا بن جائے کہ ملأ اعلیٰ کی دعائیں اور صالح نظام کے قیام کے لئے ان کی توجہات اس کی طرف مائل ہوں۔ واللہ اعلم

Marfat.com

عالمِ برزخ میں لوگوں کے حالات کا مختلف ہونا

برزخ کے جہان میں لوگوں کے کئی طبقات ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن وہاں کے لحاظ سے لوگوں کی چار بڑی قسمیں ہیں۔

بیدار قلب والے لوگ:

(۱) ایک وہ گروہ ہے جو بیدار قلب ہے۔ یہ لوگ پیچھے بیان کی جانے والی عالمِ برزخ کی قابلِ نفرت و مرغوب صورتوں سے عذاب بھی پائیں گے اور انعام بھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی قسم کی طرف اشارہ ہوا ہے: اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾ [سورۃ الزمر: ۵۶] (کبھی کوئی جان یوں کہنے لگے کہ ہائے میری حسرت اس چیز پر جو میں نے اللہ کے بارے میں تقصیر کی، اور بے شک بات یہ ہے کہ میں مذاق بنانے والوں میں سے تھا)

میں نے اہل اللہ کی جماعت کو اس طرح پایا ہے کہ ان کے نفوس ساکن پانی سے بھرے ہوئے حوض کی طرح ہیں، جسے ہوائیں ادھر اُدھر نہیں کر سکیں لیکن جب دوپہر کے وقت ان پر سورج کی کرن پڑی تو وہ نور کے ٹکڑے کی طرح ہو گئے، اور یہ نور یا تو پسندیدہ اعمال کا نور ہے یادداشت (۷) کا نور ہے یا رحمت کا نور ہے۔

وہ لوگ جن کے قلب طبعی طور پر نیند میں ہیں:

(۲) ایک قسم وہ ہے جو اس صنف سے قریب کی صلاحیت رکھتی ہے۔ دل کے بیدار نہیں بلکہ طبیعی طور پر ان پر ایک طرح کی نیند طاری ہے۔ انہیں وہاں رؤیا کا سامنا ہوتا ہے۔ وہاں کے رؤیا کا معنی ہے حسِ مشترک (۸) میں جمع شدہ علوم کا حضور جو بیداری کو قابو رکھنے والے ہوتے ہیں اور

Marfat.com

استغراق اور خیالات کی طرح کے بھول جانے سے مانع بنتے ہیں۔ پس جب ایسا آدمی موت کی نیند سوتا ہے تو اسے اس بات کا یقین ہوتا کہ پیش آنے والا معاملہ نظر آنے والی صورتوں کا عین ہے۔

بعض دفعہ ایک صفراوی مزاج کا آدمی دیکھتا ہے کہ وہ خشک درختوں کے ایک جھنڈ میں ہے دن بہت گرم اور سخت لُو والا ہے۔ اچانک اسے چاروں طرف سے آگ گھیر لیتی ہے اور وہ بھاگتا ہے مگر کوئی راستہ نہیں پاتا بالآخر آگ اسے جلاتی ہے اور وہ سخت تکلیف اٹھاتا ہے۔

بلغمی مزاج کا آدمی دیکھتا ہے کہ وہ شدید سرد رات میں ٹھنڈے پانی والی نہر میں ہے برف جیسی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ اس کی کشتی کو موجیں گھیر لیتی ہیں اور وہ بھاگنے کی کوشش کرتا ہے مگر کوئی راستہ نہیں ملتا اور غرق ہو جاتا ہے۔ اس صورتِ حال میں اسے سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔

اگر آپ لوگوں کے بارے میں تحقیق و تفتیش کریں تو ہر ایک آدمی ایسا ملے گا جسے راحت و تکلیف پہنچانے والی ایسی صورتوں کا تجربہ ہو چکا ہوگا جو حوادث اور دیکھنے والے نفس کے مناسب تھیں۔

عالم برزخ کے اس رؤیا میں مبتلا شخص قیامت کے دن تک اس سے باہر نہیں آئے گا۔ اور اسے یہ بھی علم نہیں کہ یہ معاملات خارج میں وجود نہیں رکھتے اور یہ رنج و راحت عالمِ خارجی میں نہیں ہے۔ اگر بیداری نہ ہو تو یہ راز کبھی نہ کھلے۔ لہٰذا عالمِ برزخ کا نام اگر عالمِ خارجی رکھا جائے تو یہ عالمِ رؤیا کہنے سے زیادہ صحیح اور واضح ہے۔

بعض دفعہ ایک درندہ صفت آدمی دیکھتا ہے کہ درندہ اسے نوچ رہا ہے۔ بخیل آدمی دیکھتا ہے کہ سانپ بچھو اسے ڈس رہے ہیں۔

آسمانی دین کا نزول عالمِ برزخ میں دو فرشتوں کی شکل میں سامنے آتا ہے جو پوچھتے ہیں:
تیرا رب کون ہے؟، تیرا دین کیا ہے؟ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

وہ لوگ جن کی مَلَکیت بہیمیت کے تابع نہ ہوئی:

(۴) ایک قسم وہ ہے جن کی بہیمیت اور مَلَکیت دونوں کمزور ہیں اور وہ جبلی اسباب کی وجہ سے نچلے درجے کے فرشتوں کے ساتھ جا ملتے ہیں کہ ان کی ملکیت کا بہیمیت سے بہت کم تعلق ہے

Marfat.com

کہ نہ تو وہ اس کے تابع ہے اور نہ متاثر۔ یا کسی اسباب کی وجہ سے ان کا تعلق نچلے درجہ کے فرشتوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ ان کے نفوس قلبی داعیہ کے تحت طہارات سے وابستہ رہے اور اپنے نفوس کو الہامات اور مَلکی نور کے قابل بنایا۔

جیسے بعض دفعہ کوئی انسان مرد پیدا ہوتا ہے مگر اس کا مزاج مخنث والا ہوتا ہے اور اس کی طبیعت میں نسوانی ہیئات کی طرف میلان ہوتا ہے۔ لیکن بچپن میں اسے مردانہ وزنانہ خواہشات کی پہچان نہیں ہوتی۔ اس عمر میں اس کے لئے کھانا، پینا اور کھیل کود کی محبت اہم چیزیں ہوتی ہیں۔ اس وقت اسے مَردوں کے حال میں رکھا جاتا ہے اور عورتوں کی خصلتوں سے روکا جاتا ہے تو وہ اسی طرح عمل کرتا ہے۔ لیکن جب وہ جوان ہو جاتا ہے اور اپنی مخنثانہ طبیعت کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ عورتوں کی وضع قطع اور ان کی عادتیں اختیار کرنے میں مستقل و پختہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس میں بے حیائی کے کام اور عورتوں والی حرکتیں اور باتیں غالب آجاتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو عورتوں والے نام سے منسوب کرتا ہے اور مَردوں سے بالکل خارج ہو جاتا ہے۔

اسی طرح انسان کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں کھانے، پینے، شادی وغیرہ طبعی ورسمی تقاضوں میں مشغول ہوتا ہے لیکن اس کی صلاحیت دنیا کے قریب رہنے والے فرشتوں کی صلاحیت کے قریب ہوتی ہے اور ان کی طرف اس کا میلان بہت مضبوط ہوتا ہے۔ جب موت آتی ہے تو دنیا کی چیزوں سے اس کا تعلق ختم ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مزاج کی طرف لوٹ کر ملاء سافلہ سے جاملتا ہے اور انہیں میں سے ایک ہو جاتا ہے۔ اسے انہیں کے الہام کی طرح الہام کیا جاتا ہے اور جو کام وہ کرتے ہیں یہ بھی کرتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے "میں نے جعفر بن ابی طالب کو دیکھا کہ وہ فرشتہ بن کر اپنے دو پروں کے ساتھ جنت میں دوسرے فرشتوں کی معیت میں اڑ رہا ہے" (۹)

کبھی اس صنف کے لوگ عالم برزخ میں اعلائے کلمۃ اللہ اور جماعت حقہ کی مدد میں مشغول ہوتے ہیں۔ کبھی ابن آدم کے ساتھ ان کا خیر کی طرف راہنمائی کا تعلق قائم ہوتا ہے۔ کبھی ان میں کسی کو اپنی اصل جبلت کے تحت جسمانی صورت میں آنے کا شوق ہوتا ہے اور ان کا یہ شوق عالم مثال کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور وہاں سے ایک قوت ان کے ہوائی نسمہ کے ساتھ شامل ہو کر نورانی جسم کی شکل اختیار کرتی ہے۔ کبھی کسی کو کسی خاص کھانے وغیرہ کا شوق ہوتا ہے تو ان کی

Marfat.com

خواہش کے پورے ہونے میں ان کی مدد کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِن فَضْلِهِ [سورۃ آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۰] (اور ہرگز گمان نہ کرو ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں وہ خوش ہیں اس سے جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا)

ایک گروہ اس قسم کے مدمقابل ہے جو جبلی طور پر شیاطین کے قریب صلاحیت رکھتا ہے کہ ان کا مزاج فاسد ہے جو حق کے خلاف رائے اختیار کرنے کا تقاضا کرتا ہے، رائے کلی سے متنفر ہے اور مکارم اخلاق سے بہت دور ہے۔ یا اپنے کسب و عمل کی وجہ سے شیاطین کے قریب ہے کہ ان کے نفسوں نے اپنے آپ کو گندی ہیئتوں میں ملوث رکھا، فاسد نظریئے اپنائے، شیاطین کے وسوسوں کی تابعداری کی اور لعنت میں گھرے رہے۔ یہ جب مرے تو شیطانوں سے جا ملے، انہیں ظلمانی لباس پہنایا گیا اور انہیں کئی وہی صورتیں پیش آئیں جو انہوں نے دنیا میں اپنی گندی عادتیں پوری کرنے کے لئے اختیار کی تھیں۔

پہلی قسم جو ملائکہ کے قریب ہے اسے دلی فرحت سے لطف اندوز کیا جاتا ہے اور ان کے مدمقابل قسم کو تنگی وغم سے عذاب دیا جاتا ہے جیسے مخنث یہ جانتا ہے کہ مخنث ہونا انسان کی بہت بری حالت ہے مگر وہ اس سے جان نہیں چھڑا سکتا۔

وہ لوگ جن کی بہیمیت طاقتور رہی:

(۴) ایک قسم وہ لوگ ہیں جن کی ملکیت و بہیمیت آپس میں مصالحت (۱۰) کے ساتھ رہتی ہیں۔ ان کی بہیمیت طاقتور ہے اور ملکیت کمزور ہے۔ لوگوں کی زیادہ تعداد اسی قسم میں سے ہے۔ ان کے اکثر معاملات صورۃِ حیوانیہ کے تابع ہوتے ہیں جو کہ بدن میں تصرف کرتی ہے اور اسی میں غرق ہے۔ ان کی موت کلی طور پر بدن سے نفوس کی جدائی نہیں ہوتی بلکہ تدبیر کے لحاظ سے جدائی ہوتی ہے خیال کے لحاظ سے نہیں ہوتی۔ انہیں اس بات کا پختہ علم ہوتا ہے کہ برزخ کے معاملات ان کے جسد کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ اگر ان کے جسد کے ساتھ بدسلوکی کی جائے یا اسے کاٹا جائے تو انہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ سب انہیں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اور ان کی علامت یہ ہے کہ

Marfat.com

وہ اپنے دل کی گہرائی سے کہتے ہیں کہ ان کی روحیں ان کے جسموں کو عین ہیں یا عرض ہیں جوان پر طاری ہیں اگرچہ ان کی زبانیں کسی کی تقلید میں یا رسمی طور پر اس کے خلاف کیوں نہ کہہ رہی ہوں۔

جب ان پر موت آتی ہے تو ان پر کمزور روشنی چمکتی ہے اور ہلکے پھلکے خیالات نظر آتے ہیں جیسے اس دنیا میں اہل ریاضت کو نظر آتے ہیں۔ اور معاملات کبھی خیالی صورتوں کی شکل میں آتے ہیں کبھی خارجی صورتوں کی شکل میں جیسا کہ اہل ریاضت کو پیش آتا ہے۔ اگر بندہ مَلکی اعمال کرنے والا ہوتا ہے تو عالم برزخ کی مناسبت خوب صورت فرشتوں کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، جن کے ہاتھوں میں ریشم ہوتا ہے، اور وہ نرمی و محبت سے پیش آتے ہیں، جنت کا دروازہ کھلتا ہے وہاں کی خوش بوئیں آتی ہیں۔ اور اگر بندہ ایسے اعمال والا ہوتا ہے جو ملکیت کے لئے قابل نفرت ہیں یا لعنت لانے والے ہیں تو یہ سیاہ رُو فرشتوں کی شکل میں سامنے آتے ہیں، جو سخت و تند لہجے سے بات کرتے ہیں، وحشتناک کیفیتوں سے پیش آتے ہیں جیسے غصہ و غضب درندے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور بزدلی لومڑی کی شکل میں۔

مبتلاء شخص یہ سب کچھ واضح طور پر بھگت رہا ہوتا ہے اگرچہ دوسرے لوگ اسے نہیں دیکھتے۔

Marfat.com

حواشی وحوالہ جات

(۱) رواہ البخاری، کتاب العلم، حدیث: ۱۲۵۔

اعمش: یہ مشہور تابعی سلیمان بن مہران اسدی ہیں۔ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات ہوئی۔ کوفہ میں پلے بڑھے اور وہیں وفات پائی۔ قرآن، حدیث اور فرائض کے بڑے عالم تھے۔ علامہ ذہبی کہتے اعمش علم نافع اور عمل صالح کے حوالہ سے سرخیل تھے۔

(۲) نسمہ: [۱] پاکیزہ روح جو عناصر کے لطیف بخار کے کئی ہضموں کے بعد پیدا ہوتی ہے اور غذاء لینے، نشوونما پانے اور ادراک کی صلاحیتوں کی حامل بنتی ہے۔ اسے ہم نسمہ، روح طبعی اور بدن ہوائی کہتے ہیں۔ اور یہ گوشت و ہڈی میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے جس طرح انگارے میں آگ یا گلاب میں عرقِ گلاب سرایت کئے ہوئے ہے۔ بدن کے ساتھ روح کا تعلق اسی جزو کی وجہ سے واقع ہوا ہے۔۔۔۔۔ اس لطیف بخار کا اصلی مرکز دل دماغ اور جگر ہے۔ اور یہ خون کے جوش سے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اس میں طب کی تدبیر جاری ہے۔۔۔۔۔ جب دل سے یہ تعلق منقطع ہو جاتا ہے تو اسے موت کہتے ہیں اور موت سے اس کا تعلق ایسے ہے جیسے ایک درخت کو جب جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں تو اس کا زمین سے غذا حاصل کرنے اور حاصل شدہ میں تبدیلی لانے کا نظام تباہ ہو جاتا ہے لیکن درخت کی لکڑی کے وجود کے خاتمہ کے لئے ایک مدت درکار ہوتی ہے۔ اس طرح سے انسان کی موت کے بعد نفس ناطقہ کا اس لطیف بخار کے ساتھ تعلق قائم رہتا ہے اور لطیف بخار مادی جسم کی صورت پر قائم رہتا ہے آہستہ آہستہ اس کے بعض اجزاء بکھرتے ہیں۔ (الطاف القدس از امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

[۲] بدن میں بدن ہی کی شکل پر سرایت رکھنے والا ایک بخاراتی جسم ہے جو غذاء کی صفاوت سے پیدا ہوتا ہے جیسے پانی برتن کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ جسم ان بخارات کی طرح کا نہیں ہے جو فضاء میں بکھرے ہوئے ہیں بلکہ اس کی ایک ٹھوس صورت ہے جس نے اس کے

Marfat.com

انتشار اور افتراق کو اکٹھا کر کے قابو کیا ہوا ہے۔ اس صورت کا نام نفس ناطقہ ہے جس کا بنیادی اور ذاتی اعتماد اسی بخاراتی جسم پر ہے اور یہی نفس کے قُویٰ کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مادی جسم سے نفس کے علیحدہ ہو جانے کے باوجود نفس کے قُویٰ یعنی سننے، دیکھنے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت باقی رہتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے عبقات شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ **الاشارة الاجمالية الى مراتب كمال النفس، عبقه ۳**)

(۳) روح ہوائی: روح ہوائی اور روح حیوانی نسمہ ہی کے مختلف نام ہیں۔ نسمہ کی وضاحت حاشیہ نمبر ۲ میں گذر چکی ہے۔ اس سے اوپر روح حقیقی ہے جسے روح ربانی، روح الٰہی، روح القدس، روح الفوقانی، روح اعلیٰ، نفس ناطقہ اور نفس کہا جاتا ہے۔

(۴) جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی شکلوں میں ہوتی ہیں۔ مشکوٰۃ حدیث: ۳۸۰۴۔ یہ سبز پرندے نورانی لباس ہے۔ اسی طرح خبیث لوگوں کی روحیں عالم مثال کی مدد سے ظلمانی لباس پہنتی ہیں۔ عجائب پیدا ہوتے ہیں جیسے بعض ارواح لوگوں کے سامنے مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ (امام عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ)

(۵) یعنی عناصر سے پیدا ہونے والی ایسی چیزیں جن کا کوئی مزاج نہیں ہے۔

(۶) نفس ناطقہ: روح کا دوسرا جزو نفس ناطقہ ہے اسے بھی سمجھنا چاہئے۔ جب ہم گٹھلی کو زمین میں لگاتے ہیں اور پانی، مٹی اور ہوا کے لطیف اجزاء اسے گھیر لیتے ہیں تو وہ گٹھلی اس قوت کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں ودیعت رکھی ہے، لطیف اجزاء کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور انہیں دوسری صورت میں بدل کر اسے اپنے جسم کی افزائش کے لئے ایک خاص انداز و معین نظام کے ساتھ استعمال کرتی ہے تو اس کے پتی اور شاخ پیدا ہوتی ہیں اور آہستہ آہستہ پھول، پھل، پتے اور ٹہنیاں بنتی ہیں۔ آخر میں کمزور ہوتے ہوتے ختم ہو جاتا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہر گٹھلی کا یہ عمل الگ نوع کا ہے اور ہر درخت کا نظام دوسرے سے مختلف ہے تو عقل اس نفس کی تلاش کے لئے مجبور ہوتی ہے جس میں یہ سب صلاحتیں مضمر ہیں۔ اسی طرح مرکبات ارضیہ جب اپنی حد کو پہنچتے ہیں کہ مادۂ تولید اور خون جب رحم مادر میں جمع ہوتے ہیں اور والدہ کا نفس اس میں تدبیر کرتا ہے یا یہ کہ دل، دماغ اور جگر ظاہر ہوتے ہیں اور اس میں روح ہوائی پھونکی جاتی ہے تو دونوں صورتوں میں جب ظہور ہوتا ہے اور یہ اجزاء اور صورت اختیار کرتے ہیں تو پہلی تدبیر کے بعد ہر

Marfat.com

دفعہ نئی صورت بنتی ہے اور اس کے احکام الگ ہوتے ہیں۔ جس نفس سے الگ الگ صورتیں پیدا ہوتی ہیں اسے نفسِ حیوانی کہتے ہیں۔ اسی طرح ایک نفس ہے جو انسانی نظام کا تقاضا کرتا ہے اور اس سے انسانی خواص رائے کلی اور لطائف خمسہ اپنی پوری تفصیل کے ساتھ پھوٹتے ہیں، اسے نفس ناطقہ کہتے ہیں۔ اور یہ نفس ناطقہ اور اس کے علاوہ جو بھی نفس ہے وہ نفسِ کلیہ کے دریاء کا ایک بلبلہ اور اس کی موجوں سے ایک موج ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے الطاف القدس از امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

(۷) یادداشت سے مراد واجب الوجود کی حقیقت کی طرف کی جانے والی وہ توجہ ہے جو عبارت وتخیلات سے ماوراء ہوتی ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ توجہ قائم نہیں ہوتی مگر فناء تام اور بقاء محیط کے بعد۔ (القول الجمیل از امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ص:۶۱)

(۸) حس مشترک وہ باطنی حاسہ ہے جو دماغ کے پہلے خانہ میں اس طرح جوڑا گیا ہوتا ہے کہ یہ حواسِ ظاہرہ میں منعکس ہونے والی صورتوں کو ضبط کرتا ہے۔ حواس خمسہ ظاہرہ اس کے لئے جاسوس کا کام کرتے ہیں۔ نفس اسی حاسہ سے صورتیں وصول کرتا ہے اور پھر ان کو پہچانتا ہے۔ اسے حس مشترک اس لئے کہتے ہیں کہ حواس خمسہ اس کی خدمت کرنے میں مشترک ہیں۔ (دستور العلماء: ۲:۴۰)

(۹) **مشکوٰۃ المصابیح: ۶۱۵۳، باب مناقب اهل البیت۔ ورواه الترمذی۔**

(۱۰) حجۃ اللہ البالغہ میں مبحث اول کے نویں باب میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انسانوں کے اس جبلی اختلاف کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے جس کی وجہ سے ان کے اخلاق، اعمال اور کمال کے مراتب میں فرق ہوتا ہے۔ اسی باب میں ایک قسم ایسے لوگوں کی بھی بیان ہوئی ہے جنہیں اہل اصطلاح کہا گیا ہے۔ یہ وہی ہیں جن کی ملکیت و بہیمیت ملی جلی ہوتی ہے۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد

کتاب کے متن کی سند

جس مخطوطہ سے یہ کتاب طبع کی گئی ہے اس کے شروع میں صاحبِ مخطوطہ نے اس کی سند بھی تحریر کی ہے۔ کہ میں نے یہ کتاب کس شیخ سے پڑھی اور ان سے اوپر کا سلسلہ کیا ہے۔

اس سند سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ بغداد کے معروف محدث حسن بن عبداللہ بن البنا کے شاگردوں کے شاگرد کا لکھا ہوا ہے۔ جن کی پیدائش ۳۹۶ھ میں ہوئی اور وفات ۴۷۱ھ میں۔ حسن بن عبداللہ سے دو طبقہ اوپر تک سند موجود ہے۔ آخری شیخ ابوعلی حسین بن صفوان برذعی ہیں جن کے حلقۂ درس وتدریس میں یہ کتاب اس سند کے مطابق میونخ میں موجود مخطوط نسخہ کے مطابق ۳۲۹ھ میں پڑھی گئی اور حلب میں موجود نسخۂ احمدیہ کے مطابق ۳۳۹ھ میں۔

حَدَّثَنَا الشَّیۡخُ الۡاِمَامُ الۡاَمِیۡنُ تَقِیُّ الدِّیۡنِ اَحۡمَدُ بۡنُ حَمۡزَۃَ بۡنِ عَلِیِّ بۡنِ الۡحَسَنِ السُّلَمِیِّ الدِّمَشۡقِیِّ قِرَاءَۃً عَلَیۡهِ فِیۡ جَامِعِ دِمَشۡقَ حَرَسَهَا اللّٰہُ تَعَالٰی بِتَارِیۡخ.....

قَالَ اَخۡبَرَنَا الشَّیۡخَانِ اَبُوۡ عَبۡدِ اللّٰہِ یَحۡیٰی وَ اَبُوۡ غَالِبِ اَحۡمَدُ

Marfat.com

ابْنَا اَبِيْ عَلِيٍّ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْبَنَّا فِيْ كِتَابَيْهِمَا۔
وَ اَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ اَبُو الْعَبَّاسِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْمَكِّيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَا: اَخْبَرَنَا وَالِدُنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ اَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْبَنَّا قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَشْرَانَ قَالَ: اَخْبَرَنَا اَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ صَفْوَانَ الْبَرْذَعِيّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ مِنْ سَنَةِ تِسْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ وَ ثَلٰثِمِائَةٍ قَالَ:

شیخ امام امین تقی الدین احمد بن حمزۃ بن علی بن حسن سلمی دمشقی نے بتاریخ ......جامع مسجد دمشق اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت میں رکھیں میں قراءۃً علیہ کے انداز میں ہمیں بیان کیا......

انہوں نے فرمایا کہ: ابوعلی حسن بن عبد اللہ بن البنا کے دو صاحبزادوں ابوعبداللہ یحیٰی اور غالب احمد نے اپنی اپنی کتاب میں خبر دی۔ اور ہمیں شیخ امام ابوالعباس احمد بن محمد بن عبدالعزیز مکی رضی اللہ عنہ نے بھی خبر دی۔

یحیٰی اور احمد نے کہا: ہمیں اپنے والد، شیخ، امام ابوعلی حسن بن احمد بن عبد اللہ بن البنا نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: ہمیں ابوالحسین علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے خبر دی۔ اس نے کہا: ہمیں ابوعلی حسین بن صفوان برذعی نے ذی قعدۃ ۳۲۹ھ میں قراءۃً علیہ کے انداز میں خبر دی

Marfat.com

برزخی حالات پر مشتمل وہ واقعات جو قرآنی آیات وتصریحات کی تفسیر وتوضیح سے متعلق ہیں!

۱۔آلِ فرعون کی روحیں:

اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ۝۴۶ [سورۃ المومن:۴۶]

"آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کر دو۔"

۲۔موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا مر کر زندہ ہونا:

وَاخۡتَارَ مُوۡسٰی قَوۡمَهٗ سَبۡعِيۡنَ رَجُلًا لِّمِيۡقَاتِنَا ۚ

[سورۃ الاعراف:۱۵۵]

"اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر مرد ہمارے وقت معین کے لیے چن لیے"

۳۔مر کر زندہ ہونے والی ایک پوری قوم:

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِيۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ۪ [البقرۃ:۲۴۳]

"تو نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے اور وہ تعداد میں ہزاروں تھے۔"

Marfat.com

۴۔سو سال کی موت کے بعد اپنے زندہ ہونے کا مشاہدہ:

اَوْ كَالَّذِىْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ

[سورۃ البقرۃ:۲۵۹]

''یا اس شخص کی طرح سے جو گزرا ایک بستی پر اور وہ اس حال میں تھی کہ چھتوں پر اس کی دیواریں گری پڑی تھی، یہ شخص کہنے لگا کہ اللہ کیونکر زندہ فرمائے گا اس بستی کو اس کی موت کے بعد، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو سو سال تک مردہ رکھا پھر اسے اٹھا دیا۔''

۵۔اولاد بوڑھی مگر باپ نوجوان:

وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ [سورۃ البقرۃ:۲۵۹]

''اور تا کہ ہم تجھے نشانی بنا دیں لوگوں کے لیے۔''

۶۔بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا (گائے والا واقعہ)

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ [سورۃ البقرۃ:۶۷]

''بے شک اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ تم ایک بیل ذبح کرو۔''

۷۔چار پرندوں کا مرنے اور کٹنے کے بعد زندہ ہونا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ [سورۃ البقرہ:۲۶۰]

''اور جب کہا ابراہیم نے کہ اے میرے رب آپ مجھے دکھا دیجیے کہ مردوں کو کس طرح زندہ فرماتے ہیں۔''

Marfat.com

۱۔آلِ فرعون کی روحیں:

اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عسقلان کے علاقہ میں سمندر کے کنارے ایک آدمی نے ان سے پوچھا اے ابوعمرو! ہم دیکھتے ہیں کہ سیاہ رنگ کے پرندے سمندر سے نکلتے ہیں، جو شام کے وقت سفید ہو جاتے ہیں؟

تو اوزاعی نے کہا: تم نے ان میں غور کیا ہے یہ معاملہ ایسا ہی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔فرمایا:

> یہ وہ پرندے ہیں جن کے اندر آلِ فرعون کی روحیں ہیں، انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے جو انہیں جھلسا کر ان کے پر سیاہ کر دیتی ہے۔ پھر ان کے یہ پَر گر جاتے ہیں اور یہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں تو پھر جہنم کی آگ انہیں جھلسا کر سیاہ کر دیتی ہے۔ قیامِ قیامت تک ان کے ساتھ ایسا ہوتا رہے گا، جب قیامت قائم ہوگی تو ان سے کہا جائے گا اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴿۴۶﴾ [سورۃ المومن:۴۶] ''اے فرعون والو سخت ترین عذاب میں داخل ہو جاؤ۔''

نوٹ: یہ واقعہ طبری نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے مگر اس کی سند میں ضعف ہے۔ یہاں علامہ ابن ابی الدنیا اور اوزاعی کے درمیان حماد کا واسطہ ہے اور حماد کو محدثین روایت کے لحاظ سے کمزور بتاتے ہیں۔ دیکھئے لسان المیزان ۲/۳۵۳۔

۲۔موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کا مر کر زندہ ہونا:

عمر بن سلیم مدنی کہتے ہیں میں نے محمد بن کعب قرظی کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا [سورۃ الاعراف:۵۶] ''اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی منتخب کئے'' کی تفسیر میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ستر نیک آدمی چنے اور انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ انہوں نے پوچھا آپ ہمیں کہاں لئے جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اپنے پروردگار کے پاس لئے جا رہا ہوں، اس نے مجھ پر تورات اتارنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان منتخب آدمیوں نے کہا ہم توراۃ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک رب کو دیکھ نہ لیں گے۔ تو ان کے دیکھتے دیکھتے انہیں ایک کڑک نے آگھیرا،

Marfat.com

"نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی کھڑے رہے باقی سب پر موت طاری ہوگئی، کوئی ایک بھی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ زندہ نہ بچا۔"

موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا "اے پروردگار اگر آپ چاہتے تو انہیں بھی اور مجھے بھی پہلے ہی ہلاک کر دیتے، کیا آپ ہمارے کم عقلوں کے کرتوتوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک کریں گے" میں جب ساتھ آنے والوں کے بغیر بنی اسرائیل میں واپس جاؤں گا تو انہیں کیا بتاؤں گا؟

پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ "پھر ہم نے تمہیں تمہاری موت کے بعد زندہ کر اُٹھایا"

یعنی موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کے بعد ان مرے ہوؤں کو زندہ کیا گیا اور زندہ ہونے کے بعد ان منتخب لوگوں نے کہا: هُدْنَا اِلَيْكَ "ہم نے آپ کی طرف ہدایت پائی" اور یہود اسی واقعہ سے وابستہ ہوگئے اور اسی لفظ کی وجہ سے یہودی کہلائے۔

نوٹ: علم تفسیر کے امام سُدّی کا قول بھی اسی طرح ہے اور محمد بن اسحاق کے ایک قول کے مطابق بھی مذکورہ آیات کی تفسیر کی تفصیل یہی ہے۔

۳۔ مر کر زندہ ہونے والی ایک پوری قوم:

ہلال بن یساف رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ [البقرۃ:۲۴۳] "کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے خوف سے اپنے گھروں سے نکل پڑے" کی تفسیر کے بارے میں فرمایا

"بنی اسرائیل میں کچھ لوگ تھے کہ جب ان میں ایک بیماری آئی تو ان کے مالدار وڈیرے وہاں سے کوچ کر گئے اور غریب و نچلے طبقوں کے لوگ وہیں ٹھہرے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ ان ٹھہرنے والوں میں سے بہت سے لوگ مر گئے اور جو نکل گئے تھے ان میں سے کوئی نہ مرا۔ پھر جب

Marfat.com

ایک سال اس طرح کی وبا آئی تو یہاں کے لوگوں نے کہا اگر ہم بھی یہاں اسی طرح ٹھہرے رہے جس وہ پرانے لوگ ٹھہرے رہے تھے تو ہم بھی انہیں کی طرح ہلاک ہو جائیں گے اور اگر ہم نے اُن کوچ کر جانے والوں کی طرح کوچ کیا تو ان کی طرح بچ جائیں گے، لہٰذا اس بار انہوں نے کوچ کر جانے پر اتفاق کیا اور روانہ ہو گئے، حتی کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا وہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت بھیج دی، اور پڑے پڑے سفید چمکدار ہڈیوں میں بدل گئے۔ وہاں کے لوگوں نے ان سب ہڈیوں کو اکٹھا کر کے ایک جگہ ڈھیر کر دیا۔ اس قوم کے نبی وہاں سے گذرے۔

ہلال کے شاگرد حصین بن عبدالرحمن کہتے ہیں یہ نبی حضرت حزقیل علیہ السلام تھے۔

ان نبی علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے پروردگار کاش آپ انہیں زندہ کرتے اور یہ آپ کی عبادت کرتے، آپ کے شہروں کو آباد کرتے اور آپ کے بندوں کو جنم دیتے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں انہیں زندہ کر دوں؟ عرض کیا: جی ہاں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ یہ کلمات کہو! انہوں نے وہ کلمات کہے تو دیکھا کہ ہڈیوں پر گوشت اور پٹھے چڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ پھر انہوں نے دوبارہ وہ کلمات کہے تو وہ انسانوں کی شکلیں اختیار کر کے اَللّٰهُ اَكْبَر، سُبْحَانَ اللهِ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا ورد کرنے لگے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا زندہ رہے''

نوٹ: اس کی سند عمدہ ہے۔ یہی تفصیل ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بھی جید سندوں کے ساتھ نقل کی ہے۔ تفسیر درمنثور میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

۴۔ سو سال کی موت کی بعد اپنے زندہ ہونے کا مشاہدہ:

حزم بن ابی حزم کہتے ہیں میں نے آیت اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ [سورۃ البقرۃ: ۲۵۹] ''کیا اس کی طرح جو ایک آبادی پر گذرا جو اپنی چھتوں پر گری ہوئی تھی تو کہا اللہ تعالیٰ اس کی ویرانی کے بعد اسے کیسے زندہ کرے گا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال موت دے دی'' کی تفسیر میں فرمایا:

Marfat.com

"مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے چاشت کے وقت موت دی تھی اور زندہ اس وقت کیا تھا جب سورج ڈھل چکا تھا، غروب سے پہلے، اللہ تعالیٰ نے پوچھا کتنی دیر رہے ہو اس نے کہا ایک دن یا اس کا کچھ حصہ، فرمایا: بلکہ تم سو سال اس طرح رہے ہو، پس اپنے کھانے، پینے کو دیکھو کہ وہ خراب نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو دیکھو، اور تا کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشانی بنا دیں۔ حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا گدھا زندہ تھا اور ان کے کھانے پینے سے پرندوں اور درندوں کو دور رکھا گیا تھا۔

وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ط اور ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ ہم انہیں کس طرح زندہ کرتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں۔ اس کی تفسیر میں فرمایا:

"مجھے بتایا گیا ہے کہ سب سے پہلے ان کی آنکھیں زندہ کی گئیں، جن سے وہ اپنی ہڈیوں کو اپنی اپنی جگہ لگتے ہوئے دیکھتے رہے۔ پس جب یہ مشاہدہ ہو گیا تو انہوں نے کہا: اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔"

نوٹ: یہ روایت سند کے لحاظ سے حسن ہے۔ اسے سعید بن منصور، عبد بن حمید اور امام بیہقی نے بھی کتاب البعث میں نقل کیا ہے۔ تفسیر درمنثور اور تفسیر طبری میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

۵۔ اولاد بوڑھی مگر باپ نوجوان:

وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ [سورۃ البقرۃ:۲۵۹] "اور تا کہ ہم آپ کو لوگوں کے لئے نشانی بنائیں" کی تفسیر میں سفیان اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ

"حضرت عُزیر علیہ السلام سو سال کی موت کے بعد زندہ ہوئے تو نوجوان تھے جبکہ اس وقت ان کی اولاد بوڑھی ہو چکی تھی۔"

نوٹ: اس کی سند حسن ہے۔ اسے طبری نے بھی حسن سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن عساکر نے کئی بزرگوں کے حوالے سے یہی بات نقل کی ہے۔ تفصیل البدایۃ والنہایۃ ۲/۴۴، ۴۵ اور درمنثور ۱/۳۳۲ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

۶۔ بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہونا (گائے والا واقعہ):

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے دو شہر تھے جن میں سے ایک قلعہ میں تھا جس کے دروازے تھے اور دوسرا ویران وغیر محفوظ۔ قلعہ بند شہر والے شام کے وقت قلعہ کے دروازے بند کر لیتے، جب صبح ہوتی تو شہر کی دیوار پر کھڑے ہو کر دیکھتے کہ اردگرد کوئی واقعہ تو رونما نہیں ہوا۔ ایک دن صبح کو اٹھے تو ایک بوڑھا شخص قتل کیا ہوا ان کی فصیل کے ساتھ پڑا ہوا تھا۔ غیر محفوظ شہر والے آئے اور ان سے کہا تم نے ہمارا آدمی قتل کر دیا ہے۔ مقتول کا ایک نوجوان بھتیجا اس کے پاس بیٹھ کر روتا بھی جارہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ تم نے میرے چچا کو قتل کر دیا ہے۔

اس شہر والوں نے کہا: اللہ کی قسم رات کو جب سے ہم نے اپنے شہر کے دروازے بند کیے ہیں انہیں نہیں کھولا اور نہ ہی کسی طرح سے ہم نے تمہارے آدمی کا قتل کیا ہے۔ چنانچہ مقتول والے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی اتاری:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ﴿٦٧﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ ۖ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ﴿٦٨﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا ۚ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ ﴿٦٩﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا ۚ قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۚ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ﴿٧١﴾

[سورۃ البقرۃ: ۶۷ تا ۷۱]

"بے شک اللہ تم کو حکم فرماتا ہے کہ تم ایک بیل ذبح کرو، وہ کہنے لگے کیا تو ہمارا مذاق بناتا ہے؟ موسیٰ نے کہا کہ میں اس بات سے اللہ کی پناہ لیتا ہوں کہ جاہلوں میں سے ہو جاؤں وہ کہنے لگے کہ تو اپنے رب سے دعا کر ہمارے

Marfat.com

لیے بیان کردے کہ وہ بیل کیسا ہو، موسیٰ نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ایسا بیل ہو جو بوڑھا نہ ہو اور بالکل جوان بھی نہ ہو ان دونوں کے درمیان ہو، سو تم اس پر عمل کرلو جس کا تم کو حکم دیا جارہا ہے وہ کہنے لگے کہ تو اپنے رب سے دعاء کر ہمارے لیے بیان فرمادے کہ اس بیل کا رنگ کیسا ہو، موسیٰ نے کہا کہ بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ تیز رنگ کا پیلا بیل ہو جو دیکھنے والوں کو خوش کرتا ہو وہ کہنے لگے کہ تو اپنے رب سے ہمارے لیے دعاء کر کہ ہمارے لیے بیان فرمادے کہ اس بیل کی پوری کیا حقیقت ہے؟ بے شک بیلوں کے بارے میں ہم کو اشتباہ ہو رہا ہے اور اللہ نے چاہا تو ہم ضرور راہ پالیں گے موسیٰ نے کہا بے شک وہ فرماتا ہے کہ وہ ایسا بیل ہو جو صحیح سالم ہو نکما نہ ہو گیا ہو۔ وہ نہ زمین کو پھاڑتا ہو اور نہ کھیتی کو سیراب کرتا ہو اس میں ذرا کوئی دھبہ نہ ہو، وہ کہنے لگے کہ اب تم نے ٹھیک طرح بیان کیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے وہ بیل ذبح کردیا اور حال یہ ہے کہ وہ ایسا کرنیوالے نہ تھے۔"

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جو دکانداری کیا کرتا تھا۔ اس کا باپ بہت بوڑھا تھا۔ اس نوجوان کے پاس دوسرے شہر سے ایک آدمی کوئی سامان لینے آیا۔ اس نے نوجوان کو اس سامان کی قیمت پکڑائی اور وہ اسے ساتھ لے کر چل پڑا تاکہ دوکان کھول کر اسے سامان دے۔ دوکان کی چابی اس کے والد کے پاس تھی۔ وہاں پہنچے تو نوجوان کا والد دوکان کے باہر سائے میں سویا ہوا تھا۔ گاہک نے کہا: اسے جگادو! نوجوان نے کہا: اللہ کی قسم میرا باپ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو سویا ہوا ہے میں اسے جگا کر پریشان کرنے کو پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ دونوں واپس لوٹ آئے۔ اب گاہک نے نوجوان کو دوگنی قیمت دی اور سامان کی خواہش کی تو وہ نوجوان اپنے والد کی طرف لوٹ پڑا۔ آکر دیکھا تو وہ بہت ہی گہری نیند میں ہے۔ گاہک نے کہا: جگادو! اس نے کہا: اللہ کی قسم میں اسے کبھی نہ جگاؤں گا اور نہ اس کی نیند خراب کروں گا۔ جب واپس لوٹ گئے اور گاہک چلا گیا تب وہ بوڑھا جاگا تو بیٹے نے اسے بتایا کہ ابا جان یہاں ایک آدمی یہ یہ سامان لینے آیا تھا، آپ سوئے ہوئے تھے میں نے آپ کو نیند سے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ بوڑھے نے بیٹے کو ملامت کی۔

Marfat.com

لیکن اللہ تعالیٰ نے اس نوجوان کے والد کے ساتھ حسنِ سلوک کا یہ انعام دیا کہ اس کی گائے نے وہ بچھڑی دی جسے بنی اسرائیل اپنے مقتول کے قاتل کی دریافت کے لئے ڈھونڈ رہے تھے۔ بنی اسرائیل والے اس کے پاس آئے اور کہا: یہ گائے ہمیں بیچ دے! اس نے کہا: یہ میں تمہیں نہیں بیچوں گا۔ انہوں نے کہا: نہیں بیچو گے تو ہم اسے زبردستی لے جائیں گے! اس نے کہا: اگر تم نے غصب کی تو تمہیں معلوم ہے کہ کیا ہوگا!

بنی اسرائیل والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: اس نوجوان کو بدلے کے سامان سے راضی کر کے اس سے گائے لے آؤ! انہوں نے کہا: آپ کا کیا حکم ہے کہ کتنا سامان دیں؟ انہوں نے فرمایا: میرا فیصلہ یہ ہے کہ گائے کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھو اور دوسرے میں خالص سونے کو، جب سونے کا پلڑا جھکے گا تو وہ راضی ہو جائے گا۔

بنی اسرائیل نے ایسا ہی کیا اور گائے لے آئے۔ گائے کو مقتول بوڑھے کی قبر کے پاس لے گئے جو دونوں شہروں کے درمیان بنائی گئی تھی۔ دونوں شہروں کے لوگ وہاں جمع ہوئے۔ مقتول کا بھتیجا قبر کے پاس بیٹھ کر رو رہا تھا۔

''انہوں نے گائے ذبح کی اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا قبر کے ساتھ لگایا تو بوڑھا سر جھاڑتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: مجھے میرے اسی بھتیجے نے قتل کیا ہے، میری زندگی اس کے لئے دراز ہو رہی تھی، یہ میرا مال لینا چاہتا تھا اس کے بعد بوڑھا مر گیا۔''

نوٹ: اس واقعہ کی سند جید ہے اس کے راوی صحیح مسلم کے راوی ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر در منثور میں علامہ ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے یہی تفصیل ذکر کی ہے۔

۷۔ چار پرندوں کا مرنے اور کٹنے کے بعد زندہ ہونا:

عمرو بن مالک بکری وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ط قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ ط [سورۃ البقرۃ: ۲۶۰] ''اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے پروردگار مجھے دکھایئے کہ آپ مُردوں کو کیسے زندہ کریں گے، فرمایا: کیا تم ایمان نہیں لائے، عرض کیا کیوں نہیں لیکن اس لئے کہ میرا دل مطمئن ہو جائے'' کی تفسیر میں ابوالجوزاء سے نقل کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

"حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ: چار پرندے لے کر انہیں اپنے آپ سے مانوس کیجئے، پھر انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر ان کے پر اکھیڑنے اور کاٹنے کا حکم کیا گیا۔ انہوں نے ان کے خون، بال اور گوشت سب آپس میں خلط ملط کر دیئے۔ پھر انہیں حکم ہوا کہ اب ان کے اجزاء چار مختلف پہاڑوں پر بکھیر دیں۔ پھر انہیں اپنی طرف بلایئے وہ آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی طرح عمل کیا، پھر انہیں بلایا تو ہر ایک کے خون، بال اور گوشت کے حصے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے لگے حتی کہ سب مکمل ہو کر ان کی طرف آ گئے۔

تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شی پر قادر ہیں۔"

نوٹ: اس واقعہ کی سند میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ابو حفص الصفار کا تعارف نہیں ملا باقی سند حسن ہے۔ تفسیر درمنثور میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تفصیل کئی اور بزرگوں کے حوالہ سے بھی نقل کی ہے۔

Marfat.com

اَسناد

یہ وہ سندیں ہیں جن کے ذریعے علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایات نقل کی ہیں۔ چونکہ یہ ہر ایک قاری کی دلچسپی کی چیز نہیں ہے اس لئے ہم نے ان سندات کو الگ ذکر کیا ہے تاکہ اہلِ علم ملاحظہ فرما سکیں۔

١۔ حدثنا عبد الله نا حماد بن محمد الفزاری قال: بلغني عن الاوزاعي:

٢۔ حدثنا عبد الله ذكر محمد بن يونس القرشي نا ابوبكر الحنفي نا عمر بن سليم المدني قال:

٣۔ حدثنا عبد الله نا اسحاق بن اسماعيل نا جرير عن حصين بن عبد الرحمن عن هلال بن يساف۔

٤۔ حدثنا عبد الله نا خلف بن هشام و غيره نا حزم بن ابی حزم قال: سمعت الحسن۔

٥۔ حدثنا عبد الله نا اسحاق بن اسماعيل نا قبيصة عن سفيان عن الاعمش۔

٦۔ حدثنا عبد الله نا ابو خيثمة نا يحيى بن سعيد عن ابن كلثوم ذكر ابی عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال:

٧۔ حدثنا عبد الله نا ابو حفص الصفار نا جعفر بن سليمان عن عمرو بن مالك البكری عن ابی الجوزاء:

Marfat.com

واقعہ کے اوّل راوی کا تفصیلی تعارف

۱۔ اوزاعی: یہ عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد، ابوعمرو ہیں۔ آپ اہل شام میں فقہ وزہد کے امام تھے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے **ثِقَةٌ جَلِيْلٌ مِنَ السَّابِعَةِ** "آپ روایت میں بہت بڑے رتبہ کے معتمد ہیں اور راویوں کے ساتویں طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں" بعلبک میں ۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو قضاء کا عہدہ پیش کیا گیا مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اہلِ شام میں آپ کا رتبہ وہاں کے حاکم سے کہیں بڑھ کر تھا۔ ۱۵۷ھ میں بیروت میں انتقال ہوا۔

۲۔ محمد بن کعب قرظی: یہ مدنی ہیں۔ طویل عرصہ کوفہ میں رہے۔ ثقہ عالم ہیں۔ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ ۴۰ھ میں پیدائش ہے اور ۱۲۰ھ میں وفات۔

ابوبکر حنفی: تقریب میں ابوبکر حنفی الاصغر کی تعیین عبدالکبیر بن عبدالمجید سے کی گئی ہے جو بصری اور ثقہ ہیں، نویں طبقہ سے ہیں۔ ۲۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

۳۔ ہلال بن یساف: یہ اشجعی ہیں، کوفی ہیں اور ثقہ ہیں۔ تیسرے طبقہ سے ہیں۔

۴۔ حسن بصری: آپ مشہور آئمہ دین اور کبار تابعین میں سے ہیں۔ بہت بڑے متکلم، محدث، زاہد اور علم وعمل کے ستون تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں پیدا ہوئے ان کی والدہ محترمہ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔ جب کبھی والدہ محترمہ کام میں مصروف ہوتیں اور یہ روتے تو ام المومنین رضی اللہ عنہا انہیں اپنے سینے سے لگا لیتیں۔ علماء کا کہنا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا علم وعمل اور تقوی اسی گود کی برکت ہے۔ پیدائش مدینہ منورہ کی ہے مگر بعد میں بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے اس لئے بصری کہلائے۔ ۱۱۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔

۵۔ اعمش: یہ سلیمان بن مہران اسدی، کاہلی، ابومحمد، کوفی ہیں۔ ثقہ، حافظ، عارف بالقراءۃ، ورع ہیں مگر تدلیس (سند میں تغیر تبدل) کرتے تھے۔ پانچویں طبقہ سے ہیں۔ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۷ یا ۱۴۸ھ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

٦۔ ابن عباس: یہ حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی۔ ہجرت سے تین سال پہلے ولادت ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے فہمِ قرآن کی دعا فرمائی۔ انہیں اپنی وسعت علمی کی وجہ سے بحر یا حَبر (سمندر، بڑی وسعت والا) کہا جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ابن عباس ہمارے ہم عمر ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان کا ہم پلہ نہ ہوتا۔ آپ حدیث کی روایت کے حوالہ سے مکثرین صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور ان چار صحابہ میں سے ایک ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام عبداللہ ہے اور ہر ایک فقیہ ہے جنہیں عبادلۂ اربعہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۶۸ھ میں طائف میں انتقال ہوا۔

۷۔ ابی الجوزاء: یہ اوس بن عبداللہ ربعی، بصری ہیں۔ ثقہ ہیں مگر ارسال (سند کے درمیان سے کسی کا نام چھوڑ دینا) بہت کرتے۔ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ ۸۳ھ میں فوت ہوئے۔

Marfat.com

Marfat.com

برزخی حالات پر مشتمل وہ واقعات
جو احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اقوالِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہیں!

ا۔اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ!

سالم بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے بتایا کہ ایک بار میں اکیلا سفر پر نکلا۔زمانۂ جاہلیت کے ایک قبرستان کے پاس سے گزرا تو اچانک ایک آدمی قبر سے باہر نکل کر آگ دہکا رہا ہے۔اس کی گردن میں آگ کی زنجیر ہے۔میرے پاس پانی کا ایک لوٹا تھا۔جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا: یَا عَبْدَ اللهِ اَسْقِنِيْ ''اے عبداللہ مجھے پانی پلاؤ!'' میں نے کہا یا تو یہ شخص مجھے جانتا ہے یا اس نے ویسے عرب کے محاورہ کے مطابق مجھے عبداللہ کہا ہے۔اتنے میں اس کے پیچھے ایک قبر سے ایک اور آدمی نکلا اور اس نے کہا: اے عبداللہ اسے پانی نہ پلانا یہ کافر ہے۔پھر اس پچھلے آدمی نے اس کی زنجیر کھینچ کر اسے قبر میں داخل کر لیا۔

بَوْلٌ وَمَا بَوْلٌ، شَنٌّ وَمَا شَنٌّ:

عبداللہ کہتے ہیں پھر مجھے ایک رات ایک بڑھیا کے ہاں گذارنی پڑی جس کے گھر کے ایک کونے میں ایک قبر تھی۔

اس قبر سے میں نے یہ آواز سنی بَوْلٌ وَمَا بَوْلٌ، شَنٌّ وَمَا شَنٌّ؟
''پیشاب اور کیا ہے پیشاب، مشکیزہ اور کیا ہے مشکیزہ'' میں نے بڑھیا سے کہا یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ میرے خاوند کی قبر ہے۔یہ جب

Marfat.com

پیشاب کرتا تھا تو اس سے بچنے کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا۔ میں اسے کہتی تو ہلاک ہو جائے اونٹ بھی جب پیشاب کرتا ہے تو اپنی ٹانگیں اچھی طرح کھول لیتا ہے! لیکن وہ اس بات پر بھی کوئی دھیان نہ دیتا۔ پس جس دن سے یہ مرا ہے تب سے مسلسل اس کی قبر سے یہ آواز آتی ہے کہ **بَوْلٌ وَمَا بَوْلٌ** ''پیشاب اور کیا ہے پیشاب''

میں نے کہا تو یہ شَنٌّ کیا ہے؟ بڑھیا نے بتایا کہ ایک دن ایک پیاسا آدمی آیا اور اس نے میرے خاوند سے کہا مجھے پانی پلا! اس نے کہا: **دُوْنَكَ الشَّنَّ فَإِذَا لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ** ''میرے مشکیزے سے دور رہنا اس میں کچھ نہیں ہے'' وہ آدمی پیاس کی وجہ سے گر کر مر گیا۔ اس لئے جس دن سے میرا خاوند مرا ہے اس کی قبر سے یہی آواز آتی ہے **شَنٌّ وَمَا شَنٌّ** ''مشکیزہ اور کیا ہے مشکیزہ''

سالم کہتے ہیں جب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ سارا واقعہ خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا۔

نوٹ: اس روایت کی سند میں ضعف ہے۔ اس کا ایک راوی کلثوم بن جوشن قشیری ضعیف ہے۔ اس روایت کے آخر میں تنہا سفر کرنے کی جو ممانعت ہے یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اور حدیث سے ثابت ہے جو صحیح بخاری کتاب الجہاد حدیث: ۲۹۹۸ میں موجود ہے۔

Marfat.com

۲۔موت کی حرارت:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَدِّثُوا عَنْ بَنِی اِسْرَائِیْلَ فَاِنَّهٗ كَانَتْ فِیْهِمُ الْاَعَاجِیْبُ۔
ثُمَّ اَنْشَأَ یُحَدِّثُ۔قَالَ:
خَرَجَتْ رُفْقَةٌ مَرَّةً یَسِیْرُوْنَ فِی الْاَرْضِ، فَمَرُّوْا بِمَقْبَرَةٍ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَوْ صَلَّیْنَا رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ دَعَوْنَا اللّٰهَ لَعَلَّهٗ یُخْرِجُ لَنَا بَعْضَ اَهْلِ هٰذِهِ الْمَقْبَرَةِ فَیُخْبِرُنَا عَنِ الْمَوْتِ!
قَالَ:
فَصَلُّوْا رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ دَعَوْا، فَاِذَا هُمْ بِرَجُلٍ خِلَاسِیٍّ قَدْ خَرَجَ مِنْ قَبْرٍ یَنْفُضُ رَاْسَهٗ، بَیْنَ عَیْنَیْهِ اَثَرُ السُّجُوْدِ، فَقَالَ یَا هٰؤُلَاءِ! مَا اَرَدْتُمْ اِلَیَّ هٰذَا لَقَدْ مِتُّ مُنْذُ مِائَةِ سَنَةٍ فَمَا سَكَنَتْ عَنِّیْ حَرَارَةُ الْمَوْتِ اِلٰی سَاعَتِیْ هٰذِهٖ فَادْعُوا اللّٰهَ اَنْ یُعِیْدَنِیْ كَمَا كُنْتُ

''بنی اسرائیل کے بارے میں بیان کرو کیونکہ ان میں عجیب واقعات ہوئے ہیں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمانے لگے۔

ارشاد فرمایا: ایک جماعت سفر پر نکلی تو ایک قبرستان کے پاس سے اس کا گذر ہوا انہوں نے کہا اگر ہم دو رکعت پڑھ کر اس قبرستان والوں کے لیے دعا کریں، شاید اللہ تعالیٰ اس قبرستان والوں میں سے کسی کو ہمارے لئے زندہ کریں اور وہ موت کے بارے میں بتائے!

چنانچہ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا مانگی، تو ایک قبر سے اپنے سر کو جھاڑتا ہوا ایک گندمی رنگ کا آدمی نمودار ہوا جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشانات تھے۔اس نے کہا: اے لوگو! مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ میں سو سال سے مرا ہوا ہوں مگر ابھی تک موت کی تپش ختم نہیں ہوئی، پس اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ مجھے اسی طرح کر دے جیسے میں پہلے تھا''

Marfat.com

نوٹ: یہ روایت ابو یعلی، بزار عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ اور احمد بن منیع نے بھی نقل کی ہے۔ ہیثمی اور بوصیری نے کہا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں۔

۳۔ ماں کی دعا سے فوت شدہ بچے کا زندہ ہونا:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

میں ایک انصاری نوجوان کی عیادت کے لئے گیا۔ اس کے پاس پہنچا تو اس نے آناً فاناً جان دے دی۔ ہم نے اس کی آنکھیں بند کیں، اس کے اوپر کپڑا ڈالا، اتنے میں ہم میں سے کسی نے اس کی والدہ سے کہا: اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید پر صبر کر! اس کی والدہ نے کہا: کیا یہ مر چکا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں، اس نے کہا تم سچ کہہ رہے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں۔

تو اس بوڑھیا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِكَ، وَ هَاجَرْتُ اِلٰی رَسُوْلِكَ، فَاِذَا نَزَلَ بِیْ شَدِیْدَةٌ دَعَوْتُكَ فَفَرَّجْتَهَا فَاَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ لَا تَحْمِلْ عَلَیَّ هٰذِهِ الْمُصِیْبَةَ الْیَوْمَ

''اے اللہ! میں آپ پر ایمان لائی، آپ کے رسول کی طرف ہجرت کی، جب بھی مجھ پر کوئی مصیبت آئی میں نے آپ کو پکارا اور میری مصیبت دور ہو گئی، پس آپ آج مجھے اس مصیبت سے دو چار ہونے سے بچا لیجئے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دعا کے بعد اس نوجوان نے منہ سے کپڑا ہٹایا اور اٹھ بیٹھا اور ہم وہیں موجود رہے حتی کہ اس نے ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔

نوٹ: اس روایت کی سند حسن لغیرہ ہے۔ اسے علامہ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب مجابی الدعوۃ میں، ابن عدی نے اور بیہقی و ابو نعیم نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں نقل کیا ہے۔ بیہقی نے اسے ایک دوسرے طریق سے نقل کیا ہے جس میں یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہوا۔

Marfat.com

۴۔ زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کی وفات:

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں یزید بن نعمان بن بشیر ہمارے پاس قاسم بن عبدالرحمن کے حلقہ میں اپنے والد نعمان بن بشیر کا یہ خط لے کر آیا:

''نعمان بن بشیر کی جانب سے ام عبداللہ بنت ابی ہاشم کی طرف،

آپ پر سلام ہو، میں آپ کی طرف اللہ تعالیٰ کی حمد بھیجتا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کو زید بن خارجہ کا حال لکھ بھیجوں۔ ان کا واقعہ یہ ہے کہ انہیں اچانک گلے کا درد شروع ہوا اور وہ ظہر اور عصر کی نماز کے درمیانی وقفہ میں فوت ہو گئے۔ حالانکہ وہ مدینہ کے صحت مند ترین آدمی تھے، ہم نے انہیں دو کپڑے اور ایک چادر اڑھادی۔ میں مغرب کے بعد تسبیح میں مشغول تھا کہ نیند کی کیفیت میں میرے پاس کوئی آیا اور اس نے کہا کہ زید نے فوت ہونے کے بعد کلام کیا ہے۔

میں فوراً زید کی طرف گیا دیکھا کہ انصار کے کئی سارے لوگ ان کے اردگرد جمع ہیں اور زید کہہ رہے ہیں یا ان کی زبانی یہ کہلایا جارہا ہے:

''درمیان میں وہ آدمی ہے جو قوم میں سب سے زیادی مضبوط ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا، لوگوں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ طاقتور کمزور کو کھا جائے، اللہ کا بندہ ہے مومنین کا امیر ہے، سچا ہے، سچا ہے، پہلی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہوا تھا۔

> آگے کہا: عثمان مومنین کے امیر ہیں لوگوں کی زیادہ تر کوتاہیاں معاف کرتے ہیں، دو راتیں گذر گئی ہیں چار باقی ہیں، پھر لوگوں میں اختلاف ہوگا، ایک دوسرے کو کھانے لگے گا، شیرازہ منتشر ہو جائے گا، ممنوعات مباح ہو جائیں گی، اہل ایمان بکھر جائیں گے، لوگ کہیں گے اللہ کی تقدیر اسی طرح ہے، اے لوگو! اپنے امیر کی طرف توجہ کرو، اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو، جو اعراض کرے گا اس کے خون کی ہرگز کوئی حفاظت نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے، اللہ اکبر یہ جنت ہے اور یہ دوزخ ہے، انبیاء اور صدیقین کہہ رہے ہیں اے عبداللہ بن رواحہ

Marfat.com

اور سعد جو اُحد کے دن شہید ہوئے تم پر سلامتی ہو، كَلَّا ۭ اِنَّهَا لَظٰى ﴿۱۵﴾
نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾
[سورۃ المعارج: ۱۵ تا ۱۸] ''یہ ہرگز نہیں ہوگا بیشک وہ آگ شعلے مارنے والی ہے سر کی کھال اتار دینے والی ہے وہ اس شخص کو بلاتی ہے جس نے پشت پھیری اور بے رخی اختیار کی اور مال جمع کیا پھر اس کو سنبھال کر رکھا۔''

اس کے بعد اس کی آواز پست ہوتی گئی۔ جو لوگ مجھ سے پہلے اس کا کلام سن رہے تھے میں نے ان سے تفصیل پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ ہم نے سنا کہ یہ کہہ رہے ہیں خاموش ہو جاؤ، خاموش ہو جاؤ، ہم ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، محسوس ہوا کہ آواز کپڑے کے نیچے سے آرہی ہے۔ ہم نے کپڑا اٹھایا تو اس نے کہا:

''یہ اللہ کے رسول حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، سلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔''

پھر کہا:

ابوبکر صدیق صاحبِ امانت، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ، جسامت کے لحاظ سے کمزور، مگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں طاقتور تھے سچے تھے، سچے تھے اور ان کے یہ اوصاف پہلی کتابوں میں موجود تھے۔''

نوٹ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ یہ واقعہ کئی محدثین وتذکرہ نگاروں نے نقل کیا ہے اور اس کی توثیق کی ہے۔

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ انصاری، خزرجی اور بدری صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ ۳/ ۳۸۳ میں لکھتے ہیں کہ زید بن خارجہ وہ ہیں جنہوں نے موت کے بعد کلام کیا تھا۔ امام بیہقی دلائل النبوۃ ۶/ ۱۵۸ میں لکھتے ہیں ان کا موت کے بعد کلام کرنا ایک جماعت نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابن عبدالبر الاستیعاب ۱/ ۱۶۱ میں لکھتے ہیں کہ زید بن خارجہ وہ ہیں جنہوں نے موت کے بعد کلام کیا تھا اور اس میں تذکرہ نگاروں کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ علامہ ابن کثیر البدایۃ ۶/ ۲۹۲ میں فرماتے ہیں زید بن خارجہ کا موت کے بعد کلام کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے لئے صدق کی شہادت دینا مشہور ہے اور بہت ساری صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

۵۔ عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں میں نے حبیب بن سالم کے پاس ایک تحریر پڑھی جو نعمان بن بشیر نے ام خالد کو لکھ بھیجی تھی۔ اس میں بھی زید بن خارجہ والا وہی واقعہ ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

نوٹ: اس روایت کی سند لاباس بہ ہے یعنی گذارے کے قابل ہے۔ اس کا ایک راوی عکرمہ بن ابراہیم کمزور ہے مگر اس واقعہ کا تابع موجود ہے۔ یہی واقعہ طبرانی نے معجم ۵/۱۴۵ میں ایسی سند سے ذکر کیا ہے جس کے راوی حافظ ابن حجر کے مطابق صحیح مسلم کے راوی ہیں۔

۶۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

انصار کا ایک آدمی بیمار ہوا اور فوت ہو گیا۔ جب انہوں نے اسے کفن پہنا دیا تب اس نے بات کی اور کہا:

"ابوبکر اللہ تعالیٰ کے امر میں طاقتور ہیں دیکھنے میں کمزور ہیں، عمر امین ہیں اور عثمان ان کے طریقے پر ہیں، اب عدل ختم ہو گیا ہے، طاقتور نے کمزور کو کھا لیا ہے۔"

نوٹ: یہ روایت سند کے لحاظ سے صحیح ہے۔ اسے عمر بن شبہ نے تاریخ مدینہ میں، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں یحییٰ بن سعید عن سعید بن المسیب کے طریق سے روایت کیا ہے جس کے بارے میں حافظ بیہقی کہتے ہیں "یہ سند صحیح ہے اور اس کے کئی شواہد موجود ہیں"۔ نیز ابن عساکر نے تاریخ دمشق ص: ۲۱۳، ۲۱۴ میں اس سند کے علاوہ دو اور سندوں سے بھی ذکر کیا ہے۔

۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو انصار میں ان کے غسل دینے کے بارے میں اتنی کشمکش ہوئی کہ بات لڑائی کے قریب چلی گئی۔ بالآخر یہ طے ہوا کہ ان کے غسل کے پہلے دو دور تو غسل دینے والے پورے کریں تیسرے دور میں ہر کنبے کا سردار آئے اور ایک بار پانی ڈال لے۔ میں بھی اس ترتیب والوں کے ساتھ گیا۔ جب ہم پانی ڈالنے لگے تو زید بول پڑے اور کہا:

"دو سال گذر گئے اور چار باقی رہ گئے ہیں مالدار نے غریب کو کھا لیا ہے، اس لئے منتشر ہو گئے ہیں کوئی نظام نہیں رہا، حضرت ابوبکر مومنین کے لئے نرم و مہربان تھے' کافروں کے لئے سخت تھے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے

Marfat.com

معاملہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے، حضرت (۔۔۔۔۔) نرم، مہربان مگر کافروں پر سخت تھے، اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت گروں کی ملامت کا کوئی اندیشہ نہیں رکھتے تھے، حضرت عثمان مومنین کے لئے بہت نرم و مہربان تھے اور تم حضرت عثمان کے طریقے پر ہو پس ان کی بات سنو اور مانو۔"

اس کے بعد ان کی آواز پست ہوتی گئی۔ زبان بول رہی تھی جبکہ جسم بے جان تھا۔

نوٹ: اس کی سند ضعیف ہے لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ روایت پچھلے واقعہ کے شاہد کے طور پر ذکر کی گئی ہے جو کہ صحیح اسناد سے ثابت ہے۔ یہ واقعہ اسی طریق سے ابن عساکر نے اور زبیر بن بکار نے دوسرے طریق سے روایت کیا ہے۔

۸۔ نعمان بن بشیر کہتے ہیں خارجہ بن زید انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ آپ کے والد خارجہ بن سعد تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو انہیں کے گھر آکر ٹھہرے تھے، خارجہ نے اپنی بیٹی بنت خارجہ حضرت ابوبکر سے بیاہ دی۔ اس کا سابقہ خاوند کا نام سعد تھا جس نے اُحد میں خارجہ اور اس کے بیٹے سعد بن خارجہ کو شہید کیا تھا۔

زید بن خارجہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں زندگی کا عرصہ گزارا، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا دورِ خلافت بھی دیکھا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بھی چند ایک سال گذارے۔ ایک دن مدینہ کی ایک گلی میں جا رہے تھے کہ گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ انصار کو علم ہوا تو وہ آئے اور انہیں اٹھا کر گھر لے گئے۔ انہیں ایک بڑی چادر اور دو چھوٹی چادروں میں ڈھانپا۔ گھر میں کئی عورتیں غم زدہ بیٹھی رو رہی تھیں اور کئی مرد بھی۔ اس طرح رہے حتیٰ کہ جب مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت تھا تو انہوں نے ایک آواز سنی، کوئی کہہ رہا ہے کہ "خاموش ہو جاؤ" انہوں نے غور کیا تو آواز کپڑے کے نیچے سے آ رہی تھی۔ ان کے چہرے اور سینے سے کپڑا ہٹایا گیا تو کوئی ان کی زبان پر بول کہہ رہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اُمّی ہیں، تمام انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہیں، ان کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا، یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی موجود تھیں۔

پھر کسی کہنے والے نے ان کی زبان پر کہا:

سچے ہیں، سچے ہیں، سچے ہیں

Marfat.com

پھر کسی نے ان کی زبانی کہا:

ابو بکر صدیق اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، امانت دار ہیں، جو جسامت میں کمزور مگر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں مضبوط تھے، یہ نشانیاں پہلی کتابوں میں بھی تھیں۔

پھر ان کی زبان پر کسی کہنے والے نے کہا:

سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا۔

پھر کہا:

درمیان والا، قوم کا مضبوط ترین آدمی جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا تھا، جو لوگوں کو اس بات سے روکتا تھا کہ طاقتور کمزور کو کھائے، اللہ کا بندہ اور مومنین کا امیر عمر رضی اللہ عنہ، یہ باتیں پہلی کتابوں میں موجود تھیں۔

پھر کسی نے ان کی زبان پر کہا:

سچ کہا، سچ کہا، سچ کہا۔

پھر کہا:

عثمان مومنین کے امیر ہیں، ایمان والوں پر بہت ہی مہربان ہیں لوگوں کی غلطیاں معاف کرنے والے ہیں، دو راتیں گذر چکی ہیں، دو سالوں کو دو راتوں سے تعبیر کیا، چار سال باقی رہ گئے ہیں، شیرازہ منتشر ہے، ممنوعات مباح سمجھ لی گئیں، قیامت قریب آ لگی اور لوگ ایک دوسرے کو کھانے لگے، پھر ایمان والے ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے، اور کہنے لگے کہ لوگو یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلہ ہے، پس تم اپنے امیر کی طرف توجہ رکھو، اس کی بات سنو اور مانو کیونکہ وہ تمہاری خیر خواہی کے راستہ پر ہیں، اس کے باوجود جو اعراض کرے تو وہ اپنے خون کو محفوظ نہ سمجھے، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہتا ہے۔ دو مرتبہ یہی بات کہیں۔

Marfat.com

پھر کہا:

یہ جہنم ہے اور یہ جنت ہے، یہ انبیاء ہیں اور یہ شہداء ہیں، السلام علیکم اے عبداللہ بن رواحہ! میں اپنے والد خارجہ اور سعد کو محسوس کر رہا ہوں۔ جو اُحد کے دن شہید کئے گئے تھے۔

پھر کہا:

كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ تَدْعُوا مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ [سورۃ المعارج: ۱۵ تا ۱۸] ''یہ ہرگز نہیں ہوگا بیشک وہ آگ شعلے مارنے والی ہے سر کی کھال اتار دینے والی ہے وہ اس شخص کو بلاتی ہے جس نے پشت پھیری اور بے رخی اختیار کی اور مال جمع کیا پھر اس کو سنبھال کر رکھا۔''

پھر کہا:

یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

نعمان بن بشیر کہتے ہیں: مجھے بتایا گیا کہ زید بن خارجہ موت کے بعد کلام کر رہے ہیں، میں لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے ان کے پاس پہنچا اور سرہانے بیٹھ گیا میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے پایا:

درمیان والا جو قوم میں سب سے زیادہ مضبوط ہے...... آخر تک۔

باقی بات میں نے وہاں پہلے سے موجود لوگوں سے پوچھی تو انہوں نے مجھے بتائی۔

۹۔ قبر میں بچہ کی پیدائش:

زید بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ: ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کے معائنہ ومشاہدہ میں مصروف تھے کہ اتنے میں ایک آدمی ان کے سامنے سے گذرا جس نے اپنا بیٹا کندھے پہ اٹھایا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے کوے کی کوے کے ساتھ ایسی مشابہت نہیں دیکھی جیسی اس باپ بیٹے میں ہے۔

اس آدمی نے کہا: ہاں اے امیر المومنین! اللہ کی قسم اس بچے کو اس کی ماں نے انتقال کر جانے کے بعد جنا ہے۔

Marfat.com

فرمایا: توہلاک ہوجائے یہ کیسے ہوا؟ اس نے کہا:

''میں فلاں لشکر کے ساتھ گیا تو میری بیوی حاملہ تھی، میں نے جاتے ہوئے اسے کہا جو بچہ تیرے پیٹ میں ہے میں اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں! جب میں واپس لوٹا تو مجھے بتایا گیا کہ تمہاری بیوی فوت ہوگئی تھی۔

ایک رات میں اپنے چچازادوں کے ساتھ بقیع میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک قبروں کے درمیان چراغ کے جیسی ایک روشنی نظر آئی۔ میں نے چچا زادوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟

انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے ہاں البتہ یہ روشنی روزانہ رات کو فلانی عورت کی قبر کے پاس ہوتی ہے۔ میں نے کلہاڑا ساتھ لیا اور اس قبر کی طرف چل پڑا۔ وہاں گیا تو دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور یہ بچہ اپنی ماں کی گود میں ہے میں اس کے قریب ہوا تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا:

اے اپنے رب کے پاس امانت رکھنے والے اپنی امانت وصول کر لے، اگر تو بچہ کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر جاتا تو اُسے بھی صحیح سالم پاتا! پس میں نے بچہ اٹھالیا اور قبر بند ہوگئی۔''

ابوجعفر کہتے ہیں میں نے عثمان بن زُفر سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا تو کہاں تحقیق میں نے اسے عاصم سے سنا ہے۔

نوٹ: اس کی سند جید ہے۔ یہ مصنف کی کتاب مجابی الدعوۃ میں بھی مذکور ہے۔ اس کی سند کے ایک راوی عبید بن اسحاق پر کلام ہے مگر اس کا متابع موجود ہے۔

۱۰۔ اے عبداللہ مجھ پر کچھ پانی ڈال دو!

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا میں حج یا عمرہ کے لئے روانہ ہوا۔ جب رویثہ پہنچا اور تھکاوٹ بھی ہوگئی تو پانی کے چشمے پر گیا، سواری کو پانی پلایا اور اپنا برتن بھی بھر لیا۔ وہاں کے لوگوں نے میری آمد سنی تو اکٹھے ہوگئے اور مجھ سے سوالات کرنے لگے۔ ایک آدمی نے کہا انہیں چھوڑ دو یہ تھکے ہوئے ہیں۔ تب انہوں نے مجھے چھوڑا۔

Marfat.com

"آگے میں ایسی قبروں کے پاس سے گذرا جو قبلہ رخ پر بنائی گئی تھیں۔اس قبرستان سے ایک آدمی نکل کر میری طرف آنے لگا جس کی گردن میں آگ سے دہکتی ہوئی زنجیر تھی جسے دوسرے آدمی نے پکڑ رکھا تھا۔جب اسے میری سواری نے دیکھا تو وہ بھاگ پڑی۔وہ آدمی پکار پکار کر کہنے لگا: اے عبداللہ مجھ پر کچھ پانی ڈال دو! دوسرا آدمی کہنے لگا: اے عبداللہ اس پر پانی نہ ڈالنا!"

میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے جانتا تھا یا اس نے عرب کے محاورہ کے مطابق مجھے عبداللہ کہا۔

"میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس نے سر جھکایا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اسے پیٹ رہا تھا"

نوٹ: یہ روایت اپنے شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔اسے مصنف نے اپنی کتاب "القبور" میں بھی نقل کیا ہے۔

۱۱۔مہمان کا حق نہ ماننے والے کی حالت:

حویرث بن رباب کہتے ہیں میں اُثاثہ میں تھا کہ

"وہاں ایک قبر سے ایک آدمی ہمارے سامنے نمودار ہوا جس نے لوہے کا لباس پہن رکھا تھا، اس کے چہرے اور سر سے آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔اس نے کہا: مجھے اس کوزہ سے پانی پلایئے، پانی پلایئے! اور اس کے پیچھے ایک اور آدمی نمودار ہوا، اس نے کہا: اس کافر کو نہ پلانا، نہ پلانا! اس نے زنجیر کے ایک کنارے سے پکڑ کر اسے کھینچا، نیچے گرایا اور گھسیٹ کر قبر میں لے گیا"

حویرث کہتے ہیں یہ دیکھ کر میری اونٹنی دوڑ پڑی اور میں اسے روک نہ سکا حتی کہ عرق الظبیۃ میں آئی تو بیٹھی۔میں نے اتر کر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی۔پھر سوار ہوا تو وہ مدینہ آ کر رکی۔میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا: اے حویرث میں تم پر تہمت نہیں لگاتا، تم نے مجھے بہت سخت خبر سنائی ہے۔پھر انہوں نے اس طرف کے بوڑھوں کو بلایا جنہوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا، ان کے ساتھ حویرث کو بھی بلایا اور کہا: اس نے مجھے ایک

Marfat.com

واقعہ سنایا ہے میں اسے متہم بھی نہیں سمجھتا۔ اے حویرث انہیں بھی وہ بات بتاؤ جو تم نے مجھے سنائی تھی۔ حویرث کہتے ہیں میں نے انہیں واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین یہ بنی غفار کا آدمی ہے جو جاہلیت کے زمانہ میں مرا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر الحمد للہ کہا اور اس پر خوش ہوئے کہ یہ جاہلیت کے دور میں مرا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس آدمی کے کردار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ آدمی مہمان کا کوئی حق نہیں مانتا تھا۔

نوٹ: اس کی سند حسن ہے۔ یہ روایت حافظ ابن حجر نے الاصابہ ۱/ ۳۸۳ میں علامہ ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے نقل کی ہے۔

۱۲۔ یحییٰ علیہ السلام کے خون کا ایک قطرہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ لوگوں کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ وہ جو کچھ لوگوں کو بتاتے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ وہ انہیں بھانجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے تھے۔

اس قوم کے بادشاہ کی ایک بھانجی تھی جو اسے بہت پسند تھی اور وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ اس کی وہ بھانجی روز اس کے پاس اپنی ایک حاجت لے کر آتی جسے وہ پورا کرتا۔

جب لڑکی کی ماں کو پتہ چلا کہ یحییٰ علیہ السلام بھانجی کے ساتھ نکاح سے روکتے ہیں تو اس نے اپنی لڑکی سے کہا جب تو بادشاہ کے پاس جائے اور وہ تجھ سے کوئی کام پوچھے تو تو اسے کہنا کہ میری حاجت یہ ہے کہ تم یحییٰ (علیہ السلام کو) ذبح کردو۔

چنانچہ جب وہ لڑکی بادشاہ کے پاس گئی تو اس نے اس سے پوچھا تمہاری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: میری حاجت یہ ہے کہ تم یحییٰ (علیہ السلام) کو ذبح کردو! بادشاہ نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور سوال کرو! اس نے کہا: میرا اس کے علاوہ کوئی سوال نہیں ہے۔

> ''جب لڑکی نہ ٹلی تو بادشاہ نے ایک پرات منگوائی اور یحییٰ علیہ السلام کو بھی بلوایا اور اسی پرات میں یحییٰ علیہ السلام کو ذبح کر ڈالا۔ مگر ان کے خون کا ایک قطرہ اس سے نکل کر زمین پر جا پڑا۔ وہ قطرہ زمین پر پڑا ابلتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر بخت نصر کو مسلط کیا اور اس کے دل میں یہ بات

Marfat.com

ڈالی کہ وہ اس قطرۂ خون پر اس قوم کا خون بہائے۔ چنانچہ اس نے اسی جگہ اس قوم کے ستر ہزار آدمی قتل کیے۔"

نوٹ: اس کی سند حسن ہے البتہ اس میں اعمش یا اس سے نیچے کے کسی راوی کے تردد کا سقم موجود ہے۔

۱۳۔ شہر بن حوشب کہتے ہیں جب بادشاہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر چکا تو سونے کی پرات میں ان کا سر رکھ کر اس لڑکی کو پیش کیا۔ لڑکی نے وہ سر اپنی ماں کو پیش کیا تو اسی پرات میں وہ سر بولنے لگا **لَا تَحِلُّ لَهٗ وَلَا يَحِلُّ لَهَا** "نہ یہ لڑکی باشاہ کے لئے حلال ہے نہ بادشاہ لڑکی کے لئے حلال ہے" تین مرتبہ یہی آواز آئی۔ بہر حال جب اس عورت نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر دیکھا تو کہا: آج میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہیں اور آج میں اپنے بادشاہ کو مان گئی ہوں! پھر اس نے ریشم کی قمیص اور ریشم کا اوڑھنی پہنی اور اپنے محل کے اوپر چڑھ گئی جہاں اس کے وہ کتے تھے جن سے وہ لوگوں کو مرواتی تھی۔ وہ محل کے اوپر ٹہلنے لگی اللہ تعالیٰ نے تیز آندھی بھیجی جو اس کے کپڑوں سے چمٹی اور اسے کتوں کے درمیان میں جا ڈالا، کتے اسے نوچنے لگ گئے اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتی رہی۔ کتوں نے سب سے آخر میں اس کی آنکھیں کھائیں۔

نوٹ: اس روایت کی سند میں کئی طرح کے سقم ہیں۔

۱۴۔ ایک مر جانے والے کی کہانی:

ابو مسعود جریری کہتے ہیں مسجدِ اشیاخ میں ایک شیخ نے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم ایک مریض کے پاس تھے کہ وہ تھر تھرایا اور پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کی کسی رگ میں کوئی جان نہ رہی تو ہم نے اس پر کپڑا ڈالا، اس کی آنکھیں بند کیں، اس کے کفن، بیری کے پتوں اور تختہ کے لئے آدمی روانہ کیے۔ جب ہم اسے غسل کے لئے اٹھانے گئے تو اس نے حرکت کی۔ ہم نے کہا: سبحان اللہ! سبحان اللہ! ہم نے تو یہی سمجھا کہ تم مر چکے ہو!

اس نے کہا: میں گویا مر ہی چکا تھا۔ مجھے میری قبر میں لے جایا گیا۔ وہاں ایک خوب رو اور خوش بو انسان نے مجھے لحد میں رکھا۔ پھر اس نے مجھے کاغذوں میں لپیٹا۔ اتنے میں ایک سیاہ رنگ کا، بدبودار مؤنث انسان آیا۔ اس نے کہا: اس کا یہ کام ہے، اس کا یہ کام ہے، اللہ کی قسم مجھے اس

Marfat.com

سے حیاء آ رہی ہے گویا وہ سب چیزیں اس سے ابھی جدا ہوئی ہیں۔ میں نے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اور اس کو چھوڑ دو! اس نے کہا: ہم تم سے لڑیں گے۔ پھر میں ایک وسیع وعریض احاطہ کی طرف گیا وہاں ایک حجرہ تھا جو چاندی کا لگ رہا تھا۔ اس کی ایک جانب میں مسجد تھی جس میں ایک آدمی کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے سورۃ النحل پڑھی اور اس کا ایک ہی مقام بار بار دہرا رہا تھا۔ پھر اس پر وہ مقام کھل گیا۔ اس نے نماز ختم کی اور مجھ سے کہا: کیا تجھے یہ سورۃ آتی ہے؟ میں نے کہا: ہاں یہ تو سورۃ النعم ہے۔ اس نے اپنے قریب رکھا ہوا ایک تکیہ اوپر اٹھایا اور ایک صحیفہ نکالا اور اس میں دیکھنے لگا، اتنے میں وہ سیاہ انسان آیا اور اس سے کہا: اس نے ایسا کیا ہے، ایسا کیا ہے۔ اور خوب رو آدمی کہنے لگا اس نے ایسا کیا ہے، ایسا کیا ہے! یہ میری اچھائیاں شمار کرنے لگا۔

پھر اس آدمی نے کہا: یہ ایسا بندہ ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا ہے۔ اس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس کی موت پیر کے دن ہے۔

پھر اس آدمی نے لوگوں سے کہا: تم دھیان رکھنا اگر پیر کے دن میری موت آ گئی تو مجھے اسی معاملہ کی امید ہے جو میں نے دیکھا ہے اور اگر میری موت پیر کے دن نہ آئی تو جو میں نے دیکھا ہے یہ بیماری کا ہذیان ہے۔

جب پیر کا دن آیا تو وہ عصر کے بعد تک تو بالکل صحیح تھا، پھر اس کا وقت آیا اور وہ مر گیا۔

ایک روایت میں اس طرح کی بات بھی ہے کہ اس آدمی نے کہا: میں نے خوب رُو سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں تیرا نیک عمل ہوں! میں نے کہا: یہ سیاہ رنگ اور بدبو والا انسان کون تھا؟ اس نے کہا: یہ تیرا برا عمل تھا۔

نوٹ: اس کی سند میں یہ واضح سقم ہے کہ روایت کرنے والا الشیخ مجہول ہے اس کا تعارف نہیں بتایا گیا۔

Marfat.com

اَسناد

یہ وہ سندیں ہیں جن کے ذریعے علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایات نقل کی ہیں۔ چونکہ یہ ہر ایک قاری کی دلچسپی کی چیز نہیں ہے اس لئے ہم نے ان سندات کو بالترتیب الگ ذکر کیا ہے تا کہ اہلِ علم ملاحظہ فرما سکیں۔

۱۔ حدثنا عبد اللہ نا عبد الرحمن بن صالح العتکی نا خالد بن حیان ابو یزید الرقی عن کلثوم بن جوشن القشیری عن یحییٰ المدنی عن سالم بن عبد اللہ عن ابیہ قال:

۲۔ حدثنا عبد اللہ نا اسحاق بن اسماعیل نا وکیع و عبد اللہ بن نمیر عن الربیع بن سعد الجعفی عن عبد الرحمن بن سابط عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم:

۳۔ حدثنا ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید اللہ بن ابی الدنیا قال: حدثنا خالد بن خداش بن عجلان المهلبی و اسماعیل بن ابراهیم بن بسام قالا: نا صالح المری عن ثابت البنانی عن انس بن مالك قال:

٤۔ حدثنا عبد اللہ نا ابو مسلم عبد الرحمن بن یونس نا عبد اللہ بن ادریس عن اسماعیل بن ابی خالد قال: جاء نا یزید بن النعمان بن بشیر الی حلقة القاسم بن عبد الرحمن بکتاب ابیه النعمان بن بشیر:

۵۔ حدثنا عبد اللہ نا علی بن الجعد ذکر عکرمة بن ابراهیم عن عبد الملك ابن عمیر قال: قرأت کتابا کان عند حبیب بن سالم کتبه النعمان بن بشیر الی أم خالد:

Marfat.com

٦۔ حدثنا عبد الله نا زياد بن ايوب نا شبابة نا ابو بكر بن عياش عن مبشر مولى آل سعد بن العاص عن الزهرى عن سعيد بن المسيب قال:

٧۔ حدثنا عبد الله نا محمد بن حماد الرازى قال: سمعت هشام بن عبيد الله عن رواح بن عطاء الانصارى ذكر ابى عن انس بن مالك قال:

٨۔ حدثنا عبد الله نا احمد بن محمد بن ابى بكر نا ابو همام محمد بن الصلت نا مسلمة بن علقمة عن داود بن ابى هند عن يزيد بن نافع عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير قال:

٩۔ حدثنا عبد الله ذكر محمد بن الحسين ذكر عبيد بن اسحاق نا عاصم ابن محمد العمرى عن زيد بن اسلم عن ابيه قال:

١٠۔ حدثنا عبد الله ذكر الحسن بن عبد العزيز الجروى عن ضمرة عن ابن عباس شوذب عن ابى يحيىٰ عمرو بن دينار -مولى لآل الزبير- عن سالم بن عبد الله بن عمر عن ابيه قال:

١١۔ حدثنا عبد الله نا ابو بكر المدينى نا ابن عفير ذكر يحيىٰ بن ايوب عن ابن الهاد عن محمد بن ابراهيم عن الحويرث بن الرئاب قال:

١٢۔ حدثنا عبد الله نا اسحاق بن اسماعيل نا ابو معاوية عن الاعمش اظنه عن المنهال بن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قال:

١٣۔ حدثنا عبد الله ذكر محمد بن نصر بن الوليد عن ابى سعيد الشقرى عن ابى بكر الهذلى عن شهر بن حوشب قال:

١٤۔ حدثنا عبد الله ذكر زكريا بن يحيىٰ نا كثير بن يحيىٰ البصرى ذكر ابى نا ابو مسعود الجريرى ذكر شيخ فى مسجد الاشياخ كان يحدثنا عن ابى هريرة قال:

Marfat.com

واقعہ کے اوّل راوی یا واقعہ کے شاہد کا تفصیلی تعارف

یہ تعارف پچھلی روایات کی ترتیب کے مطابق ہے۔ البتہ ان میں ۵، ۷، ۸ اور ۱۰ نمبر کے واقعات میں صاحب تعارف مکرر ہے اس لئے یہ اعداد نہیں دیئے گئے اور گیارہویں روایت میں مذکور واقعہ کے صاحبِ واقعہ کا تعارف ہمیں کسی تذکرہ نگار کے ہاں دستیاب نہیں ہوا۔

۱۔ سالم بن عبداللہ: یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ مدنی ہیں۔ تابعین کے دور میں مدینہ کے سات معروف فقہاء میں سے ایک ہیں۔ تقویٰ و پرہیزگاری میں اپنے والد کے مشابہ تھے۔ راویوں طبقہ ثالثہ کے اکابرین میں سے ہیں۔ ۱۰۶ھ کے آخر میں انتقال ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: یہ معروف صحابی ہیں۔ بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔ غزوۂ احد میں کم عمری کی وجہ سے قبول نہ کئے گئے۔ اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جو کثیر احادیث روایت کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ سنت کی پیروی میں بہت سخت اہتمام رکھتے تھے۔ ۷۳ھ میں انتقال ہوا۔

۲۔ جابر بن عبداللہ: یہ صحابی ابن صحابی ہیں۔ انصاری ہیں۔ انیس غزوات میں شریک ہوئے۔ چورانوے برس کی عمر میں ۷۰ھ کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۳۔ انس بن مالک بن نضر انصاری، نجاری، خزرجی، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم، مشہور صحابی۔ ہجرت کے پہلے ہی سال ان کی والدہ ام سُلَیم ان کو ساتھ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یہ بچہ آپ کی خدمت کرے گا۔ اس وقت ان کی عمر آٹھ یا نو یا دس سال کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے دس برس تک آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی۔

Marfat.com

ایک بار ان کی والدہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اپنے چھوٹے خادم انس کے لئے دعا فرمایئے! آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ کَثِّرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ ''اے اللہ اس کے مال اور اس کی اولاد میں برکت عطا فرمایئے اور اسے جنت میں داخل فرمایئے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس دعا کا یہ اثر ظاہر ہوا ہے کہ میری اولاد کی تعداد سو سے زیادہ ہوگئی ہے اور میرا باغ سال میں دو دفعہ پھل دیتا ہے اور تیسری بات کی مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے۔

ایک بار آپ رضی اللہ عنہ کوئی گھاس یا ساگ سر پر اٹھا کر لا رہے تھے جسے عربی حمزہ کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو انہیں ابا حمزۃ کے لقب سے پکارا۔

ان کے گیسو دراز تھے۔ انہوں نے کٹوانے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ نے منع فرمایا کہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوا تھا اس لئے نہ کٹواؤ۔

حضرت انس تمام غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا، انہوں نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد اسے میرے منہ میں رکھ دینا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ ۹۰ یا ۹۱ ھ میں بصرہ ہی میں وفات پائی اور بصرہ کے باہر دفن ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دو ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔

۴۔ نعمان بن بشیر انصاری، خزرجی۔ یہ صحابی ہیں ان کے والد بشیر بھی صحابی ہیں۔ بعد کے زمانہ میں یہ شام میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ کوفہ کے امیر بھی رہے۔ چونسٹھ برس کی عمر تھی جب ۶۵ ھ میں انہیں حمص میں قتل کر دیا گیا۔

۶۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ قریشی مخزومی ہیں۔ سید التابعین ہیں۔ امت مسلمہ کے اکابر ائمہ دین میں سے ایک ہیں۔ تابعین کے دور کے فقہائے سبعہ میں سے سرفہرست نام آپ کا ہے۔ امام زین العابدین اور مکحول شامی کا قول ہے کہ تابعین میں سعید بن مسیب سے بڑا عالم کوئی نہیں۔

یہ خزانۃ الحدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے خاص شاگرد اور داماد تھے۔ پینتالیس حج کئے۔ کبھی تکبیر تحریمہ اور صف اول ترک نہ ہوتی تھی۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جیسے ان سے استفادہ کرتے تھے۔

Marfat.com

اہلِ علم سعید بن مسیب کی مرسل احادیث کو صحیح سمجھتے ہیں۔ تمام کتب صحاح میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ۹۰ھ میں وفات ہوئی۔

۹۔ اسلم: یہ اسلم عدوی ہیں جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ تیسرے طبقہ میں سے ہیں۔ ثقہ مخضرم ہیں۔ سن اسی ہجری میں ایک سو چودہ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۱۲۔ عبداللہ بن عباس: یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے۔ ان کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن فہمی کی دعا فرمائی تھی۔ انہیں ان کی وسعتِ علمی کی وجہ سے البحر اور الحبر کہا جاتا ہے۔ یہ ان چار صحابہ میں سے ایک ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام عبداللہ ہے اور چاروں فقہاء صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور انہیں عبادلۂ اربعہ کہا جاتا ہے۔ روایت حدیث میں بھی ان کا شمار مکثرین صحابہ میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر ابن عباس ہمارے ہم سن ہوتے تو ہم میں سے کوئی ان کے علم کے دسویں حصہ کو نہ پہنچ پاتا۔ ۶۸ھ میں طائف میں انتقال ہوا۔

۱۳۔ شہر بن حوشب: یہ اشعری شامی ہیں۔ اسماء بنت یزید بن سکن کے آزاد کردہ ہیں۔ صدوق ہیں مگر ان کے ارسال اور اوہام کثیر ہیں۔ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ ۱۱۲ھ میں فوت ہوئے۔

۱۴۔ ابو مسعود جُریری: یہ سعید بن ایاس بصری ہیں۔ ثقہ ہیں۔ چوتھے طبقہ سے ہیں۔ وفات سے تین سال قبل کچھ اختلاط ہونے لگا تھا۔ ۱۴۴ھ میں فوت ہوئے۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ: یہ مشہور صحابی ہیں۔ امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''حافظ الصحابہ'' لکھا ہے کہ انہیں سب سے زیادہ احادیث یاد تھیں۔ ان کے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے عبدالرحمن بن صخر، عبدالرحمن بن غنم، عبداللہ بن عائذ، عبداللہ بن عامر، وغیرہ کئی سارے اقوال ہیں۔ اکثر حضرات کے نزدیک پہلا نام راجح ہے۔ ۷۸ برس کی عمر میں ۵۹ھ میں انتقال ہوا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد

ا۔ اللہ پر بھروسہ کرنے والی ماں:

صالح مُری کہتے ہیں یہی واقعہ (جو باب ۲ میں نمبر ۳ کے تحت مذکور ہے) میں نے حفص بن نضر سلمی سے بیان کیا تو انہیں تعجب ہوا۔ پھر اگلے جمعہ کو ملے تو کہا میں آپ والا واقعہ سن کر حیران ہوا تھا مگر ربیعۃ بن کلثوم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بھی اسی طرح کا ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک آدمی نے مجھے سنایا کہ:

''ایک خاتون اس کی ہمسائیگی میں رہتی تھی، بہت ہی بوڑھی، کانوں سے بہری، آنکھوں سے اندھی اور چلنے پھرنے سے معذور صاحبہ فراش! اس کا کوئی نہیں تھا سوائے ایک بیٹے کے، وہی اس کی خدمت کیا کرتا تھا۔

ایک دن پتہ چلا کہ اس کا وہ بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ ہم گئے پکار کر اس خاتون سے کہا:

اِحْتَسِبِیْ مُصِیْبَتَكِ عَلَى اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

''اللہ تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے اجر کی امید رکھ۔''

اس خاتون نے کہا: کیا ہوا، میرا بیٹا مر گیا ہے؟ میرا مولا بہت ہی مہربان ہے میرے بہرا، گونگا، معذور اور بے سہارا ہوتے ہوئے میرا مولا میرا بیٹا نہیں لے سکتا! میرے مولا کا رحم یہ گوارا نہیں کر سکتا!

راوی کہتے ہیں میں نے اس کی یہ باتیں سن کر کہا اس کی عقل کام چھوڑ گئی ہے۔ بہر حال میں بازار گیا اس کے بیٹے کے لئے کفن خرید کر واپس آیا تو اس کا بیٹا زندہ سلامت بیٹھا ہوا تھا۔

۲۔ شہیدِ ختمِ نبوت:

عبداللہ بن عبیداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہید ہونے والوں میں سے ایک نے موت کے بعد کلام کیا اور کہا:

Marfat.com

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ابوبکر صدیق اور عثمان رضی اللہ عنہما بہت ہی نرم و مہربان ہیں۔''

نوٹ: اس روایت کے راوی ثقہ ہیں البتہ عبداللہ بن عبیداللہ کے حالات کا علم نہیں ہے۔ خطیب بغدادی کہتے ہیں یہ عبداللہ بن عبید ہے جو صحیح مسلم کا راوی ہے اور ثقہ ہے۔

۳۔ حراش کے بیٹے:

ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم تین بھائی تھے۔ ہم میں سب سے زیادہ عبادت گذار، روزے رکھنے والا اور فضیلت رکھنے والا درمیان والا بھائی تھا۔ میں کچھ عرصہ دیہات کے سفر پر رہا، واپس گھر آیا تو انہوں نے بتایا کہ اپنے بھائی کی خبر لو وہ موت کی کشمکش میں مبتلاء ہیں۔

میں تیزی سے ان کی طرف گیا، وہاں پہنچا تو ان کی وفات ہو چکی تھی اور انہیں کپڑے میں ڈھانپ دیا گیا تھا۔ میں اس کے سر کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔

''اچانک اس نے ہاتھ اٹھایا اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور کہا: السلام علیکم''
میں نے کہا: اے بھائی! کیا موت کے بعد زندگی؟ کہا:
''ہاں! میں بڑی راحت و اکرام کے ساتھ اپنے پروردگار سے ملا ہوں اس حال میں کہ پروردگار خوش تھے، انہوں نے مجھے سندس و استبرق کا سبز جوڑا پہنایا ہے، میں نے اس معاملہ کو تمہارے گمان سے آسان پایا۔ تین بار یہی کہا۔ پس تم عمل کرو اور دھوکے میں نہ پڑو۔ تین بار۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہوں، میں قسم کہتا ہوں کہ اب میں ان کی خدمت میں پہنچ کر رہوں گا، پس جلدی جلدی میری تیاری کراؤ۔''

پھر وہ ایک دم خاموش ہو گئے، اس کنکری سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ جو پانی میں ڈالی جائے تو تیزی سے نیچے جاتی ہے۔ اس کے بعد میں نے ساتھیوں سے کہا جلدی سے میرے بھائی کی تجہیز و تکفین کرو۔

نوٹ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اسے ہشام بن عمار نے کتاب البعث میں، ابن عبدالبر نے استیعاب میں، بیہقی نے دلائل میں اور ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔

Marfat.com

۴۔ ربعی بن حراش رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہوا جو سخت گرم دن میں ہم سے زیادہ روزے رکھنے والا اور سخت ٹھنڈی راتوں میں ہم سے بڑھ کر قیام کرنے والا تھا ......آگے وہی قصہ ہے جو اوپر مذکور ہوا ہے۔ البتہ اس میں یہ زائد ہے کہ یہ واقعہ جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا:

''ہم سنا کرتے تھے کہ اس امت کا کوئی آدمی موت کے بعد کلام کرے گا''

نوٹ: اس روایت کی سند حسن ہے۔ اسے ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں مسعودی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

۵۔ علی بن عبید اللہ غطفانی اور حفص بن یزید کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حراش کے بیٹے نے قسم کھائی تھی کہ وہ کبھی نہیں ہنسیں گے حتی کہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ جنت میں ہیں یا جہنم میں۔ چنانچہ انہوں نے اس طرح زندگی گذاری کہ کسی نے انہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ جب ان کی وفات ہوگئی تو تب ہنسے۔ آگے وہی مذکورہ بالا تفصیل ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ یہ واقعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچا تو فرمایا

''بنی عبس کے بھائی نے سچ کہا، اللہ اس پر رحم کرے، میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میری امت کا ایک آدمی موت کے بعد کلام کرے گا، جو تابعین میں سے صاحبِ فضیلت ہوگا۔''

نوٹ: یہ روایت اپنی سند کے مختلف طرق اور شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔ اسے بیہقی نے دلائل میں مصنف کے طریق سے اور اس کے علاوہ دوسرے طریق سے بھی نقل کیا ہے۔ ابونعیم نے اسے دلائل اور حلیہ دونوں میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ واقعہ مشہور ہے۔ مسعودی نے بھی اسے الرفع میں نقل کیا ہے۔

۶۔ حارث غنوی کہتے ہیں کہ ربیع بن حراش نے قسم کھائی کہ کبھی اس کے دانت ہنسنے کے لئے نہیں کھلیں گے حتی کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے۔ پس وہ زندگی بھر نہ ہنسے یہاں تک کہ موت کے بعد ہنسے۔ ان کے بعد ان کے بھائی ربعی نے قسم کھائی کہ وہ کبھی نہیں ہنسے گا حتی کہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ جنت میں ہے یا جہنم میں۔

Marfat.com

حارث غنوی کہتے ہیں مجھے اس آدمی نے بتایا جس نے ربعی کو غسل دیا تھا کہ

''جب تک ہم ربعی بن حراش کو غسل دیتے رہے وہ تختۂ غسل پر ہوتے ہوئے مسلسل مسکراتے ہی رہے۔''

نوٹ: یہ روایت اسی طریق سے خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد ۸ر ۴۳۴ میں نقل کی ہے۔ اور علامہ ذہبی نے النبلاء میں برجلانی سے معلقاً نقل کی ہے جو یہاں کی سند میں علامہ ابن ابی الدنیا کے شیخ ہیں۔

۷۔شہادت کی دعا:

ابو عاصم کہتے ہیں میرے والد نے ذکر کیا کہ میرے ماموں پر ایسی غشی طاری ہوئی کہ ہم نے انہیں فوت شدہ سمجھ کران پر کپڑا ڈال دیا۔ جب ہم انہیں غسل دینے کے لئے اٹھے تو انہوں نے منہ سے کپڑا ہٹایا اور کہا:

''اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تَرْزُقَنِيْ غَزْوًا فِيْ سَبِيْلِكَ''

''اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک اپنی راہ میں جہاد کرنے کی توفیق عطا نہ کردے۔''

اس کے بعد زندہ رہے حتی کہ بطال کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور اسی میں شہید ہوئے۔

نوٹ: اس کی سند میں ابو عاصم کے والد مقبول ہیں باقی راوی حسن ہیں۔

۸۔رؤبہ بنتِ بیجا:

مغیرہ بن حذف کہتے ہیں کہ رؤبہ بنت بیجا سخت بیمار ہوئیں حتی کہ اس کے گھر والوں نے سمجھا کہ انتقال ہو چکا ہے۔ انہوں نے غسل دے کر کفن بھی پہنا دیا۔ اس کے بعد اس نے حرکت کی، ان کی طرف دیکھا اور کہا:

''تمہیں بشارت ہو! تم جتنا ڈراتے تھے میں نے معاملہ اس سے کہیں آسان پایا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ قطع رحمی کرنے والا، شراب کا عادی اور شرک کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

نوٹ: اس کی سند مقارب ہے۔ البتہ رؤبہ کا تعارف نہیں مل سکا۔

Marfat.com

۹۔ نامۂ اعمال کا مشاہدہ:

صالح بن حی کہتے ہیں مجھے میرے ایک ہمسایہ نے بتایا کہ ایک آدمی کی روح اوپر لے جائی گئی تو اس پر اس کے اعمال پیش کئے گئے۔ وہ بتاتا ہے کہ:

"میں نے دیکھا کہ جس گناہ سے میں نے استغفار کیا تھا وہ معاف ہو گیا تھا اور جس گناہ سے میں نے استغفار نہیں کیا تھا وہ اس میں اسی طرح موجود تھا، حتیٰ کہ ایک دن میں انار کا ایک دانہ راستہ سے اٹھا کر ایک طرف کیا تھا تو اس کے عوض بھی نیکی لکھی گئی تھی اور ایک دفعہ میں نے رات کو اٹھ کر نماز پڑھی اور اونچی آواز سے قراءت کی جسے سن کر ہمسایہ اٹھا اور اس نے بھی نماز پڑھی تو اس کی وجہ سے بھی میرے نامۂ اعمال میں نیکی لکھی گئی تھی، ایک دن میں کچھ لوگوں کے پاس ہوتے ہوئے ان کی وجہ سے ایک مسکین کو ایک درہم دیا تو اس کے عوض نہ کوئی نیکی لکھی تھی نہ کوئی گناہ۔"

نوٹ: اس کی سند ضعیف ہے اس کی راوی ابراہیم بن اشعث ضعیف ہے۔

۱۰۔ شیخین رضی اللہ عنہما سے بُغض رکھنے والے کا انجام:

عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کوفہ میں ایک آدمی تھا جو ضرورت مند مُردوں کے لئے کفن دیا کرتا تھا۔ ایک آدمی فوت ہوا تو کسی نے اس سے کفن کے لئے کہا۔ اس نے کفن لیا اور اس کی طرف گیا۔ جب وہاں پہنچا تو مُردے پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔ اچانک مُردے نے ایک آہ بھری، کپڑا منہ سے ہٹایا اور کہا:

"انہوں نے مجھے دھوکہ دیا،! مجھے ہلاک کیا، آگ ہے! انہوں نے مجھے ہلاک کیا، ہائے آگ!"

ہم نے اسے کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہو! اس نے کہا میں یہ نہیں کہہ سکتا! کسی نے کہا کیوں؟ کہا:

"(حضرت) ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے۔"

نوٹ: اس کی سند جید ہے سوائے شعیب بن صفوان کے کہ اس میں اختلاف ہے حافظ ابن حجر نے ساری تفصیل کے بعد یہ طے کیا ہے کہ یہ مقبول ہے۔

Marfat.com

۱۱۔ خلف بن حوشب کہتے ہیں مدائن میں ایک آدمی کا انتقال ہوا۔ جب اس کا منہ کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا اور کچھ لوگ اٹھ کھڑے تھے اور کچھ بیٹھے تھے تو کپڑا ہلا۔ کپڑا ہٹایا گیا تو مُردے نے کہا:

''کچھ لوگ ہیں جنہوں نے مدائن کی اس مسجد میں اپنی ڈاڑھیاں کالی کیں یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر لعنت کرتے تھے اور ان سے براءت کا اعلان کرتے تھے، جو فرشتے میری روح قبض کرنے آئے ہیں وہ ان لوگوں پر لعنت کر رہے ہیں اور ان سے براءت کا اظہار کر رہے ہیں۔''

ہم نے کہا: اے فلاں شاید تم بھی اسی وجہ سے کسی مصیبت میں ہو؟ کہا: استغفر اللہ، استغفر اللہ...... پھر وہ ایسے خاموش ہو گیا جیسے کنکریاں پھینک دی گئی ہوں۔

نوٹ: اس کی سند حسن ہے۔

۱۲۔ ابوالخصیب کہتے ہیں: میں خارز میں تھا اور جہاں کسی کی موت فوت کی خبر سنتا اسے کفن دیتا۔ ایک آدمی آیا اور کہا یہاں ایک میت ہے اور اس کے لئے کفن نہیں ہے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا میرے ساتھ چلو! ہم اس کے پاس پہنچے تو لوگ بیٹھے تھے اور درمیان میں میت رکھی تھی، میت کے پیٹ پر ایک اینٹ یا مٹی کا ڈھیلا رکھا ہوا تھا۔ میں نے کہا غسل شروع نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا اس کا کفن نہیں ہے۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا چلو۔ ہم گئے اور اس کے لئے کفن لے آئے۔ میرا ساتھی چلا گیا مگر میں وہیں بیٹھ گیا۔ اچانک مُردہ اچھلا اور اینٹ اس کے پیٹ سے نیچے گر پڑی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا:

اَلنَّار! اَلنَّار!، آگ! آگ!

میں نے کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہو! اس نے کہا:

''اب مجھے اس کے پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں، اللہ تعالیٰ کوفہ کے مسخ شدہ لوگوں پر لعنت کرے انہوں نے مجھے ورغلایا حتی کہ میں نے (حضرت) ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو برا کہا۔''

پھر وہ گر کر مر گیا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اسے کفن نہیں دیتا۔ میں اٹھا اور کفن ساتھ لے آیا۔ پھر ابن ہُبیرۃ الاکبر نے پیغام بھیجا کہ یہ واقعہ مجھے بتاؤ! تو میں نے ان سے بیان کیا۔

Marfat.com

نوٹ: اس کی سند میں ایک راوی وضاح بن حسان انباری کمزور ہے لیکن اگر اس روایت کو اگلی روایت کے شاہد کے طور پر لیا جائے تو اس حیثیت میں مقبول ہے۔

۱۳۔ بشیر ابوالخصیب کہتے ہیں میں ایک خوش حال تاجر تھا اور مدائن کسری میں رہتا تھا۔ یہ طاعون ابن ہبیرۃ کے زمانہ کی بات ہے کہ میرے پاس اشرف نامی ایک مزدور آیا اور کہا: مدائن کے ایک محلہ میں ایک آدمی فوت ہو گیا ہے جس کے لئے کفن میسر نہیں ہے۔ میں اپنے چوپائے پر سوار ہوا اور اس محلے میں پہنچا تو مجھے ایک ایسے فوت شدہ آدمی کے پاس لے جایا گیا جس کے پیٹ پر ایک اینٹ رکھی تھی اور اس کے اردگرد اس کے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ یہ آدمی اتنا عبادت گذار تھا، اس کی یہ یہ فضیلت تھی۔ میں نے ایک آدمی کو اس کے کفن کے لئے بھیجا، ایک قبر کھودنے والے کی طرف بھیجا کہ وہ قبر کھودے۔ پھر ہم نے اینٹیں جوڑیں اور اس کے غسل کے لئے پانی گرم کرنے لگے۔ ہم اسی کام میں مشغول تھے کہ وہ مردہ کود کر اٹھا اینٹ اس کے پیٹ سے نیچے گر پڑی اور وہ ہائے ہلاکت، ہائے تباہی پکارنے لگا۔

اس کا یہ حال دیکھ کر اس کے کچھ ساتھی تو دور ہٹ گئے مگر میں اس کے قریب گیا اور اس کے بازو سے پکڑ کر اسے جھنجوڑا اور پوچھا تم نے کیا دیکھا ہے؟ کیا ماجرا ہے؟ تو اس نے کہا:

> ''میں کوفہ کے کچھ مسخ شدہ عقیدے والے لوگوں کی صحبت میں رہا، انہوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کو برا کہنے اور ان سے برائت کے اظہار کے سلسلہ میں مجھے اپنا ہم نوا بنالیا۔''

میں نے کہا تو تم اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور اس عقیدے کو چھوڑ دو! اس نے کہا:

> ''اب معافی مانگنا میرے لئے مفید نہیں ہے، مجھے میرے جہنم کے ٹھکانے کی طرف لے جا کر وہ مجھے دکھایا گیا ہے، اور کہا گیا ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کر انہیں وہ کچھ بتا آؤ جو دیکھا ہے پھر اپنے اس ٹھکانہ کی طرف لوٹ آنا۔''

مجھے معلوم نہیں کہ جب دوبارہ مرا تو اپنی بیان کے مطابق پہلی حالت پہ لوٹا یا نہیں۔ بہر حال میں نے کفن کا انتظار کیا، جب کفن آ گیا تو میں نے کفن لے کر کہا نہ تو میں اسے کفن دوں گا، نہ غسل دوں گا اور نہ ہی اس کا جنازہ پڑھوں گا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا۔

Marfat.com

بعد میں مجھے بتایا گیا کہ جو لوگ اس کے ساتھ بیٹھے تھے انہوں نے اس کی تجہیز و تکفین اور تدفین کے کام نمٹائے۔ اور جن لوگوں نے اس کی باتیں سنی تھیں ان سے کہا یہ شیطان کا حملہ تھا جو اس کی زبان پر بول رہا تھا۔

اس واقعہ کے ایک راوی خلف کہتے ہیں میں نے کہا اے ابو خصیف! یہ واقعہ جو آپ نے ہم سے بیان کیا ہے کیا یہ آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں یہ میری آنکھوں نے دیکھا اور میرے کانوں نے سنا ہے۔ خلف کہتے ہیں میں نے اہل علم سے خلف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اس کی تعریف کی۔

نوٹ: اس کی سند حسن ہے اور پچھلی روایت اس کی شاہد ہے۔

۱۴۔ یہی واقعہ خلف نے سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بھی بیان کیا ہے۔

نوٹ: اس روایت کی سند صحیح ہے۔

۱۵۔ عمیر بن جندب:

عامر کہتے ہیں میں قبیلہ جُہینہ کی آبادی میں گیا۔ ایک احاطہ میں ایک بزرگ بیٹھے تھے میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارا ایک آدمی بیمار ہوا، اس پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ہم نے اسے مردہ سمجھ کر اس پر کپڑا ڈال دیا اور اس کی قبر کھودنے کے انتظامات شروع کر دیئے۔ ہم اس کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا:

جب تم نے مجھے بے ہوش سمجھا اس وقت میرے پاس آنے والے آئے اور انہوں نے کہا:

فَقِيْلَ لِيْ اُمُّكَ هَبَلُ ۔۔۔ اَلَا تَرَى اِلٰى حُفْرَتِكَ تُنْتَثَلُ
وَ قَدْ كَادَتْ اُمُّكَ تَثْكَلُ ۔۔۔ اَرَاَيْتَ اِنْ حَوَّلْنَاهَا عَنْكَ بِمُحَوَّلُ
ثُمَّ قَذَفْنَا فِيْهَا الْقُصَلُ ۔۔۔ اَلَّذِيْ مَشٰى وَ اَجْزَلُ
اَ تَشْكُرُ لِرَبِّكَ، وَ تُصَلُّ ۔۔۔ وَ تَدَعُ سَبِيْلَ مِنْ اَشْرَكَ وَ اَضَلُّ

''پس مجھ سے کہا گیا کہ تیری ماں ہبل ہے، دیکھتے نہیں ہو کہ تمہاری قبر کھودی جا رہی ہے۔ قریب ہے کہ تیری ماں تجھے روئے، تیرا کیا خیال ہے اگر ہم موت کو تجھ سے پھیر دیں اور اس قبر میں اس قُصل کو ڈال دیں،

Marfat.com

جو ابھی ابھی یہاں سے گذرا ہے تو تو اپنے پروردگار کا شکر ادا کرے گا اور
شرک و گمراہی کا راستہ چھوڑے گا۔"

میں نے کہا: ہاں! تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔ پس تم دیکھو کہ قُصل کہاں ہے؟

ساتھیوں نے بتایا کہ ل ابھی ابھی یہاں سے گذرا ہے۔ اسے دیکھنے کے لئے گئے تو وہ مر چکا تھا۔ چنانچہ اس آدمی کی قبر میں قصل ہی دفن کیا گیا اور یہ آدمی زندہ رہا حتیٰ کہ اسلام کا زمانہ پایا۔

نوٹ: اس کی سند حسن ہے۔ یہ قصہ ابن الاثیر نے النہایۃ میں بھی ذکر کیا ہے۔ اگر اس کی سند میں مجالد نہ ہوتے تو یہ جید تھی۔

۱۶۔ ایک دوسری سند کے ساتھ بھی یہی اوپر والا واقعہ مروی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ شعبی کہتے ہیں میں نے خود جُہینہ کے اس آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے اور بتوں کو برکہتے ہوئے سنا دیکھا۔

۱۷۔ ایک اور سند سے شعبی ہی کی زبانی یہ قصہ منقول ہے مگر اس میں اشعار ذرا مختلف ہیں۔ ایک شعر اس طرح ہے:

ثُمَّ قَذَفْنَا فِيهَا الْقُصَلْ ثُمَّ مَلَأْنَا هَا عَلَيْهِ بِالْجَنْدَلْ

اِنَّهُ ظَنَّ اَنْ لَنْ يَفْعَلْ

"پھر ہم نے اس قبر میں قُصل کو ڈال دیا ہے، پھر اس پر پتھر ڈال کر اسے
بھر دیا ہے۔ بے شک اس کا گمان یہ تھا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔"

راوی کہتے ہیں حسن بن عبدالعزیز نے اس شعر میں ایک مصرعہ یہ بھی بتایا کہ:

اَتُؤْمِنُ بِالنَّبِيِّ الْمُرْسَلْ

"کیا تو نبیٔ مُرسَل پر ایمان لائے گا"

فائدہ: علامہ فیروز آبادی نے المحیط میں یہی واقعہ ذکر کیا ہے اس میں قبیلہ جُہینہ کے جس آدمی کا یہ واقعہ ہے اس کا نام عمیر بن جندب بتایا گیا ہے۔ یہ بھی ہے کہ قُصل جہینہ والوں کے چچازادوں میں سے تھا۔ اس کا انتقال اس واقعہ کے تین دن بعد ہوا۔ اور عمیر اس کے بعد طویل مدت زندہ رہا، کئی شادیاں کیں اور اولاد بھی ہوئی۔

Marfat.com

۱۸۔ماں کے گستاخ کا انجام:

داود بن شابور ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں کہ ہم ایک پانی کے پاس سے گذرے جو بصرہ اور ہمارے درمیان تھا۔وہاں ہم نے گدھے کی آواز سنی۔وہاں کے لوگوں سے پوچھا یہ آواز کیسی ہے؟انہوں نے بتایا کہ

''یہاں ایک آدمی تھا، جب اس کی ماں اس سے کوئی بات کہتی تو وہ اسے کہتا: گدھے کی طرح آواز نکال، تو وہ آدمی جب سے مرا ہے روزانہ اس کی قبر سے گدھے کی آواز آتی ہے۔''

نوٹ: یہ سند اپنے شواہد کی وجہ سے حسن ہے۔یہی روایت مصنف نے اپنی کتاب مجابی الدعوۃ میں اور ابن جوزی نے اپنی کتاب البر والصلۃ میں بھی ذکر کی ہے۔اگر اس کی سند میں ایک راوی کا تردد نہ ہوتا تو اس کی سند جید تھی۔اگلی روایت کی سند کمزور ہے مگر وہ اس کی شاہد کے طور پر مفید ہے۔

۱۹۔ مجاہد کہتے ہیں مجھے ایک قبیلہ کے ہاں کوئی کام تھا۔اس کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں اچانک ایک گدھے نے زمین سے باہر سر نکالا، میرے سامنے اس نے تین دفعہ اپنی آوازیں نکالیں اور پھر سر زمین میں چھپا لیا۔

جب میں ان لوگوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کیا وجہ ہے کہ تمہارا چہرہ بدلا ہوا لگتا ہے؟ میں نے انہیں واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! انہوں نے بتایا کہ

''یہ ہمارے قبیلہ کا ایک لڑکا تھا، یہ فلاں خیمہ میں اس کی ماں رہتی ہے۔ جب ماں اسے کوئی کام کہتی تو یہ اسے کوستا اور برا بھلا کہتا تھا اور ماں اسے کہتی تو تو گدھا ہے۔چنانچہ ایک دن وہ اپنی ماں کے سامنے گدھے کی طرح چنگھاڑا بھی۔جس دن وہ لڑکا فوت ہوا اور ہم نے اسے دفن کیا ہے اسی دن سے وہ روزانہ اپنے دفن ہونے کے وقت اس قبر سے منہ نکال کر ماں کے خیمے کی طرف منہ کر کے تین آوازیں نکالتا ہے اور منہ اندر کر لیتا ہے۔''

Marfat.com

۲۰۔ عبداللہ بن ابی ہذیل کہتے ہیں کہ

''ایک آدمی ایسا تھا کہ جب اس کی ماں اسے کوئی کام کہتی تو وہ اس کے سامنے تین دفعہ گدھے کی طرح چنگھاڑ دیتا اور اس کی ماں اسے کہتی تو تو گدھا ہے۔ جب وہ آدمی مر گیا تو روزانہ عصر کے بعد وہ اپنی قبر سے اپنا گدھے جیسا سر سینے تک باہر نکالتا تین دفعہ گدھے کی طرح چنگھاڑتا اور پھر قبر میں چلا جاتا۔''

نوٹ: اس کی سند میں ایک راوی محمد بن مغیرۃ انتہائی ضعیف ہے۔

۲۱۔ مرے ہوئے گدھے کا زندہ ہونا:

شعبی کہتے ہیں یمن سے کچھ لوگ فی سبیل اللہ سفر کر کے آئے۔ راستہ میں ان میں سے ایک کا گدھا مر گیا۔ دوسروں نے کہا تم ہمارے ساتھ آجاؤ! اس نے اس سے انکار کر دیا۔ وضو کیا، نماز پڑھی اور یوں دعا مانگی:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ جِئْتُ مِنَ الدَّثِیْنَةِ مُجَاھِداً فِیْ سَبِیْلِكَ وَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَاِنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّكَ تُحْیِی الْمَوْتٰی وَ تُبْعِثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ لَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ عَلَیَّ مِنَّةً وَ اِنِّیْ اَطْلُبُ اَلَیْكَ اَنْ تَبْعَثَ لِیْ حِمَارِیْ''

''اے اللہ! میں آپ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے اور آپ کی رضا مندی کی طلب میں دثینہ سے آیا ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ مُردوں کو زندہ کریں گے اور قبروں والے سبھی مردوں کو زندہ کر کے اٹھائیں گے، آپ مجھے کسی کے زیرِ احسان نہ کریں، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے گدھے کو زندہ کر دیں۔''

پھر وہ گدھے کی طرف گیا اسے لاٹھی سے ہلکارا تو وہ کان جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اس پر زین رکھی، لگام لگائی اور سوار ہو کر اپنے ساتھیوں سے جاملا۔ انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ تو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا گدھا زندہ کر دیا۔

شعبی کہتے ہیں میں نے اس گدھے کو کناسہ میں فروخت ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

Marfat.com

نوٹ: اس کی سند صحیح ہے۔ یہ روایت مصنف کی کتاب مجابی الدعوۃ میں بھی موجود ہے۔ امام بیہقی نے اپنی دلائل میں بھی ذکر کی ہے اور ابن کثیر نے البدایۃ ۱۷۶/۶ میں بھی۔

۲۲۔ ابوسبرہ نخعی سے بھی اسی طرح کا واقعہ منقول ہے۔

نوٹ: اس کی سند صحیح ہے۔ اسے بیہقی نے دلائل ۴۸/۶ میں اور ابن اثیر نے البدایۃ ۱۷۵/۶ میں روایت کیا ہے۔ معجم البلدان میں بھی یہ واقعہ بغیر سند کے معلقاً مذکور ہے۔

۲۳۔ مسلم بن عبداللہ بن شریک نخعی کہتے ہیں اوپر جس آدمی کے گدھے کے زندہ ہونے کا واقعہ مذکور ہے وہ آدمی نخع سے تھا اور اس کا نام نباتہ بن یزید تھا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جہاد کے لئے نکلا تھا۔ جب شنِ عمیرہ پر پہنچا تو اس کا گدھا مر گیا۔ آگے اوپر والی تفصیل ہے۔ البتہ اتنی بات زیادہ ہے کہ اس آدمی نے وہ گدھا کناسہ میں بیچا۔ کسی نے اس سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارا جو گدھا زندہ کیا ہے اسے بیچتے ہو؟ اس نے کہا: کیسے بیچوں۔ اور تین اشعار بھی کہے جس میں سے ایک مجھے یاد ہے۔

وَ مِنَّاالَّذِیْ اَحْیَا الْاِلٰہُ حِمَارَہٗ وَ قَدْ مَاتَ مِنْہُ کُلُّ عُضْوٍ وَ مَفْصَلُ

"اور ہم ہی میں وہ آدمی ہے جس کے گدھے کو اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا حالانکہ اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ مر چکا تھا۔"

نوٹ: اس روایت کو امام بیہقی نے مصنف کے طریق سے اور ابوبکر بن درید نے الاخبار المشورۃ میں ابن الکلبی کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ اس کی سند کا راوی ہشام بن محمد بن سائب متروک ہے اور اس کا والد متہم ہے مگر یہاں یہ روایت سابقہ روایت کے شاہد کے طور پر قابل قبول ہے۔

۲۴۔ شہادت کے بعد جنگ میں شریک ہونا:

ابوعبداللہ شامی کہتے ہیں جب ہم روم پر چڑھائی کر رہے تھے تو ہم میں سے کچھ لوگ دشمن کا پیچھا کرتے ہوئے نکلے۔ ان میں سے دو آدمی الگ ہو گئے۔ وہ دو بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ایک رومی بوڑھا ملا جو ایک گدھے کو ہانکے چلا آ رہا تھا۔ گدھے پر اس کی زین بھی تھی کجاوہ بھی اور سامان بھی۔ جب اس نے ہمیں دیکھا تو اپنی تلوار سنبھالی اور گدھے پر وار کیا۔ اس کی تلوار زین، کجاوے، سامان اور گدھے کو کاٹتی ہوئی زمین تک جا پہنچی۔ پھر اس نے ہماری طرف دیکھ کر کہا: میرا کارنامہ دیکھا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے کہا تو پھر سامنے آؤ! ہم نے اس پر حملہ کیا۔ تھوڑی

Marfat.com

دیر ہماری اس سے لڑائی ہوئی اور اس نے ہم میں سے ایک کو قتل کر دیا۔ تو دوسرے سے اس نے کہا اپنے ساتھی کا انجام دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں! یہ سن کر وہ دوسرا اپنے ساتھیوں سے جا ملنے کے لئے واپس لوٹ پڑا۔

وہ کہتا ہے میں جب واپس لوٹ رہا تھا تو میں نے اپنے دل میں کہا: مجھے میری ماں روئے میرا ساتھی تو جنت میں پہنچ چکا ہے اور میں ساتھیوں کی طرف بھاگ رہا ہوں۔ بس پھر میں اس بوڑھے کی طرف واپس ہوا، گھوڑے سے اترا، ڈھال اور تلوار سنبھالی اور اس کی طرف چل پڑا۔ اس نے مجھ پر وار کیا جو خطا ہوا۔ پھر میں نے اس پر وار کیا، وہ بھی خطا ہوا۔ میں اپنے ہتھیار پھینک کر اس سے لپٹ گیا۔ اس نے زور لگایا اور مجھے زمین پر گرا کر میرے سینے کے اوپر چڑھ بیٹھا۔ وہ مجھے قتل کرنے کے لئے کوئی ہتھیار پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا کہ میرا وہ ساتھی جو قتل ہو چکا تھا آیا اور اس کی گدی کے بالوں سے پکڑ کر اسے مجھ سے ہٹایا اور اسے قتل کرنے میں میری مدد کی چنانچہ ہم دونوں نے مل کر اسے قتل کر دیا۔

پھر ہم نے اس کا سامان اٹھایا اور چل پڑے۔ میرا وہ مقتول ساتھی میرے ساتھ باتیں کرتا ہوا ساتھ ساتھ چلتا رہا حتی کہ ایک درخت کے پاس پہنچا تو وہ اسی طرح مقتول لیٹ گیا جس طرح پہلے تھا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا، ان سے واقعہ بیان کیا تو ان سب نے آ کر اسے وہاں دیکھا۔

نوٹ: اس روایت کا ایک راوی داود بن سلیمان انتہائی کمزور ہے۔

۲۵۔ قاضی کا کان:

عطاء خراسانی کہتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک آدمی چالیس سال تک قاضی رہا۔ جب اس کی موت قریب آئی اور وہ بیمار ہوا تو اس نے اپنے اقرباء سے کہا مجھے لگتا ہے کہ میں اس بیماری میں مر جاؤں گا۔ اگر میں مر جاؤں تو مجھے چار یا پانچ دن اپنے پاس رکھنا۔ اگر اس دوران میرے حوالہ سے تمہیں کوئی چیز پریشان کرے تو تم میں سے ایک آدمی مجھے پکار کر اس کے بارے میں پوچھے۔

Marfat.com

جب وہ مر گیا تو انہوں نے اسے تابوت میں بند کر کے رکھ دیا۔ تیسرے دن اس کی بدبو نے انہیں بہت پریشان کیا۔ ان کے ایک آدمی نے اسے پکار کر پوچھا: یہ بدبو کیسی ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بولنے کی اجازت ملی اور اس نے بتایا کہ:

''میں چالیس سال تمہارا قاضی رہا ہوں مجھے اس سارے عرصے کی کارروائی کے بارے میں کوئی اندیشہ نہیں تھا مگر ان دو آدمیوں کے معاملہ میں جو میرے پاس آئے اور ان میں سے ایک میں مجھے دلچسپی تھی۔ اس لئے میں اس کا بیان سننے کے لئے اس کی طرف والے اپنے کان کو اس کی طرف دوسرے کے مقابلے میں زیادہ متوجہ کرتا تھا، یہ بدبو اسی کان کی ہے۔''

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا وہ کان بند کر دیا اور وہ مر گیا۔

نوٹ: اس روایت کی سند حسن ہے۔

۲۶۔ فرشتوں کی گفتگو:

معمر العمی کہتے ہیں یہ کوئی سن چھیالیس ہجری کی بات ہے کہ ہم اپنے ایک مریض کے پاس بیٹھے تھے جسے عباد کہا جاتا تھا۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ یہ مر چکا ہے۔ بعض کہہ رہے تھے مر گیا ہے۔ بعض کا خیال تھا کہ اس کی روح لے جائی جا چکی ہے کہ اچانک اس نے اپنا ہاتھ اپنے سامنے کو پھیلایا اور کہا کہ میرا باپ کہاں ہے ابھی تو تم ایک ساتھ تھے؟ پھر اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

ہم نے کہا تم تو مر چکے تھے؟ اس نے کہا:

''میں نے بیت اللہ کے پاس فرشتوں کو لوگوں کے سروں کے اوپر گھومتے دیکھا، ان میں سے ایک نے کہا: اپنے ان پراگندہ حال وغبار آلود بندوں کی بخشش فرمایئے جو دور سے آئے ہیں! ایک اور فرشتے نے اسے جواب دیا کہ ان کی بخشش کر دی گئی ہے۔ پھر ایک فرشتے نے کہا اے مکہ والو اگر باہر سے لوگ نہ آتے تو مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان آگ بھڑکتی۔''

پھر اس مریض نے کہا: مجھے بٹھاؤ! ساتھیوں نے اسے اٹھا کر بٹھایا تو اس نے کہا: او لڑکے جاؤ اور ان کے لئے پھل لے کر آؤ! میں نے کہا ہمیں پھلوں کی کوئی حاجت نہیں ہے۔

Marfat.com

ہم میں سے ایک دوسرے کو کہنے لگا جیسا یہ کہہ رہا ہے اگر اس نے فرشتوں کو دیکھا ہوتا تو یہ زندہ نہ ہوتا۔ بس اسی وقت اس کے ناخن سبز ہو گئے اور ہم نے اسے لٹایا تو وہ مر چکا تھا۔

نوٹ: اس روایت کی سند میں معمر عمی کے حالات نہیں مل سکے، باقی سند جید ہے۔

۲۷۔ موت کے فرشتے:

داود بن ابی ہند کہتے ہیں میں ایسا بیمار ہوا کہ میں سمجھا بس موت آ گئی ہے۔ میرے کمرے کا دروازہ میرے حجرے کے دروازے کے سامنے تھا اور میرے حجرے کا دروازہ میرے گھر کے دروازہ کے بالمقابل تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی میری طرف آ رہا ہے۔ موٹی کھوپڑی والا، مضبوط کندھوں والا، گویا کہ ان لوگوں میں سے کوئی ہے جنہیں زُط (حبشی) کہا جاتا ہے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو میں نے اسے ان لوگوں جیسا سمجھا جو گارے مٹی کا کام کرتے ہیں۔ میں نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھی اور کہا: میری روح کا فروں والا فرشتہ قبض کرے گا؟ میں نے سن رکھا تھا کہ کافروں کی روح کالے رنگ کا فرشتہ نکالتا ہے۔

''اسی دوران میں نے کمرے کی چھت کے کھلنے کی آواز سنی۔ پھر چھت اتنی کھلی کہ مجھے آسمان نظر آنے لگا۔ پھر ایک آدمی ترا جم کا لباس سفید تھا، پھر اس کے پیچھے دوسرا آیا۔ ان دونوں نے اس کالے فرشتے کو ڈانٹا تو وہ پیچھے ہٹ گیا اور دور سے مجھے گھورنے لگا۔ جبکہ یہ دوا سے ڈانٹتے رہے۔''

داؤد کہتے ہیں میرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو رہا تھا۔

''ان میں سے ایک میرے سر کی طرف بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کی جانب۔ سر والے نے پاؤں کی جانب والے سے کہا: چھوؤ! تو اس نے میری انگلیوں کے درمیان چھوا اور کہا اس آدمی نے ان انگلیوں کے ذریعے بہت طواف کیے ہیں۔ پھر پاؤں والے نے سر والے سے کہا: چھوؤ! اس نے میرے جبڑوں کو چھوا اور کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنے والے ہیں۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس کا ابھی وقت نہیں آیا، بعد میں! پھر چھت کھلی اور وہ چلے گئے اور چھت ویسی ہو گئی جیسے تھی۔''

نوٹ: اس روایت کی سند کے ایک راوی عمرو بن خالد منکر الحدیث ہے۔

Marfat.com

۲۸۔ سقلیہ کے محاصرہ کے دوران کے ایک زخمی کا واقعہ:

ابوادریس مدنی کہتے ہیں ہمارے پاس مدینہ کا ایک آدمی آیا اور ہم نے سرزمینِ روم میں سقلیہ کے مقام پر جہاد کیا۔ ہم نے اس شہر کا محاصرہ کیا تو ہم تین آدمی ایک ساتھ تھے۔ میں، زیاد اور وہ مدینہ والا آدمی۔ اس محاصرہ کے دوران ایک دن ہم نے اپنے ایک آدمی کو کھانے کے لئے بھیجا اتنے میں منجنیق کا ایک گولہ آ کر زیاد کے قریب گرا۔ اس سے ایک ٹکڑا الگ ہو کر زیاد کے گھٹنے پا آلگا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور میرا ساتھی بھی آ گیا ہم مل کر اسے ایسی جگہ لے گئے جہاں نہ تیر آ سکتا تھا نہ منجنیق۔ دن کا پہلا حصہ ہم نے وہیں گذارا۔ پھر وہ اچانک ہنسنے لگا حتی کہ اس کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ پھر وہ خاموش ہو گیا، پھر رونے لگا حتی کہ آنسو بہنے لگے۔ پھر خاموش ہو گیا، پھر دوسری بار ہنسا، پھر دوسری بار رویا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد باحوش وحواس اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیوں ہوں؟ ہم نے کہا کیا آپ کو اپنے معاملے کا علم نہیں ہے؟ کہا نہیں۔ ہم نے کہا کیا آپ کو منجنیق کا وہ گولا یاد نہیں جو تمہارے پاس گرا تھا؟ اس نے کہا: کیوں نہیں؟ یاد ہے! ہم نے کہا: اس کا کوئی حصہ تمہیں لگا اور تم بے ہوش ہو گئے تھے اور ہم نے آپ کا یہ معاملہ بھی دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں میں تمہیں بتاتا ہوں۔

> ''مجھے زبرجد یا یاقوت کے محل کی طرف لے جایا گیا، پھر مختلف سمت میں بچھی ہوئی قالینوں کی طرف لے جایا گیا جن کے کناروں پر تکیے لگے ہوئے تھے۔ جب میں ایک غالیچے پر بیٹھ چکا تو میں نے اپنی بائیں طرف سے زیوروں کی جھنکار سنی، اتنے میں ایک عورت برآمد ہوئی میں نہیں جانتا کہ وہ عورت زیادہ خوب صورت تھی یا اس کا لباس یا زیور۔ وہ آسمان کی سمت دیکھنے لگی، جب میرے سامنے آئی تو یوں خوش آمدید کہا: اس بے وفا کو خوش آمدید جو اللہ تعالیٰ سے ہمیں نہیں مانگتا تھا حالانکہ ہم فلانی کی طرح نہیں ہیں۔ یعنی دنیاوی بیوی کی طرح۔ جب اس نے دنیا والی بیوی کے اوصاف ذکر کئے تو مسکرائی اور آ کر میرے دائیں طرف بیٹھ گئی۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا: میں تمہاری بیوی کی سوکن ہوں۔ جب میں نے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس نے کہا: اسے یہیں رہنے دو تم ظہر کے

Marfat.com

وقت ہمارے پاس آنے والے ہو۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوئی تو میں رو پڑا۔ پھر میں نے اپنی بائیں طرف ایک آواز سنی، دیکھا تو اس جیسی ایک اور عورت ہے۔ اس نے بھی اسی طرح کیا جس طرح پہلی نے کیا تھا۔ اس نے بھی جب دنیا والی عورت کا ذکر کیا تو مسکرائی اور میرے بائیں جانب بیٹھ گئی۔ میں نے اپنا ہاتھ کھینچا تو کہا: اسے یہیں رہنے دو تم ظہر کے وقت ہمارے پاس آنے والے ہو۔ میں رو پڑا۔"

ابوادریس کہتے ہیں ہمارا یہ ساتھی ہمارے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا حتی کہ جب مؤذن نے اذان دی تو انتقال کر گیا۔

عبدالکریم کہتے ہیں یہ واقعہ ایک آدمی ہمیں ابوادریس مدینی کے حوالہ سے سنایا کرتا تھا۔ پھر جب ابوادریس آئے تو اس نے مجھ سے کہا اگر ابوادریس سے سننا چاہتے ہو تو سن لو۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور خود ان کی زبانی سنا۔

نوٹ: اس روایت کی سند میں ابوادریس کے حالات نہیں مل سکے باقی سند حسن ہے۔ یہ روایت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجہاد، رقم: ۱۴۵ میں بھی نقل کی ہے۔

۲۹۔ مقتول کے سر کا خطاب:

عبدالرحمن بن زید بن اسلم کہتے ہیں پچھلی اقوام میں سے چند نوجوان سلطنتِ روم میں جاتے اور وہاں سے کچھ کما کر لے آتے۔ وہیں قید ہو گئے۔ سب کو ایک ساتھ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے انہیں اپنا دین قبول کرنے کو کہا۔ انہوں نے کہا: نہیں، ہم یہ نہیں کر سکتے، ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے۔ بادشاہ نے اپنے کارندوں سے کہا انہیں قابو رکھو۔ پھر وہ نہر کے کنارے ایک ٹیلے پر جا بیٹھا اور انہیں بلایا۔ ان میں سے ایک کی گردن اڑائی تو وہ نہر میں جا گرا لیکن اس کے سر نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر اس کے سامنے یہ کہا: يَآَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ "اے مطمئن نفس اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ، اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی، پس تو میرے بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں داخل ہو جا"

یہ ماجرا دیکھ کر بادشاہ اور اس کے کارندے ڈر کر بھاگ گئے۔

نوٹ: اس روایت کی سند میں ابویعقوب حنفی اور عبدالرحمن بن زید دو راوی کمزور ہیں۔

Marfat.com

۳۰۔ مقتول کے سرہانے دف بجانے والیاں:

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں ایک جنگ میں جب ہم دشمن کے ساتھ لڑائی سے فارغ ہوئے تو ہمارا ایک ساتھی گم تھا۔

''ہم نے اسے تلاش کیا تو وہ ہمیں درختوں کے ایک جھنڈ میں قتل کیا ہوا ملا۔
اس کے اردگرد نوجوان لڑکیاں تھیں جو اس کے سرہانے دف بجا رہی تھیں
جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو وہ درختوں کے جنگل میں غائب ہو گئیں،
پھر ہم نے انہیں کہیں نہ دیکھا۔''

نوٹ: اس روایت کی سند میں عبدالواحد بن زید بہت بڑے عبادت گذار و پرہیزگار بلکہ عبادت گذاروں کے پیشوا ہیں مگر حدیث میں کمزور ہیں۔

۳۱۔ قبر میں سے سلام کا جواب:

عطاف بن خالد کہتے ہیں میری خالہ نے بتایا کہ میں ایک دن شہداء کی قبرستان میں گئی۔ اور وہ باقاعدہ جایا کرتی تھیں۔ وہاں جا کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ٹھہری اور جتنی اللہ تعالیٰ نے چاہا میں نے نماز پڑھی۔ اس وقت اس وادی میں نہ کوئی بات کہنے والا کوئی موجود تھا نہ سننے والا، سوائے اس ایک لڑکے کے جو میری سواری کی لگام پکڑے کھڑا تھا۔ جب

''میں نے نماز سے فارغ ہوتے ہوئے السلام علیکم کہا تو میں نے اس کا
جواب زمین کے نیچے سے ایسی آواز میں سنا جسے میں اس طرح جانتی تھی
جس طرح میں یہ جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جیسے میں
رات اور دن کو پہچانتی ہوں۔''

اس سے میرے جسم کا ایک ایک بال کھڑا ہو گیا۔

نوٹ: اس روایت کی سند حسن ہے۔ یہ واقعہ امام بیہقی نے دلائل النبوۃ ۳/۳۰۸ میں مصنف کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ اس میں خالد کی خالہ کے حالات معلوم نہیں۔

Marfat.com

۳۲۔ منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات کا سنائی دینا:

یزید بن طریف کہتے ہیں میرا بھائی فوت ہو گیا۔ جب اسے دفن کیا گیا اور لوگ اسے دفن کر کے لوٹ گئے تو میں نے اپنا سر اس کی قبر پر رکھ دیا۔

''اس دوران میں نے ایک کمزور آواز سنی جسے میں پہچانتا تھا کہ یہ میرے بھائی کی آواز ہے۔ وہ کہہ رہا تھا: اللہ! پھر اسے کسی نے کہا: تیرا دین کیا ہے؟ اس نے کہا: اسلام''

نوٹ: اس روایت کی سند حسن ہے۔

۳۳۔ علاء بن عبدالکریم کہتے ہیں ایک آدمی فوت ہوا۔ اس کا ایک بھائی تھا جس کی نگاہ کمزور تھی۔ وہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے بھائی کو دفن کیا۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے اپنا سر اس کی قبر پر رکھ دیا۔

''مجھے قبر کے اندر سے آواز آنے لگی کوئی پوچھ رہا تھا: تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ پھر میں نے اپنے بھائی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا: اللہ! پھر کسی اور نے اس سے پوچھا: تیرا دین کیا ہے؟ اس نے کہا: اسلام''

نوٹ: اس روایت کی سند بھی حسن ہے۔

۳۴۔ سورۃ السجدہ اور سورۃ الملک:

حسن بن دینار کہتے ہیں ثابت بنانی اور ایک دوسرا آدمی مطرف بن عبداللہ بن شخیر کی عیادت کے لئے گئے تو اسے غشی میں پایا۔ اسی دوران اس سے تین نور چمکے ایک اس کے سر سے ایک اسکے سینے سے اور ایک پاؤں سے۔ اس صورتِ حال نے ہمیں حیران کر دیا۔

جب اسے افاقہ ہوا تو ہم نے کہا: اے عبداللہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے تو آپ سے ایسی چیز دیکھی ہے جس نے ہمیں حیران کر دیا ہے۔ اس نے کہا کیا ہوا؟ ہم نے اسے صورتِ حال بتائی۔ اس نے کہا واقعی تم نے یہ دیکھا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں!

اس نے کہا:

''یہ سورۃ الم تنزیل السجدۃ تھی جو کہ اُنتیس آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا اوّل

Marfat.com

حصہ میرے سر پر چمکا، درمیان حصہ میرے سینہ پر اور آخری حصہ پاؤں
پر! اور یہ سورۃ اوپر گئی ہے میری سفارش کرنے کے لئے اوپر گئی ہے۔ اور
یہ سورۃ تبارک الذی ہے جو میری پہرہ داری کر رہی ہے۔''

اس کے بعد اس کی روح پرواز کر گئی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نوٹ: اس روایت کی سند میں حسن بن دینار ضعیف ہے مگر ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء ۲/۲۰۶ میں یہ واقعہ ایک دوسرے طریق سے نقل کیا ہے جس میں کوئی ضعیف نہیں ہے۔

۳۵۔ مورق عجلی فرماتے ہیں ہم ایک آدمی کی عیادت کے لئے گئے تو اس پر بے ہوشی طاری تھی۔ اس کے سر سے ایک نور نکلا جو چھت کی طرف گیا اور اسے پار کر گیا۔ پھر اس کی ناف سے ایک نور نکل کر اسی طرح اوپر چلا گیا، پھر اس کے پاؤں سے ایک نور نکلا اور چھت کے پار چلا گیا۔ پھر اسے افاقہ ہوا تو ہم نے پوچھا کیا تمہیں اپنے معاملے کا علم ہے؟ اس نے کہا:

''ہاں جو نور میرے سر سے نکلا وہ سورۃ السجدہ کی پہلی چودہ آیات تھیں، جو
میرے وسط سے نکلا وہ آیتِ سجدہ تھی اور جو نور میرے پاؤں کی جانب
سے نکلا وہ اس سورۃ کا آخر تھا۔ یہ سب آیات میری شفاعت کرنے گئی
ہیں اور سورۃ تبارک الذی میرے پاس میری حفاظت کر رہی ہے۔ میں
ہر رات یہ دو سورتیں پڑھا کرتا تھا۔''

نوٹ: اس کی سند میں عصام بن طلیق نامی راوی کمزور ہے۔

۳۶۔ روحوں کا شہر:

ابو ایوب الیمانی اپنے قبیلے کے ایک عبداللہ نامی آدمی سے نقل کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں اور قوم کے کچھ اور آدمیوں نے سمندر کا سفر کیا۔ سفر کے دوران کئی دن سمندر میں ہم پر اندھیرا چھایا رہا۔ جب ہم سے یہ اندھیرا ہٹا تو ہم ایک آبادی کے قریب تھے۔ میں پانی کی تلاش میں کشتی سے باہر نکل کر آبادی کی طرف گیا تو دیکھا کہ وہاں گھروں کے دروازے بند ہیں اور ان کے اندر ادھر سے اُدھر ہوا اُڑ رہی ہے۔ میں نے ان گھروں میں آوازیں لگائیں مگر کسی نے جواب نہ دیا۔

Marfat.com

اتنے میں دوسوار آتے دکھائی دیئے جن کے نیچے سفید سواریاں تھیں۔ انہوں نے مجھ سے معاملہ پوچھا تو میں نے انہیں سمندر میں پیش آنے والی صورتِ حال بتائی اور یہ بھی کہ اب میں پانی کی تلاش میں نکلا ہوں۔ انہوں نے کہا اے عبداللہ! اس گلی میں چلتے جاؤ، اس کے آخر میں ایک کنواں آئے گا اس میں پانی ہوگا، وہاں سے پانی نکال لینا! اور اس کنویں میں جو کچھ نظر آئے اس کی وجہ سے گھبرانا نہیں ہے۔ پھر میں نے ان سے ان گھروں کے بارے میں پوچھا جن کے دروازے بند تھے اور اندر ہوا اُڑ رہی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ یہ مر جانے والوں کی روحوں کے گھر ہیں۔

پھر میں اس گلی کے آخر میں گیا تو وہاں ایک کنواں تھا جس میں ایک آدمی لٹکا ہوا تھا جو اپنا سر اٹھا کر اپنے ہاتھ سے پانی لینے کی کوشش کر رہا تھا لیکن پانی اس کے ہاتھ میں نہیں آ رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو پکار کر کہا اے عبداللہ مجھے پانی پلا دو! میں نے اپنا پیالہ پانی میں ڈالا تا کہ اسے پانی پلاؤں لیکن میرے دونوں ہاتھ جکڑ دیئے گئے۔ اس نے مجھے کہا: تم اپنی پگڑی بھگو کر میری طرف ڈال دو! میں نے اپنی پگڑی بھگوئی تا کہ اس کی طرف پھینکوں مگر اب بھی میرے ہاتھ جکڑ دیئے گئے۔

میں نے کہا اے اللہ کے بندے! جو میں نے کیا وہ تو نے دیکھ لیا۔ میں نے تجھے پانی پلانے کے لئے پیالہ پانی میں ڈالا تو میرے ہاتھ جکڑ دیے گئے، پھر اپنی پگڑی بھگوئی تا کہ تیری طرف پھینکوں تو بھی میرے ہاتھ جکڑ دیئے گئے، اب تم ہی بتاؤ کہ تمہارا معاملہ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا ہوں جس نے سب سے پہلے زمین میں خون بہایا تھا۔

نوٹ: اس روایت کی سند کا ایک راوی عبدالملک بن قدامہ ضعیف ہے۔

Marfat.com

۳۷۔ایک مقروض شخص کی روح سے ملاقات:

شیبان بن حسن کہتے ہیں میرے والداور عبدالواحد بن زید جہاد کے ارادہ سے نکلے۔ دورانِ سفر وہ ایک کھلے اور گہرے کنویں پر پہنچے۔انہوں اپنی رسیاں جوڑ کر ڈول کنویں میں ڈالا لیکن وہ کنویں میں گر گیا۔پھرانہوں نے سب ساتھیوں کی رسیاں جوڑیں اورایک آدمی کنویں میں اترا۔جب وہ کنویں میں کچھ نیچے گیا تو اس نے کوئی مبہم سی آوازیں سنیں۔وہ واپس آ گیا اور ساتھیوں سے کہا جو مین سنتا ہوں تمہیں بھی سنائی دے رہا ہے؟انہوں نے کہا:ہاں۔اس نے کہا مجھے کوئی لاٹھی پکڑاؤ!اس نے لاٹھی پکڑی اور کنوئیں میں اتر گیا۔نیچے گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی تختیوں کے اوپر بیٹھاہے اور نیچے پانی ہے۔اِس نے کہا:تم کوئی انسان ہو یا جن؟اس نے کہا:انسان ہوں! اس نے کہا:تمہارا معاملہ کیا ہے؟اس نے بتایا کہ میں انطاکیہ والوں میں سے ہوں،مجھے پچھلوں نے بھلا دیا ہےاور میرے پروردگار نے اس قرضہ کی وجہ سے جومیرے ذمہ تھا مجھے یہاں قید کر رکھاہے۔میری اولادانطاکیہ میں ہے نہ وہ مجھے یاد کرتے ہیں نہ میرا قرض ادا کرتے ہیں۔

وہ آدمی کنوئیں سے باہر آیا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ جہاد کے بعد ایک اور جہاد ہے۔ساتھیوں کو جانے دو!پھر وہ دونوں انطاکیہ گئے اور وہاں اس آدمی اور اس کی اولاد کے بارے میں پوچھا تو وہ مل گئے انہوں نے کہا واقعی وہ آدمی ہمارا والد ہے،ہم اپنی سب زمین بیچ چکے ہیں۔انہوں نے کہا چلو ہم مل کر اس کا قرض ادا کرتے ہیں۔وہ ان کے ساتھ ہوئے اور اس آدمی کا قرض ادا کیا۔

وہ کہتے ہیں پھر ہم واپس اس کنویں کی جگہ پہنچے تو وہاں نہ کنواں تھا نہ اس کا کوئی نشان۔البتہ وہ آدمی ان کے خواب میں آیا اور اس نے کہا:

جَزَاکُمَا اللهُ خَیْرًا، فَاِنَّ رَبِّیْ حَوَّلَنِیْ اِلٰی مَوضِعِ کَذَا وَ کَذَا مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ قُضِیَ دَیْنِیْ

”اللہ تعالیٰ تمہیں بہترین جزا عطا فرمائیں،جونہی میرا قرض ادا کیا گیا میرے پروردگار نے مجھے جنت کے ایسے ایسے مقام میں منتقل فرمادیا۔“

نوٹ: اس روایت کی سند کے راوی شعیب بن محرز اور شیبان بن حسن کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

Marfat.com

۳۸۔سام بن نوح:

حضرت معاویہ بن قرۃ کہتے ہیں بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے کہا: اے روح اللہ وکلمتہ ! بے شک سام بن نوح یہیں قریب ہی دفن ہے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ انہیں زندہ کریں۔اللہ کے نبی نے اسے آواز دی، مگر کوئی جواب نہ آیا، پھر پکارا، کوئی شی نظر نہ آئی۔لوگوں نے کہا دفن تو یہیں قریب ہی ہیں؟ اللہ کے نبی نے پھر آواز دی تو وہ کمزوری و بوڑھاپے کی شکل میں نمودار ہوا۔

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی ہمیں تو یہ بتایا گیا تھا کہ وہ جوانی کی عمر میں فوت ہوا تھا۔یہ اس کی سفیدی کیوں ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہ سفیدی کیا ہے؟

میرا خیال ہے یہ چیخ کی وجہ سے ہے! پھر وہ بے ہوش ہو گیا۔

نوٹ: اس روایت کی سند جید ہے۔

۳۹۔کوفہ کی ایک خاتون:

احمد بن عدی طائی کہتے ہیں میں نے کوفہ کے ایک بزرگ سے سنا وہ کہتے تھے
''میں ایک خاتون کے جنازہ میں شریک ہوا۔ جب اسے قبر کے پاس لے گئے تو اس نے حرکت کی، لوگ اسے واپس لے آئے اور پھر ایک عرصہ تک زندہ رہی اور بچہ بھی جنا۔''

نوٹ: احمد بن عدی طائی کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

۴۰۔فوت شدہ بچوں کا زندہ ہونا:

ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کی ایک عورت تھی جو اپنے خاوند کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتی تھی۔اس کے دو بیٹے کنویں میں گر کر مر گئے۔اس خاتون نے انہیں کنویں سے نکلوایا، پاک صاف کروایا اور بستر پر لٹا کر ان پر کپڑا اڑلوا دیا۔

پھر اس نے اپنے خادموں اور گھر کے لوگوں سے کہا کہ جب ان بچوں کے والد آجائیں تو تم ان کو اس بارے میں کچھ نہ بتانا، میں ہی ان سے بات چیت کروں گی۔

Marfat.com

''جب بچوں کا باپ آیا تو اس کے سامنے کھانا رکھا۔ اس نے پوچھا بچے کہاں ہیں؟ اس نے کہا: آرام کر رہے ہیں۔ باپ نے کہا: نہیں اللہ کی قسم وہ میرے ساتھ ہوں گے۔ اس نے آواز دی اے فلاں! اے فلاں! تو ان دونوں بچوں نے والد کو جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے عمل کی قدردانی میں اس کی روحیں لوٹا دیں۔''

نوٹ: اس کی سند حسن ہے۔

۱۴۱۔ شہید کے سر کا خطاب:

سعید عمی کہتے ہیں ایک جماعت سمندر میں جہاد پر جا رہی تھی کہ ان کے پاس ایک کمزور سا نوجوان آیا، اس نے کہا مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو! انہوں نے انکار کیا۔ مگر پھر اسے ساتھ لے لیا۔ آگے جا کر دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس نوجوان نے سب سے بڑھ کر جنگ کی۔ اسی میں شہید ہو گیا۔

جب شہید ہوا تو اس کے سر نے یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سب سے خطاب کیا:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۸۳

[سورۃ القصص: ۸۳]

''یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے مقرر کرتے ہیں جو زمین میں بڑائی نہیں چاہتے اور نہ فساد چاہتے ہیں اور انجام تقویٰ والوں کے لئے ہے۔''

اس کے بعد وہ سمندر میں گرا اور غائب ہو گیا۔

نوٹ: سعید عمی کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

Marfat.com

۴۲۔ایک کٹے ہوئے سر کی آوازیں:

خُلَید ابوسلیمان العصری کہتے ہیں طاعون فتیات کے زمانہ میں ان سے ایک عورت نے بیان کیا کہ

''میرا خاوند میرے ساتھ گھر میں ہوتے ہوئے فوت ہوگیا۔ میں اسے دفن نہ کر سکی۔ جب رات ہوگئی تو ہم نے ایک آواز سنی جس نے ہمیں خوفزدہ کردیا۔ میرے ساتھ میرا ایک چھوٹا سا بچہ تھا وہ خوف کے مارے میرے کپڑوں میں گھسنے لگا۔ وہ آواز قریب ہوتی گئی حتی کہ ایک کٹا ہوا سر ہمارے اوپر آ گیا اور وہ کہہ رہا تھا: اے فلاں تجھے آگ کی بشارت ہو تو نے بغیر کسی جرم کے ایک مومن نفس کو قتل کیا ہے، حتی کہ وہ یہی پکارتے پکارتے ہمارے پاؤں کے نیچے سے نکل کر دیوار پر چڑھا اور آہستہ آہستہ یہ آواز ختم ہوگئی۔''

نوٹ: اس روایت کی سند حسن ہے البتہ جس خاتون نے یہ واقعہ بیان کیا اس کی تعیین نہیں ہے۔

Marfat.com

راویان

نوٹ: راویوں کا تعارف روایت وواقعہ کے نمبروں کی ترتیب سے دیا گیا ہے۔ جو نمبر نہیں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس راوی کا تعارف ہمیں نہیں ملا۔

۱۔ صالح مُرّی یہ صالح بن بشیر بن وادع بصری ہیں۔ بڑے عبادت گذار تھے۔ صحیحین کے راویوں میں سے ہیں مگر ضعیف تھے۔ راویوں کے ساتویں طبقہ سے ہیں۔ ۱۷۲ھ میں انتقال ہوا۔

ربیعہ بن کلثوم بن جبر بصری ہیں۔ ساتویں طبقہ میں سے ہیں۔ روایت میں صدوق تھے۔ البتہ وہم ہوتا تھا۔ یہ بھی صحیحین کے راویوں میں سے ہیں۔

۲۔ عبداللہ بن عبیداللہ الانصاری: کتاب کے نسخۂ احمدیہ میں جو کہ حلب میں محفوظ ہے، یہاں عبداللہ بن عبیدالانصاری ہے۔ تقریب میں لکھا ہے کہ

> ''عبداللہ بن عبید انصاری مجہول ہے۔ تیسرے طبقہ سے ہے خطیب نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ عبداللہ بن عبید انصاری نہیں بلکہ عبداللہ بن عبید لیثی، مکی ہے۔ جو ۱۱۳ھ میں جہاد میں شہید ہوئے۔ جو انہیں انصاری کہتے ہیں انہیں وہم لگا ہے۔''

خلف بن ہشام: یہ خلف بن ہشام بن ثعلب، بغدادی، المقری ہیں۔ ثقہ ہیں۔ دسویں طبقہ سے ہیں۔ ۱۲۹ھ میں انتقال ہوا۔

۳۔ ربعی بن حراش کوفہ کے ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ بہت بڑے تابعی ہیں۔ زندگی بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ انہوں نے اوران کے بھائی ربیع نے قسم کھائی تھی کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارا انجام کیا ہے زندگی بھر نہیں ہنسیں گے۔ چنانچہ ان دونوں بھائیوں کو موت کے بعد ہنستے ہوئے پایا گیا۔ ربعی کا انتقال ۱۰۱ھ میں ہوا۔

Marfat.com

۴۔ عبد الملک بن عمیر: یہ عبد الملک بن عمیر بن سوید لخمی، کوفی، قبطی، تابعی ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں ۳۲ یا ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ ثقہ وفقیہ ہیں۔ بعد میں ان کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا، تدلیس بھی کرتے تھے۔ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ شعبی کے بعد کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ ایک سو تین برس کی عمر میں ۱۳۶ ھ میں وفات پائی۔ تمام صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

۵۔ سُرَیج بن یونس: یہ بغدادی، ابو حارث، مروزی الاصل، ثقہ اور عابد ہیں۔ دسویں طبقہ سے ہیں ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے۔ صحیح مسلم میں کثرت سے ان کی روایتیں موجود ہیں ان کے علاوہ امام بخاری اور نسائی نے بھی ان کی روایتیں لی ہیں۔

نوٹ: قاہرہ میں اس کتاب کا متن جن دو قلمی نسخوں کے اعتماد پر شائع ہوا ہے ان میں اسے ایک میونخ المانیا میں ہے دوسرا نسخۂ احمدیہ ہے جو حلب میں محفوظ ہے۔ یہاں حلب والے نسخہ میں ''سُرَیج'' ہے یہ نام ہمیں تقریب میں ملا ہے اس لئے اس کا تعارف دے دیا گیا ہے۔ اور المانوی نسخہ میں ''شُرَیح'' ہے۔ اس کا تعارف ہمیں کہیں نہیں ملا۔

۹۔ سفیان بن عیینہ: معروف وثقات تبع تابعین میں سے ہیں۔ حدیث میں امام ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ آپ زہری کے شاگردوں میں امام مالک کے بعد سب سے بڑھ کر ثقہ سمجھے جاتے ہیں۔ ہاں البتہ کبھی کبھی تدلیس کرتے ہیں۔ وفات سے دو سال قبل حافظہ میں کمزوری آ گئی تھی اس لئے اس دوران کی روایتیں معتبر نہیں ہیں۔ صحاح حدیث کی سب کتابوں میں کثرت کے ساتھ ان کی روایتیں موجود ہیں۔ ۱۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۸ھ میں وفات ہوئی۔

۱۱۔ خلف بن حوشب کوفی صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ ساتویں طبقہ سے ہیں ۱۴۰ھ کے بعد انتقال ہوا۔

۱۲۔ ابوالخصیب: یہ زیاد بن عبد الرحمن قیسی بصری ہیں۔ صحیحین کے راوی ہیں۔ مقبول ہیں۔ ساتویں طبقہ میں سے ہیں۔

۱۴۔ سفیان ثوری: آپ کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ امیر المومنین فی الحدیث، مجتہد وقت، قطب الاسلام، محدث، فقیہ اور عابد، زاہد تھے۔ ان کے شاگردوں میں اوزاعی، شعبہ اور امام مالک جیسے ائمہ ہیں۔ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ تمام کتب حدیث میں ان

Marfat.com

سے بکثرت روایات موجود ہیں۔ کبھی تدلیس کرتے تھے۔

۱۵۔ عامر: یہ عامر بن شراحیل شعبی ہیں۔ ثقہ راوی، مشہور و معروف فقیہ ہیں۔ مکحول کہتے ہیں میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ اسی برس کی عمر میں ۱۰۰ھ کے آس پاس انتقال ہوا۔

۱۸۔ داود بن شابور: یہ ابوسلیمان مکی ہیں۔ چھٹے طبقہ میں سے ہیں۔

۱۹۔ مجاہد: مجاہد بن جبر مکی مشہور قاری قرآن اور ثقات تابعین میں سے ہیں۔ عظیم المرتبت عالم دین ہیں۔ ذہبی کہتے ہیں مجاہد کے امام ہونے پر اجماع امت ہے۔ تیس مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی آخِرِهٖ پڑھا۔ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۰ھ کے آس پاس سجدہ کی حالت میں انتقال ہوا۔ تمام کتب صحاح میں ان کی احادیث موجود ہیں۔ یہ سائب بن ابی سائب کے آزاد کردہ غلام تھے۔

۲۰۔ عبداللہ بن ابی الہذیل: یہ ابوالمغیرہ کوفی ہیں۔ دوسرے طبقہ سے ہیں۔ ثقہ ہیں۔ عراق میں خالد قسری کے دور میں فوت ہوئے۔

۲۲۔ ابوسبرۃ نخعی: تیسرے طبقہ سے ہیں۔ مقبول ہیں۔ کہا جاتا ہے ان کا نام عبداللہ بن عابس ہے۔

۲۴۔ ابوعبداللہ شامی: دوسرے طبقہ کا راوی ہے، ثقہ ہے اور اس کی روایت سنن ابی داود اور ابن ماجہ میں موجود ہے۔

۲۵۔ عطاء خراسانی: یہ عطاء بن ابی مسلم ابوعثمان خراسانی ہیں۔ ان کے والد کا نام میسرۃ تھا۔ یہ روایت میں صدوق ہیں مگر وہم کثرت سے ہوتا تھا۔ ارسال بھی کرتے تھے اور تدلیس بھی۔ طبقۂ خامسہ میں سے ہیں۔ ۱۳۵ھ میں انتقال ہوا۔ امام بخاری نے ان کی روایت نہیں لی۔

۲۷: داود بن ابی ہند: یہ بنوقشیر کے آزاد کردہ تھے اس لئے قشیری کہلاتے تھے۔ بصری ہیں۔ ثقہ متقن ہیں، آخر عمر میں کبھی وہم ہوتا تھا۔ طبقہ خامسہ سے ہیں۔ ۱۴۰ھ میں فوت ہوئے۔

۲۸۔ عبدالکریم بن حارث حضرمی: یہ ابوالحارث، مصری، ثقہ، عابد ہیں۔ چھٹے طبقہ سے ہیں۔ مستورد سے ان کی روایت منقطع ہے۔ صحیح مسلم اور سنن نسائی میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔

۲۹۔ عبدالرحمن بن زید بن اسلم: یہ بنوعدی کے آزاد کردہ ہیں اس لئے عدوی کہلاتے تھے۔ آٹھویں طبقہ میں سے ہیں۔ ضعیف ہیں۔ ۱۸۲ھ میں فوت ہوئے۔ سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں ان کی روایت موجود ہے۔

Marfat.com

۳۰۔ عبدالصمد بن عبدالوارث: یہ عنبری، التنوری، ابوسہل بصری ہیں۔صدوق ہیں شعبہ سے روایت کرنے میں ثبت ہیں۔تمام صحاح ستہ میں ان کی روایتیں موجود ہیں۔نویں طبقہ سے ہیں۔۲۰۷ھ میں انتقال ہوا۔

۳۱۔ عطاف بن خالد: یہ عبد اللہ بن عاص مخزومی کے پوتے ہیں۔ابوصفوان کنیت ہے۔مدنی ہیں۔روایت میں صدوق ہیں مگر وہم ہوتا تھا۔ساتویں طبقہ سے ہیں۔

۳۲۔ اسمعیل بن ابی خالد: تقریب التہذیب میں دو اسمعیل بن ابی خالد مذکورہ ہیں۔

(۱) اسمعیل بن ابی خالد احمسی، بجلی جو ثقہ ثبت ہیں، چوتھے طبقہ سے ہیں۔۱۴۶ھ میں انتقال ہوا۔

(۲) اسمعیل بن ابی خالد فدکی، جو صدوق ہیں اور تیسرے طبقہ سے ہیں۔

۳۳۔ شجاع بن ولید سکونی: یہ ابوزید، کوفی، صدوق و ورع ہیں۔ان کے کئی اوہام بھی ہیں۔نویں طبقہ سے ہیں۔۲۰۴ھ میں انتقال ہوا۔

۳۴۔ ثابت بنانی: یہ ثابت بن اسلم ہیں جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے معروف شاگرد ہیں۔کنیت ابو محمد تھی۔بصری ہیں۔ثقہ عابد ہیں۔چوتھے طبقہ سے ہیں۔۸۶ برس کی عمر میں ۱۲۰ھ کے آس پاس انتقال ہوا۔

۳۵۔ مورق عجلی: یہ مورق بن مشمرج بن عبداللہ عجلی بصری ہیں۔کنیت ابوالمعتمر تھی۔ثقہ عابد ہیں۔تیسرے طبقہ کے اکابر میں سے ہیں۔ایک سو ہجری کے بعد انتقال ہوا۔

۳۶۔ عبداللہ بن دینار: تقریب میں دو عبداللہ بن دینار مذکور ہیں۔(۱) عبداللہ بن دینار عدوی، ابوعبدالرحمن، مولی ابن عمر جو ثقہ ہے اور چوتھے طبقہ سے ہے۔۱۲۷ھ میں فوت ہوئے۔

(۲) عبداللہ بن دینار بہرانی، اسدی، ابومحمد، حمصی جو ضعیف ہیں پانچویں طبقہ سے ہیں۔

۳۸۔ معاویہ بن قرۃ: یہ مزنی، ابوہلال، بصری ہیں۔ثقہ عالم ہیں۔تیسرے طبقہ سے ہیں۔۷۶ برس کی عمر میں ۱۱۳ھ میں وفات پائی۔

۴۲۔ ابوسلیمان عصری: یہ خلید بن عبداللہ بصری ہیں۔کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ تھے۔صدوق ہیں، ارسال کرتے تھے۔چوتھے طبقہ سے ہیں۔

Marfat.com

اَسناد

یہ وہ سندیں ہیں جن کے ذریعے علامہ ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ روایات نقل کی ہیں۔ چونکہ یہ ہر ایک قاری کی دلچسپی کی چیز نہیں ہے اس لئے ہم نے ان سندات کو بالترتیب الگ ذکر کیا ہے تاکہ اہلِ علم ملاحظہ فرما سکیں۔

١۔ حدثنا عبد الله، قال: فحدثني محمد بن محمد بن الاسود التميمي عن ابی النضر هاشم بن القاسم عن صالح المری قال: حدثت بهذا حفص بن النضر السلمي فعجب منه، فلقيني الجمعة الثانية، فقال:

٢۔ حدثنا عبد الله نا خلف بن هشام البزار نا خالد الطحان عن حصين عن عبد الله بن عبيد الله الانصاری:

٣۔ حدثنا عبد الله ذكر ابی انا سفيان بن عيينة عن عبد الملك بن عمير عن ربعی بن حراش قال و حدثنا محمد بن بكار نا حفص بن عمر عن عبد الملك ابن عمير عن ربعی بن حراش ـــ و هذا لفظ ابن بكار ـــ قال:

٤۔ حدثنا عبد الله ذكر يعقوب بن عبيد نا يزيد بن هارون انا المسعودی عن عبد الملك بن عمير عن ربعی بن حراش قال:

٥۔ حدثنا عبد الله نا شريح بن يونس نا خالد بن نافع نا علی بن عبيد الله الغطفانی و حفص بن يزيد قالا:

٦۔ حدثنا عبد الله ذكر محمد بن الحسين نا محمد بن جعفر بن عون ذكر بكر بن محمد العابد عن الحارث الغنوی قال:

Marfat.com

۷۔ حدثنا عبداللہ نا ابو زید النمیری نا ابو عاصم ذکر ابی قال:

۸۔ حدثنا عبدا للہ نا محمد بن عثمان العجلی نا ابو اسامۃ ذکر عقبۃ بن عمار العبسی نا مغیرۃ بن حذف عن رؤبۃ ابنۃ بیجا:

۹۔ حدثنا عبد اللہ ذکر محمد بن علی بن الحسن بن شقیق نا ابراھیم ابن الاشعث عن سفیان بن عیینۃ قال: سمعت صالح بن حی یقول:

۱۰۔ حدثنا عبد اللہ نا یحییٰ بن یوسف الزمی نا شعیب بن صفوان عن عبد الملک بن عمیر قال:

۱۱۔ حدثنا عبد اللہ ذکر الولید بن شجاع بن الولید السکونی نا ابی قال سمعت خلف بن حوشب یقول:

۱۲۔ حدثنا عبد اللہ ذکر ابی و الحسین بن الحسن قالا: انا وضاح بن حسان الانباری نا عبد الرحمن المحاربی ذکر ابو الخصیب قال:

۱۳۔ حدثنا عبد اللہ ذکر اسماعیل بن اسد نا خلف بن تمیم نا بشیر ابو الخصیب قال:

۱٤۔ حدثنا عبد اللہ قال: و حدثنی علی بن محمد عن خلف قال: رأیت سفیان الثوری یسأل ھذا الشیخ عن ھذا الحدیث۔

۱۵۔ حدثنا عبد اللہ نا ابراھیم بن عند اللہ الھروی انا یحییٰ بن زکریا ابی ابی زائدۃ نا مجالد عن عامر قال:

۱٦۔ حدثنا عبد اللہ نا سعید بن یحییٰ القرشی ذکر عمی عبد اللہ بن سعید نا زیاد بن عبد اللہ نا مجالد عن الشعبی ذکر شیخ من جھینۃ فذکر القصۃ قال:

۱۷۔ حدثنا عبدا للہ نا محمد بن الحسین عن عبید اللہ بن عمرو الرقی عن اسماعیل بن ابی خالد عن الشعبی قال:

۱۸۔ حدثنا عبد اللہ اسحاق بن اسماعیل نا سفیان بن عیینۃ عن داود بن شبور عن ابی قزعۃ رجل من اھل البصرۃ عنہ او عن غیرہ قال:

۱۹۔ حدثنا عبد اللہ ذکر محمد بن جعفر نا منصور بن عمار نا ابو الصلت شھاب بن خراش عن عمہ العوام بن حوشب عن مجاھد قال:

Marfat.com

۲۰۔ حدثنا عبداللہ و نا ابو بکر محمد بن المغیرۃ الشہرزوری نا ابو توبۃ نا شہاب بن خراش عن عمہ العوام بن حوشب عن عن عبداللہ بن ابی الھذیل قال:

۲۱۔ حدثنا عبداللہ نا اسحاق بن اسماعیل و احمد بن بجیر و غیرھما قالا نا محمد بن عبید عن اسماعیل بن ابی خالد عن الشعبی:

۲۲۔ حدثنا عبد اللہ نا الحسن بن عرفۃ نا عبد اللہ بن ادریس عن اسماعیل بن ابی خالد عن ابی سبرۃ النخعی۔۔ نحوہ۔

۲۳۔ حدثنا عبداللہ ذکر العباس بن ھشام عن ابیہ عن جدہ عن مسلم بن عبداللہ بن شریک النخعی:

۲۴۔ حدثنا عبد اللہ ذکر ابو سلیمان داود بن سلیمان الجرجانی مولی قریش نا حماد بن عمرو عن یزید بن سعید القرشی عن ابی عبداللہ الشامی قال:

۲۵۔ حدثنا عبداللہ نا ابو حاتم الرازی نا ابن عفیر نا یحییٰ بن ایوب عن سلیمان بن بلال قال: سمعت عطاء الخراسانی قال:

۲۶۔ حدثنا عبد اللہ ذکر زکریا بن یحییٰ نا کثیر بن یحییٰ بن کثیر نا شیخ من بلعم یقال لہ معمر العمی قال:

۲۷۔ حدثنا عبد اللہ حدثنا الحسین بن علی العجلی نا عمرو بن خالد الاسدی نا داود ابی ھند قال:

۲۸۔ حدثنا عبد اللہ نا ابو علی المروزی حمزۃ بن العباس انا علی بن الحسن و عبدان بن عثمان قالا: انا عبد اللہ بن المبارک عن عبد الرحمن بن رزین المصری ذکر عبد الکریم بن الحارث الحضرمی ذکر ابو ادریس المدینی قال:

۲۹۔ حدثنا عبداللہ ذکر ابو جعفر احمد بن ولید ذکر احمد بن انداد بطرسوس نا ابو یعقوب الحنینی عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم قال:

۳۰۔ حدثنا عبد اللہ ذکر محمد بن الحسین نا عبد الصمد بن عبد الوارث قال سمعت عبد الواحد بن زید قال:

Marfat.com

۳۱۔ حدثنا عبد اللہ ذکر ابراهيم بن سعيد ذکر الحکم بن نافع قال: نا العطاف بن خالد قال: حدثتني خالتي قالت:

۳۲۔ حدثنا عبد اللہ نا يحييٰ بن جعفر ذکر عمرو بن عثمان نا محمد ابن يزيد عن اسماعيل بن ابی خالد عن يزيد بن طريف قال:

۳۳۔ حدثنا عبد اللہ ذکر محمد بن الحسين ذکر ابو زيد شجاع بن الوليد السکونی ذکر العلاء بن عبد الکريم قال:

۳٤۔ حدثنا عبد اللہ ذکر محمد بن الحسين ذکر عيسی بن سالم نا ابو المليح الرقی عن الحسن بن دينار ذکر ثابت البنانی ورجل آخر:

۳۵۔ حدثنا عبد اللہ نا ابو الحسن احمد بن عبد الاعلی الشيبانی نا عصام ابن طليق عن شيخ من اهل البصرة عن مورق العجلی قال:

۳٦۔ حدثنا عبد اللہ ذکر يعقوب التميمی يوسف بن يعقوب نا ابن اخی عبد اللہ بن وهب و ابن ابی ناجية جميعا قالا: نا زياد بن يونس الحضرمی عن عبد الملک بن قدامة عن عبد اللہ بن دينار عن ابی ايوب اليمانی عن رجل من قومه يقال له عبد اللہ:

۳۷۔ حدثنا عبد اللہ ذکر محمد بن الحسين نا شعيب بن محرز الازدی نا شيبان بن الحسن قال:

۳۸۔ حدثنا عبد اللہ نا خلف بن هشام نا عون بن موسی سمع معاوية بن قرة قال:

۳۹۔ حدثنا عبد اللہ نا احمد بن عدی الطائی انه سمع شيخا بالکوفة فی بنی کرز۔

٤۰۔ حدثنا عبد اللہ نا ابو کريب نا زکريا بن عدی نا خالد بن يزيد الهدادی عن ثابت البنانی:

٤۱۔ حدثنا عبد اللہ ذکر محمد بن ادريس نا سعيد العمّی قال:

٤۲۔ حدثنا عبد اللہ قال ذکر علی بن نصر الجهضمی ذکر خالد بن يزيد الهدادی نا اشعث بن جابر الحدّانی عن خليد ابو سليمان العصری قال خالد:

Marfat.com

۱۔ حسن لغیرہ۔ اخرجه المصنف ایضا فی کتاب مجابی الدعوة رقم: ٤٦، و اخرجه ایضا ابن عدی ٤/٦٢، و البیهقی ٦/٥٠ و ابو نعیم رقم: ٥٦١، کلاهما فی الدلائل۔ کلهم عن صالح المری و هو ضعیف۔

۲۔ اسناده ضعیف۔ فی سنده صالح المری ایضا، و هو ضعیف کما تقدم۔

۳۔ اسناده صحیح۔ اخرجه البیهقی فی الدلائل ٦/٥٥، ٥٧، و ابن عساکر فی تاریخ دمشق ص: ٤٧٥، ٥٤٠ قسم النساء۔ کلاهما من طریق اسماعیل بن ابی خالد۔ به قال البیهقی: هذا اسناد صحیح۔

قال الامام البخاری فی تاریخه ٣/٣٨٣: زید بن خارجة۔۔۔ هو الذی تکلم بعد الموت۔ و قال البیهقی فی الدلائل ٦/١٥٨: و قد روی فی التکلم بعد الموت عن جماعة باسانید صحیحة۔ اه۔ و قال ابن عبد البر فی الاستیعاب ١/٥٦١: زید بن خارجة۔۔۔ و هو الذی تکلم بعد الموت لا یختلفون فی ذلک۔۔۔ روی حدیثه هذا ثقات الشامیین عن النعمان بن بشیر، و رواه ثقات الکوفیین عن یزید بن النعمان بن بشیر عن ابیه، و رواه یحییٰ بن سعید الانصاری عن سعید بن المسیب۔ و قال ابن کثیر فی البدایة ٦/٢٩٢: و اما قصة زید ابن خارجة و کلامه بعد الموت و شهادته للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و لابی بکر و عمر و عثمان بالصدق فمشهورة مرویة من وجوه کثیرة صحیحة۔

٤۔ اسناده لا باس به۔ فی اسناده عکرمة بن ابراهیم، و هو ضعیف، و انظر لسان المیزان ٤/١٨١، لکنه توبع:

فقد اخرجه المصنف هنا رقم: ٧، و الطبرانی ٥/ رقم: ٥١٤٤، و ابن عساکر ص ٢١٦ ترجمة عثمان۔ کلهم من طریق داود ابی هند عن زید او یزید بن نافع عن حبیب۔ به۔ و زید او یزید هذا لم اقف علی ترجمته۔

و اخرجه ایضا الطبرانی ٥/٥١٤٥، من طریق شریک عن ابراهیم بن مهاجر عن حبیب۔۔ به۔ و رجاله رجال مسلم کما قال الحافظ الهیثمی فی المجمع ٧/٢٣٠، اما حبیب بن سالم فهو لا باس به روی له مسلم۔ کما فی التقریب، و علیه فالسند لا باس به، و انظر تخریج رقم: ٣۔

Marfat.com

۵۔ صحیح۔ اخرجه ابن عساكر من هذا الجريق و من طريقين آخرين عن الزهری فی تاريخ دمشق ص ۲۱۳، ۲۱٤ ترجمة عثمان۔

و اخرجه عمر بن شبة فی تاريخ المدينة ۱۱۰۵/۳، و البيهقی فی الدلائل ۵۵/٦، ۵٦، و ابن عبد البر فی الاستيعاب ۵٦۱/۱، كلهم من طرق عن يحیی بن سعيد عن سعيد بن المسيب۔ به۔

و قال الحافظ البيهقی: هذا اسناد صحيح، و له شواهد۔

٦۔ اسناده ضعيف، و هو شاهد لما تقدم۔ اخرجه ابن عساكر من طريق المصنف فی تاريخ دمشق ص ۲۱۷ ترجمة عثمان۔ و روح و ابوه لم اعرفهما۔ و قد اخرجه الزبير بن بكار فی الموفقيات رقم: ۳۱٤، عن ابی بكر بن معمر۔ لم اقف علی ترجمته۔ مرسلا۔

۷۔ تقدم تخريجه برقم: ٤۔

۸۔ رجاله ثقات غير عبد الله بن عبيد۔ اخرجه البيهقی فی الدلائل ۵۸/٦ من طريق المصنف و رجاله ثقات غير عبد الله بن عبيد الانصاری: مجهول، الا ان الخطيب البغدادی قد رجح انه الثقة الذی روی له مسلم۔ و انظر التقريب، و التهذيب ۳۰۸/۵، ۳۰۹۔

و اخرجه البيهقی ايضا من طريق علی بن عاصم انبانا حصين بن عبد الرحمن۔ نحوه، الا انه قال: يوم صفين او يوم الجمل۔

قال البيهقی: خالد الطحان۔ الذی فی الاسناد الاول۔ احفظ من علی بن عاصم و اوثق، و الله اعلم۔

۹۔ صحيح۔ اخرجه هشام بن عمار فی كتاب البعث من طريق عبد الملك بن عمير۔ به۔ كما فی البداية ۱۵۸/٦، و قد تصحف فيه الی عبد الحكم و التصويب من هنا و تهذيب الكمال ۱۵٦/۷۔

و اخرجه ابن عبد البر فی الاستيعاب ۵٦۲/٦ من طريق علی بن المدينی، نا سفيان بن عيينة۔ به نحوه۔ ثم قال ۵٦۳/۱: روی هذا الحديث عن عبد الملك بن عمير غير واحد، منهم: جرير بن عبد الحميد، وزكريا بن

Marfat.com

عمارة۔قال علی۔ هو ابن المدینی۔ ورواه عن ربعی بن خراش: حمید بن هلال کما رواه عبد الملک بن عمیر، ورواه عن حمید بن هلال: أیوب السختیانی وعبداللہ بن عون۔ وذکر علی الاحادیث عنهم کلهم۔

وأخرجه البیهقی فی الدلائل ٤٥٤/٦ من طریق اسماعیل بن ابی خالد عن عبد الملک ابن عمیر۔ نحوه، ثم قال: هذا اسناد صحیح، لا یشک حدیثی فی صحته اهـ وأخرجه أبو نعیم فی الحلیة ٣٦٨/٤ من طریق حفص بن عمر عن عبد الملک بن عمیر۔ ولم یسق لفظه، بل احال علی روایة المسعودی الآتیة

١٠ رجاله رجال الحسن۔ اخرجه ابو نعیم فی الحلیة ٣٦٨/٤، والبیهقی فی الدلائل ٤٥٤/٦ کلاهما عن المسعودی۔ نحوه۔

ورجال اسناده ثقات خلا المسعودی، وهو صدوق اختلط قبل موته، قال ابن نمیر: سمع منه ابن مهدی ویزید بن هارون احادیث مختلطة۔ کذا فی التهذیب ٢١١/٦۔

قلت: الراوی عنه هو یزید بن هارون، واصل القصة صحیح کما تقدم، لکن زیادة ذکر عائشة تعد معلة، وسیاتی الکلام علیها فی الحدیث الآتی، کما ان ظاهر روایة الرفع وهو ما صرح به الحافظ ابو نعیم کما سیاتی۔

١١۔ حسن بطرقه وشواهده۔ اخرجه البیهقی فی الدلائل ٤٥٥/٦ من طریق المصنف، وفی اسناده خالد بن نافع الاشعری، وهو ضعیف۔ انظر لسان المیزان ٣٨٨/٢ وظاهره یوحی بلانقطاع ایضا کما سیاتی۔

واخرجه البیهقی ٤٥٥/٦ من طریق شریک عن منصور عن ربعی۔ نحوه۔ وفیه: فذکر لعائشة فقالت: صدق ربعی۔۔۔ فذکرت نحوه، وهذا لیس فیه تصریح سماع ربعی من عائشة، وفی اسناده ایضا شریک بن عبداللہ النخعی، وهو صدوق یخطئ کثیرا، تغیر احفظه منذ ولی القضاء بالکوفة۔

واخرجه ابو نعیم فی الدلائل والحلیة ٣٦٨/٤۔٣٦٨ من طریق عبیدة عن عبد الملک بن عمیر عن ربعی بن حراش عن عائشة۔ نحوه الی قوله بعد

Marfat.com

الموت دون آخره۔قال الحافظ ابو نعیم فی الحلیة:حدیث مشهور رواہ عن عبدالملك جماعة منهم۔۔۔،ولم یرفعه احد الا عبیدۃ بن حمید:عن عبد الملك،ورواہ المسعودی نحوہ فی الرفع اھ۔

قلت:عبیدۃ بن حمید:صدوق نحوی ربما اخطا،والحدیث ذکرہ ابن ابی حاتم فی الجرح ۴۵۶/۳ معلقا بصیغة الجزم،وعزاہ السیوطی فی الخصائص ۲-۱۴۸ للطبرانی فی الاوسط بسند جید عن حذیفة، ثم قال ۱۴۹/۲:ولهذا الحدیث طرق۔

۱۲۔ اسنادہ ضعیف۔اخرجه الخطیب فی تاریخ بغداد ۴۳۴/۸ من طریق المصنف،وذکرہ الحافظ الذهبی فی النبلاء ۳۶۱/۵ عن البرجلانی۔وهو شیخ المصنف هنا۔معلقا غیر انه اقتصر علی قصة ربعی فقط،وذکر محققه انه فی تاریخ ابن عساکر ۱۰۲/۶ آ۔

قلت:وفی اسنادہ محمد بن جعفر لم اقف علی ترجمته،وشیخه بکر روی عنه جماعة کما فی الجرح ۳۹۳/۲ لا بن ابی حاتم، لکنه لم یتکلم فیه بجرح او تعدیل۔

۱۳۔ اسنادہ مقارب۔فی اسنادہ والد ابی عاصم، وهو مخلد بن الضحاك: مقبول،وباقی الاسناد حسن۔

۱۴۔ اسنادہ مقارب الی رؤبة۔اسنادہ حسن خلا عقبة بن عمار،وقد روی عنه جماعة منهم رکیع وابن المبارك،ووثقه ابن حبان ۴۹۹/۸،ورؤبة لم اقف علی مرجهتها۔

۱۵۔ اسنادہ ضعیف۔فی اسناد ابراهیم بن اشعث،وهو ضعیف،انظر لسان المیزان وغیرہ۔وجار صالح بن حی:مجهول۔

۱۶۔ اسنادہ مقارب۔اسنادہ جید غیر شعیب بن صفوان مختلف فیه،اخرج ولخص حله الحافظ ابن حجر بقوله:مقبول۔

۱۷۔ اسنادہ حسن۔

Marfat.com

۱۸۔ اسنادہ ضعیف۔فی اسنادہ وضاح بن حسان الانباری وهو ضعیف۔وانظر لسان المیزان ٦/٢٢٠ لکنه یعد شاهد للروایة الآتیة۔

۱۹۔ اسنادہ حسن۔ویشهد له ماقبله۔

۲۰۔ اسنادہ صحیح۔وشیخ ابن ابی الدنیا هو علی بن محمد کما فی النسخ الثلاث،فلم یقسع تحریف کما ظن بعض الافاضل،وهو علی بن محمد بن علی بن ابی المضائالمصیصی القاضی:ثقة،والله اعلم۔وانظر تهذیب الکمال ٨/٢٧٧ ترجمة خلف بن تمیم۔

۲۱۔ حسن۔اشار الی القصةابن الاثیر فی النهایة،والفیروز آبادی والقاموس، کلاهما فی مادة قصل،وعزاه الثانی لکتاب من عاش بعد الموت ابن ابی الدنیا۔

واستادہ جید غیر مجالد وهو ابن سعید الهمدانی،لیس بالقوی،وقد تغیر فی آخر عمره ولکنه متابع کما سیاتی۔وعامر:هو الشعبی الامام التابعی المشهور۔

۲۲۔ انظر الهدیث السابق۔

۲۳۔ اسنادہ حسن۔وانظر الحدیث۔

وقوله:القائل هو المصنف،وشیخه الهسن هذا ثقت ثبت عابد فاضل من رجال البخاری۔

۲٤۔ اسنادہ جید۔اخرجه المصنف ایجافی مجابی الدعوة۔

واسناد جید غیر اسحاق بن عبید وهو ضعیف،لکنه متابع فی آخر الخبر بعثمان بن زفر وهو ابن مزاحم:صدوق۔

تنبیه:وقع فی ح فقط:أخبرنا الحسین:حدثنا عبد الله:حدثنا محمد بن الحسین بخبرهم:وبنت علی قبورهم ریحان حسن۔

ولعله تعقیب علی،والله اعلم۔

۲۵۔ حسن بشواهده۔أخرجه المصنف ایجا فی کتاب مجابی الدعوة،ومن طریقة ابن الجوزی فی البر والصلة۔

واسنادہ جید لولا التردد فی راوی الخبر،لکن یشهد له الحدیث الآتی۔

Marfat.com

۲٦۔ اسنادہ ضعیف۔اخرجہ من طریق المصنف:ابن الجوزی فی البر والصلة رقم:۱۳۷۔وفی اسنادہ فی منصور بن عمار ضعیف۔وانظر لسان المیزان ۹۸/٦۔

لکنہ یعد شاھدا للحدیث السابق۔

۲۷۔ اسنادہ ضعیف جدا۔اخرجہ من طریق المصنف ابن الجوزی فی البر والصلة رقم ۱۳۸۔وفی اسنادہ محمد بن المغیرة:متھم۔

۲۸۔ اسنادہ صحیح۔اخرجہ المصنف ایضا فی کتاب مجابی الدعوة رقم ٤۹،ومن طریق البیھقی فی الدلائل ٤۹/٦۔واسنادہ صحیح۔والحدیث ذکرہ الھافظ ابن کثیر فی البدایة ۱۷۵/٦ وعزاہ للمصنف۔

۲۹۔ اسنادہ صحیح۔اخرجہ البیھقی فی الدلائل ٤۸/٦ من طریق الحسن بن عرفة ۔ بہ،وقال:ھذا اسنادہ صحیح،ومثل ھذا یکون کرامة لصاحب الشریعة۔یقصد النبی ﷺ۔حیث یکون دفی امتہ مثل ھذا۔۔۔اھ۔وقد نقلہ الحافظ ابن کثیر فی البدایة ۱۷۵/٦۔قلت:والقصة مذکورة ایضا۔ بنحوہ۔،معلقة۔بدون أسناد۔فی معجم البلدان ٤٤۰/٦۔

۳۰۔ اسنادہ ضعیف جدا۔اخرجہ من طریق المصن:البیھقی فی الدلائل ٤۹/٦،واخرجہ ایضا ابوبکر بن درید فی الاخبار المنثورة من طریق ابن الکلبی۔بہ۔کما فی الاصابة ۵۸۲/۳۔

وھشام بن محمد بن السائب متروک،وابوہ متھم بالکذب۔لکنہ یعد شاھدا لما تقدم۔

۳۱۔ اسنادہ ضعیف جدا۔فی اسنادہ داود بن سلیمان الجرجانی: کذاب، وشیخہ ان کان ھو النصیبی فھو متروک۔

۳۲۔ اسنادہ ضعیف۔فی اسنادہ کلثوم بن جوشن:ضعیف،وشیخہ لم اعرفہ۔وقد ورد ما یدل علی کراھة الوحدة فی السفر من حدیث ابن عمر عند البخاری فی الجھاد رقم ۲۹۹۸۔

Marfat.com

۳۳۔ حسن بشواهده۔اخرجه مصنف ایجا فی کتاب القبور کما فی التروح ص ۱۰۵ ـــ من طریق حماد بن سلمة عن عمرو بن دینار، وهو ضعیف۔
لکن یشهد له الحدیث السابق، کما اخرج الوائلی الحافظ فی الابانة۔ کما فی التذکرة ص ۱۵٤۔ نحوه من طریق مالك بن مغول عن نافع عن ابن عمر۔ وذکر ان المعذب هو ابو جهل، واخرج المصنف فی القبور مثله عن الشعبی مرسلا ولم یسم الصحابی وذکر ایضا ان المعذب هو ابوجهل۔ وکلا الطریقین یحتاج الوقوف علی اول اسناده للحکم علیه، لکنهما شاهدان لاصل الحدیث۔

۳٤۔ اسناده حسن۔

۳۵۔ اسناده جید الی معمر۔ ومعمر العمی لم اجد له ترجمة۔

۳٦۔ اسناده ضعیف۔ فی اسناده عمرو بن خالد الاسدی وهو منکر الحدیث۔ وانظر الکامل ۱۲۷/۵ والمیزان ۲۵۷/۳۔

۳۷۔ اسناده حسن الی ابی ادریس۔ اخرجه ابن المبارك فی الجهاد رقم ۱٤۵۔ واسناده حسن، غیر ان ابا ادریس المدینی لم اقف له علی ترجمة۔

۳۸۔ اسناده اخرجه من طری ضعیف۔ ابو یعقوب الحنینی وعبد الرحمن بن زید بن اسلم کلاهما ضعیف، والراوی عن الاول لم اقف علی ترجمته۔

۳۹۔ اسناده ضعیف۔ فی اسناده عبد الواحد بن زید البصری الزاهد شیخ الصوفیة، وهو ضعیف فی الحدیث ـــ انظر لسان المیزان ۸۰/٤۔

٤۰۔ اسناده خالد الی خالة خالد۔ اخرجه من طریق المصنف: البیهقی فی الدلائل ۳۰۸/۳۔ واخرجه الحاکم ۲۹/۳ من وجه آخر عن العطاف عن خالته ـــ نحوه۔ واخرجه عن الحاکم: البیهقی ۳۰۷/۳، وقال الحاکم: هزا اسناده مدنی صحیح، ولم یخرجاه۔
وانظر الخصائص ۲۲۰/۱ للسیوطی۔

Marfat.com

۴۱۔ اسنادہ حسن، غیر یحییٰ بن جعفر شیخ المصنف لعلہ ابن اعین الازدی وھو ثقہ، ویزید ابن طریف لعلہ الذی ذکرہ ابن حبان فی الثقات ۵۴۱/۵ وقال: یروی عن ابی ھریرۃ۔

فلو صلح ذلک لکان الاسناد حسنا انشاء اللہ۔

۴۲۔ اسنادہ حسن۔ و شیخ المصنف ھو محمد بن حسین بن اشکاب ــان شاء اللہ ــفقد ر ی عنہ کتاب الصمت رقم، ۷۵۳، ۷۴۳، وعلیہ فالسند حسن، و اللہ اعلم۔

۴۳۔ اسنادہ حسن لولا تردد الاعمش ــاو الراوی دونہ ــ، وانظر البدایۃ ۵۴/۲۔۵۵۔

۴۴۔ اسنادہ ضعیف جدا۔ اسنادہ مسلسلبالعلل، واشھدھا ان فیہ ابا سعید الشقری: متروک الحدیث ــانظر لسان المیزان ۳۸/۶۔

۴۵۔ صحیح۔ فی اسنادہ الحسنبن دینار متفق علی ضعفہ، واتھمہ بعضھم بالکذب ــو انظر لسان المیزان ۲۰۳/۶۔

وقد اخرجہ ابن سعد فی ترجمتہ ۱۰۶/۷ من طریق ابی الملیح حدثنی رجل من اھل البصرۃ، عن ثابت البنانی ورجل الآخر ــــنحوہ۔ فلعل الراوی ابھمہ لضعفہ، واللہ اعلم۔ لکن اخرجہ ابو نعیم فی الحلیۃ ۲۰۶/۲ من طریق الآخر عن الحسن بن عمرو الفزاری عن ثابت البنانی ــفی الاصل الیمانی ــو رجل الآخر ــنحوہ۔ والحسن الفزاری: ثقۃ۔

وقد ذکرہ الحافظ الذھبی فی النبلاء ۱۹۳/۴ ۔من ھذا الطریق، کما ذکر لمطرف بعض الکرامات غیر ھذہ، وقال: اسنادھا صحیح۔

٦٤۔ اسنادہ ضعیف۔ فیہ عصام بن طلیق وھو ضعیف، و کذا الراوی عن مورق: مبھم۔

۴۷۔ اسنادہ ضعیف جدا۔ فی اسنادہ عبد الملک بن قدامۃ وھو ضعیف۔ وابو ایوب الیمانی ــاو الشمالی ــ: لم اقف علی ترجمتہ، و شیخہ مجھول۔

Marfat.com

۴۸۔ اسناده ضعيف۔اخرجه الطبرى ۲۰/۲۴ نحوه،وقد سرح حماد بسماعه من الاوزاعى،لكن شيخ الطبرى ذيه جهالة ـقاله الذهبى فى الميزان ۶۴۴/۲۔كما ان فى السند حماد بن محمد وهو ضعيف ـوانظر لسان الميزان ۶۴۴/۲۔كما ان فى السند حماد بن محمد وهو ضعيف ـوانظر لسان الميزان ۳۵۳/۲۔

۴۹۔ اسناده ضعيف۔فى سنده شعيب بن محزر،وشيبان بن الحسن ـاو سنان بن جسر ـولم اقف على ترجمتيهما۔

۵۰۔ هذاقول السدى واحد قولى محمد بن اسحاق۔

وانظر:۔الطبرى ۷۲/۹،وابن كثير ۲۵۰/۲،والدر المنثور ۱۲۸/۳۔

۵۱۔ اسناده جيد۔اخرجه ابن جرير ۵۸۹/۲ من طريق آخر عن حصين ـ نحوه۔وكذا اخرجه ابن ابى حاتم،واسناده جيد،وهلال بن يساف ثقة من الثالثة۔

۵۲۔ اسناده الى الحسن حسن۔وقد اخرجه ايضا سعيد بن منصور وعبد بن حميدوالبيهقى فى البعث،كماورد نحوه عن طائفة من السلف۔

۵۳۔ اسناده الى الاعمش حسن۔اخرجه الطبرى من طريق اسحاق ـبه واسناده الى الاعمش حسن،وقد روى نحوه عن طائفة من السلف اخرجها ابن عساكر۔

وانظر البداية ۴۴/۲ـ۴۵ والدر المنثور ۳۳۲/۱۔

۵۴۔ اسناده جيد۔رجال اسناده رجال مسلم۔

وقدعزاه السيوطى فى الدر ۷۶/۱ للمصنف ـبسياق نحوه۔

۵۵۔ اسناده حسن۔وقدعزاه الحافظ ابن حجر فى الاصابة ۳۸۳/۱ للمصنف ـمع بعض التغيير فى اللفظ ـ

۵۶۔ شيخ المصنف لم اعرفه،وباقى السند حسن۔وقد ورد نحوه عن طائفة من السلف،وانظر الدر المنثور ۳۳۴/۱ـ۳۳۵۔

Marfat.com

۵۷۔ اسناده مقارب۔اخرجه ابو يعلى والبزار ۱۳۲ ۔مختصر واحمد بن منيع،وتمام في فوائده،وكذا عبد بن حميد،وابن ابي شيبة۔قال الهيثمي والبوصيري:رجاله ثقات۔قلت:هو كذلك،لكن ربيع بن سعد الجعفي لم يوثقه غير ابن حبان،ولذا قال الذهبي:لا يكاد يعرف ۔وانظر الميزان ۲/ ٤۔

۵۸۔ وقال الحافظ ابن كثير:غريب۔قلت:والقصة موقوفة من قول جابر كما في بعض الروايات۔

وانظر:فردوس الاخبار ۲۷۸٤،مجمع الزوائد ۹۱/۱،والمطالب العالية رقم ۶۸۷ ۔۶۸۸،والبداية ۱۳۳/۲،والمقاصد الحسنة ۳۹۶،وكشف الخفاء ۱۱۱۹،وكنز العمال رقم ٤۲۷۵۸، ٤۲۷۵۷۔

۵۹۔ اسناده ضعيف۔في اسناده احمد بن عدى الطائي لم اقف على ترجمته،وشيخه مجهول۔

۶۰۔ اسناده حسن الى ثابت۔وثابت ثقة من الرابعة۔

والشطر الاول من القصة يشبه ما حدث مع ام سليم وزوجها ابي طلحة،وقد اخرج القصة الشيخان۔

۶۱۔ سعيد العمي لم اقف على ترجمته۔

۶۲۔ اسناده حسن الى المراة۔

۶۳۔ اسناده ضعيف۔من اجل يحي بن كثير ۔وهو ضعيف۔،والشيخ المجهول۔

Marfat.com

Marfat.com

خاتمہ از مترجم:

۱۔ عذابِ قبر کے اسباب

۲۔ عذابِ قبر سے نجات دلانے والے اسباب

۳۔ قبر کے سوالات کا تعلق صرف امت محمدیہ
سے ہے یا سابقہ امتوں کے لوگوں سے بھی ہے؟

۴۔ قبر کا عذاب دائمی ہے یا کچھ وقت کے لئے؟

۵۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ دعائیں
جن میں عذابِ قبر سے پناہ مانگی گئی ہے

Marfat.com

Marfat.com

۱۔ عذابِ قبر کے اسباب

اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو اعمال سے حفاظت عطا فرمائیں! جو قبر حشر کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔ آمین ثم آمین!

اگر اجمالی طور پر قبر کے عذاب کے اسباب پر گفتگو کی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ایمان و اعتقاد کا درست نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے اور جس نے اس زندگی میں اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا اور توبہ کئے بغیر اس دنیا سے گذر گیا تو وہ قبر میں عذاب پائے گا۔ کسی کا عذاب زیادہ ہوگا، کسی کا کم۔

لیکن اگر تفصیلی طور پر دیکھا جائے تو ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات و تعلیمات میں واضح راہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے کئی طرح کے اعمال و افعال کے بارے میں بتایا کہ ان کی وجہ سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔

۱۔ جناب رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ ایک کو چغل خوری کی وجہ سے دوسرے کو پیشاب سے پاکی کرنے میں کوتاہی کی وجہ سے۔

معلوم ہوا کہ طہارتِ واجبہ میں کوتاہی کرنا اور چغل خوری و غیبت کر کے لوگوں میں عداوت ڈالنا قبر کے عذاب کا موجب ہے۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی کی کوئی سچی بات دوسرے تک پہنچا کر ان میں عداوت پیدا کرنا عذاب کا سبب ہے تو جھوٹی باتیں لگا کر، الزام و تہمت لگا کر عدوات و دشمنی بھڑکانا تو اس سے کہیں شدید ہوگا۔ اسی طرح جب طہارت میں سستی کرنا عذاب قبر میں مبتلا کرتا ہے تو نماز کا ترک کرنا کتنے بڑے عذاب کا موجب ہوگا کیونکہ طہارت تو نماز کی ایک شرط ہے۔

۲۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ایک بندے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اسے قبر میں سو کوڑے لگائے جائیں، وہ بندہ معافی کی درخواست کرنے لگا تو کوڑے کم ہوتے گئے۔ بالآخر ایک رہ گیا۔ ایک کوڑے سے اس کی قبر آگ سے بھر گئی۔ جب اس کا اثر ختم ہوا

Marfat.com

اور اسے ہوش آیا تو اس نے عرض کیا مجھے یہ کس جرم کی سزا ملی ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ تو نے ایک نماز بغیر طہارت کے پڑھی تھی اور تو مظلوم کے پاس سے گذرا مگر اس کی مدد نہ کی تھی۔

معلوم ہوا کہ مظلوم کی مدد نہ کرنا، ظالم کو نہ روکنا، ظالم کا ساتھ دینا، ظلم کرنا، کسی ظالمانہ پالیسی و پروگرام یا نظام کا حصہ بننا، یہ سب عذاب کا موجب ہے۔ اور ظلم ایک ایسی تعبیر ہے جس کا اطلاق ایک آدمی کی محدود سے محدود حیثیت سے لے کر وسیع سے وسیع تر حیثیت کی سرگرمیوں میں کہیں بھی ہوتا ہے۔

۳۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھا لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ کوئی اپنا خواب بیان کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ماشاء اللہ، ایک دن ہم سے دریافت فرمایا کہ کسی نے رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں! فرمایا لیکن میں نے آج رات دیکھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر ارض المقدس لے گئے۔۔۔۔۔۔۔ آگے کی تفصیل میں کچھ لوگوں کو کئی طرح کے عذابوں میں مبتلا دیکھنے کا ذکر ہے۔ ایک ایسا آدمی جو جھوٹ بولتا ہے اور اس کا وہ جھوٹ دنیا بھر میں پھیلتا ہے، عالم برزخ میں دیکھا کہ ایک آدمی لوہے کے آنکڑے سے اس کا ایک جبڑا گدی تک چیرتا ہے، پھر دوسرا۔ وہ پھر صحیح حالت میں آجاتے ہیں اور وہ دوبارہ چیرتا ہے۔

جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا مگر وہ رات کو اس کی تلاوت نہیں کرتا، اس میں غور نہیں کرتا اور دن میں اس پر عمل نہیں کرتا اسے دیکھا کہ وہ گدی کے بل لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی پتھر یا لوہے کا ہتھوڑا لے کر اس کے سر پر کھڑا ہے اور پتھر سے اس کے سر کو کچلتا ہے، پتھر اس کے ہاتھ سے لڑھک جاتا ہے وہ پتھر اٹھانے جاتا ہے تو کچلا ہوا سر ٹھیک ہو جاتا ہے وہ واپس آکر پھر اسے کچلتا ہے۔

ناجائز جنسی تعلقات قائم کرنے والے مردوں عورتوں کو دیکھا کہ تندور کی طرح کا سوراخ ہے اوپر سے تنگ مگر اندر سے وسیع، نیچے سے آگ بھڑک رہی ہے، اس میں ننگے مرد و عورتیں ہیں، جب نیچے سے آگ بھڑکتی ہے تو انہیں اس طرح اوپر اٹھاتی ہے کہ وہ باہر اچھل پڑیں گے، جب آگ نیچے جاتی ہے تو وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔

سود خور کو دیکھا کہ ایک آدمی خون کی نہر کے وسط میں کھڑا ہے، دوسرا آدمی کنارے پر کھڑا ہے جس کے پاس پتھروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے درمیان والا آدمی کنارے کی طرف آتا ہے

Marfat.com

تا کہ باہر نکل سکے لیکن باہر والا آدمی ایک پتھر اٹھا کر اس کے منہ میں دھنسا تا ہے اور وہ واپس درمیان میں چلا جاتا ہے۔

لے جانے والے آدمیوں نے بتایا کہ ان لوگوں کے ساتھ قیامت تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔

معلوم ہوا کہ جھوٹی خبریں پھیلانا، قرآن کو بھولنا، اسے عمل میں نہ لانا، زنا کاری، سود کھانا یہ سب کام ایسے ہیں جو قبر کے عذاب کا سبب بنتے ہیں۔

۴۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جو بخاری نے نقل کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ نمازوں میں سستی کرنے سے برزخ میں سروں کو پتھروں سے کچلا جاتا ہے، مالوں کی زکوۃ نہ دینے والوں کو پیپ اور تھوہر کھانا پڑے گا، زانیوں کو سڑا ہوا بدبودار گندا گوشت کھانا پڑے گا، اپنی تقریر و گفتگو سے فتنہ پھیلانے والوں کے ہونٹ لوہے کی قینچیوں سے کاٹے جائیں گے۔

۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سود خوروں کے پیٹ گھڑوں جتنے بڑے ہوں گے اور وہ آل فرعون کے کوڑے کی جگہ سے گندی چیزیں چن چن کر کھائیں گے۔ یتیم کا مال کھانے والوں کے منہ کھول کر ان میں انگارے ڈالے جائیں گے جو ان کے نیچے سے نکلیں گے۔ بدکار عورتوں کو پستانوں سے باندھ کر لٹکایا جائے گا۔ غیبت کرنے والوں کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہیں کو کھلایا جائے گا اور لوگوں کی آبروؤں میں ٹوہ لگانے والوں کے تانبے کے ناخن ہوں گے جن سے وہ اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے ہوں گے۔

حاصل یہ ہوا کہ دل، دماغ، آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، منہ، زبان، شرم گاہ و دیگر اعضائے بدن کا غلط استعمال قبر کے عذاب کا موجب ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

اخرجه البخاری فی ٤، کتاب الوضوء باب: ٥٥، من الکبائر ان لا یستتر فی بوله، الحدیث: ٢١٦ـ و اخرجه ایضا فی ٤، کتاب الوضوء: باب ٥٦ ماجاء فی غسل البول الحدیث: ٢١٨، و، ١٣٦١، و ١٣٣٨، و ٦٠٥٢، و ٦٠٥٥، و اخرجه مسلم فی ١ کتاب الطهارة باب ٤، دلیل علی نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه، الحدیث: ١١١، ٢٩٢ـ و اخرجه الترمذی فی ١، کتاب ابواب الطهارة: باب ٥٣، ما جاء فی التشدید فی البول، الحدیث: ٧٠ـ و اخرجه النسائی فی ١، کتاب الطهارة: باب ٢٧، التنزه عن البول، الحدیث: ٣١، و اخرجه ابن ماجة فی ١، کتاب الطهارة و سننها باب ٢٦، التشدید فی البول، الحدیث: ٣٤٧ـ

ذکره المنذری فی کتاب الترغیب و الترهیب، الحدیث رقم: ٣٣٢٢ـ

اخرجه البخاری: ٩١، کتاب التعبیر باب: ٤٨ تعبیر الرؤیا بعد صلاة الصبح: الحدیث: ٧٠٤٧، و اخرجه البخاری ایضا: ٢٣، کتاب الجنائز: باب ٩٢، ما قیل فی اولاد المشرکین الحدیث: ١٣٨٥، و اخرجه البخاری ایضا ٣٤، کتاب البیوع: باب ٢٤، آکل الربوا و شاهده و کاتبه الحدیث: ٢٠٨٥، و اخرجه البخاری فی ٥٦، کتاب الجهاد و السیر باب ٤ درجات المجاهدین فی سبیل الله الحدیث: ٢٧٩١، و اخرجه صحیح مسلم ٤٢، کتاب الرؤیا باب ٤ رؤیا النبی ﷺ الحدیث: ٥٩٦٨ـ و اخرجه الترمذی ٣٥، کتاب الرؤیا، باب: ١٠، ما جاء فی رؤیا النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی المیزان و الدلو، الحدیث: ٢٢٩٤ـ

٤ـ اخرجه البخاری فی ٩٧، کتاب التوحید، باب ٣٧، ما جاء فی قوله عز و جل و کلم الله موسی تکلیما، الحدیث: ٧٥١٧ـ

٥ـ اخرجه البخاری فی ٩٧، کتاب التوحید، باب ٣٧، ما جاء فی قوله عز و جل و کلم الله موسی تکلیما، الحدیث: ٧٥١٧ـ

Marfat.com

۲۔عذابِ قبر سے نجات دلانے والے اسباب

اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کو انہیں اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

ا۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے فرماتے ہیں میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے راستہ میں ایک دن اور ایک رات گذارنا ایک مہینہ کے روزوں اور رات کے قیام سے افضل ہے، اگر آدمی اس دوران مرجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل کو جاری رکھتے ہیں، اس کے ثواب کو جاری رکھتے ہیں اور اسے فتنہ سے حفاظت عطا فرماتے ہیں۔

(ب) جامع ترمذی میں فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے اسی مضمون کی حدیث مروی ہے، اس میں صراحت ہے کہ ایسے آدمی کو قبر کے فتنہ سے امن ملتا ہے۔

۲۔ سنن نسائی میں حدیث ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وجہ ہے کہ سب مومنوں کو قبر کے فتنہ کا سامنا ہوگا مگر شہید کو نہ ہوگا؟ فرمایا: اس کے سر پر تلواروں کا چمکنا قبر کے فتنہ سے نجات کا باعث ہوگیا۔

علماء فرماتے ہیں چونکہ شہید اپنی زندگی میں اپنے ایمان کے اخلاص کا امتحان پاس کر چکا ہے اس لئے اس پر سے قبر کا امتحان ہٹالیا گیا ہے۔جب مومن اللہ کی رضا کے لئے جنگ کرتا ہے، دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا ہے اور دشمن کی تلوار اس کے سر پر اٹھتی ہے تو تب بھی وہ پیچھے نہیں ہٹتا بلکہ ڈٹا رہتا ہے تو اس کا مطلب ہے وہ اپنے ایمان میں سچا ہے، اگر منافق ہوتا تو اپنی جان پر بن آنے کے وقت پیچھے ہٹ جاتا۔

(ب) ابن ماجہ اور ترمذی حضرت مقدام بن معدیکرب کی حدیث ہے جس میں شہید کی سات خصوصیات بتائی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسے قبر کے عذاب سے پناہ مل جاتی ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے سفر کے دوران ایک جگہ خیمہ لگایا، وہاں قبر تھی، انہیں اس قبر سے سورۃ الملک پڑھنے کی آواز آئی حتی کہ قبر والے نے

Marfat.com

پوری پڑھی۔ انہوں نے واپس آ کر جناب رسول ﷺ کی خدمت میں واقعہ عرض کیا تو ارشاد فرمایا: یہ سورۃ عذابِ قبر روکنے والی ہے، یہ نجات دینے والی ہے، اسے قبر کے عذاب سے نجات دے گی۔

(ب) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا کیا تجھے ایک حدیث کا تحفہ نہ دوں جس سے تو خوش ہو جائے؟ عرض کیا کیوں نہیں! فرمایا: تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ﴿١﴾ پڑھا کرو، اسے یاد کرلو، اپنی اہلیہ، اولاد، اپنے گھر کے بچوں اور ہمسایوں کے بچوں کو یاد کراؤ کیونکہ یہ نجات دہندہ اور جھگڑا کرنے والی ہے، یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گی اور جس کے دل میں ہوگی اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گی کہ اسے جہنم سے نجات عطا فرمائیں، اسے پڑھنے والا اس کی وجہ سے قبر کے عذاب سے نجات پاتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ یہ سورۃ میری امت کے ہر آدمی کے دل میں ہو۔

(ج) ابن عبدالبر کہتے ہیں صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تیس آیات کی ایک سورۃ نے اپنے پڑھنے والے کی اتنی شفاعت کی کہ اس کی بخشش ہوگئی۔ (اس سے مراد سورۃ الملک ہے)۔

۴۔ سنن ابن ماجہ میں ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جو پیٹ کی بیماری میں مرا وہ شہید ہوا، قبر کے فتنہ سے محفوظ ہوا اور اسے صبح شام جنت کا رزق ملا۔

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عربوں کے ہاں عام طور پر پیٹ کی بیماری سے مرنے کا مطلب ہوتا تھا اسہال کے مرض میں مرنا یا استسقاء کی بیماری میں مرنا۔

(ب) سنن نسائی میں ہے کہ عبداللہ بن یشکر نے کہا: میں سلیمان بن صرد اور خالد بن عرفطہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ساتھیوں نے کسی آدمی کے بارے میں بتایا کہ وہ پیٹ کی بیماری میں مر گیا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے اس کے جنازہ میں شرکت کی خواہش کا اظہار کیا، پھر ایک نے دوسرے سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ جسے پیٹ کی بیماری نے مارا اسے قبر کا عذاب نہ ہوگا۔ ابو داود طیالسی کی روایت میں ہے کہ دوسرے بزرگ نے کہا کیوں نہیں ایسے ہی فرمایا ہے۔

Marfat.com

۵۔ ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان جمعہ کے دن یا رات کو فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبر کے عذاب سے بچا لیتے ہیں۔

٦۔ عبدالرحمن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جب کہ ہم صفہ میں تھے۔، آپ ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ رَأَیْتُ الْبَارِحَۃَ عَجَبًا. رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ اَتَاہُ مَلَکُ الْمَوتِ لِیَقْبِضَ رُوْحَہٗ، فَجَاءَہٗ بِرُّہٗ بِوَالِدَیْہِ، فَرَدَّ مَلَکَ الْمَوْتَ عَنْہُ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ قَدْ اِحْتَوَشَتْہُ الشَّیَاطِیْنُ، فَجَاءَ ذِکْرُ اللّٰہِ فَطَیَّرَ الشَّیَاطِیْنَ عَنْہُ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ قَدْ اِحْتَوَشَتْہُ مَلَائِکَۃُ الْعَذَابِ، فَجَاءَتْہُ صَلَاتُہٗ فَاسْتَنْقَذَتْہُ مِنْ اَیْدِیْھِمْ وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ یَلْھَثُ عَطَشًا کُلَّمَا دَنَا مِنْ حَوْضٍ مُنِعَ وَ طُرِدَ، فَجَاءَہٗ صِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ فَأَسْقَاہُ وَ اَرْوَاہُ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ وَ رَأَیْتُ النَّبِیِّیْنَ جُلُوْسًا حِلَقًا حِلَقًا کُلَّمَا دَنَا اِلٰی حَلْقَۃٍ طُرِدَ وَ مُنِعَ، فَجَاءَہٗ غُسْلُہٗ مِنَ الْجَنَابَۃِ فَأَخَذَ بِیَدِہٖ فَاَقْعَدَہٗ اِلٰی جَنْبِیْ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ ظُلْمَۃٌ، وَ مِنْ خَلْفِہٖ ظُلْمَۃٌ، وَ عَنْ یَمِیْنِہٖ ظُلْمَۃٌ، وَ عَنْ یَسَارِہٖ ظُلْمَۃٌ، وَ مِنْ فَوْقِہٖ ظُلْمَۃٌ، وَ ھُوَ مُتَحَیِّرٌ فِیْہِ، فَجَاءَہٗ حَجُّہٗ وَ عُمْرَتُہٗ فَاسْتَخْرَجَاہُ مِنَ الظُّلْمَۃِ وَ اَدْخَلَاہُ فِی النُّوْرِ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ یَتَّقِیْ وَھَجَ النَّارِ، وَ شَرَرَھَا، فَجَاءَتْہُ صَدَقَتُہٗ فَصَارَتْ سِتْرًا بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ النَّارِ وَ ظِلًّا عَلٰی رَأْسِہٖ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ یُکَلِّمُ الْمُوْمِنِیْنَ وَ لَا یُکَلِّمُوْنَہٗ فَجَاءَتْہُ صِلَتُہٗ لِرَحِمِہٖ فَقَالَتْ: یَا مَعْشَرَ الْمُوْمِنِیْنَ اِنَّہٗ کَانَ وَصُوْلًا لِرَحِمِہٖ فَکَلِّمُوْہُ، فَکَلَّمَہُ الْمُوْمِنُوْنَ وَ صَافَحُوْہُ وَ صَافَحَھُمْ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ قَدْ اِحْتَوَشَتْہُ الزَّبَانِیَۃُ، فَجَاءَہٗ اَمْرُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھْیُہٗ عَنِ الْمُنْکَرِ فَاسْتَنْقَذَہٗ مِنْ اَیْدِیْھِمْ وَ

Marfat.com

اَدْخَلَهٗ فِیْ مَلَائِکَۃِ الرَّحْمَۃِ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ جَاثِیًا عَلٰی رُکْبَتَیْہِ، وَ بَیْنَہٗ وَ بَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ فَجَائَہٗ حُسْنُ خُلُقِہٖ، فَاَخَذَ بِیَدِہٖ، فَاَدْخَلَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ قَدْ ذَھَبَتْ صَحِیْفَتُہٗ مِنْ قِبَلِ شِمَالِہٖ فَجَاءَہٗ خَوْفُہٗ مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ، فَاَخَذَ صَحِیْفَتَہٗ فَوَضَعَھَا فِیْ یَمِیْنِہٖ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ خَفَّفَ مِیْزَانُہٗ فَجَاءَہٗ اَفْرَاطُہٗ فَثَقَّلُوْا مِیْزَانَہٗ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ قَائِمًا عَلٰی شَفِیْرِ جَھَنَّمَ، فَجَاءَہٗ رَجَاؤُہٗ مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاسْتَنْقَذَہٗ مِنْ ذٰلِکَ وَ مَطٰی، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ قَاعِدًا عَلَی الصِّرَاطِ یَرْعَدُ کَمَا تَرْعَدُ السَّعْفَۃُ فِیْ رِیْحٍ عَاصِفٍ فَجَاءَہٗ حُسْنُ ظَنِّہٖ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَسَکَّنَ رَوْعَہٗ وَ مَطٰی، وَ رَاَیْتُ رَجُلًا مِنْ اُمَّتِیْ یَزْحَفُ عَلَی الصِّرَاطِ یَحْبُوْ اَحْیَاناً وَ یَتَعَلَّقُ اَحْیَاناً، فَجَاءَ تْہُ صَلَاتُہٗ، فَاَقَامَتْہُ عَلٰی قَدَمَیْہِ وَ اَنْقَذَتْہُ، وَ رَاَیْتُ رَجُلاً مِنْ اُمَّتِیْ انْتَھٰی اِلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ، فَغُلِّقَتِ الْاَبْوَابُ دُوْنَہٗ فَجَاءَ تْہُ شَھَادَۃُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَفُتِحَتْ لَہُ الْاَبْوَابُ وَاَدْخَلَتْہُ الْجَنَّۃَ۔

”میں نے رات عجیب بات دیکھی ہے، میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا لیکن والدین کے ساتھ اس کا حسن سلوک آیا اور اس نے ملک الموت کو واپس کر دیا، امت کے ایک اور فرد کو دیکھا کہ اسے شیاطین نے گھیر رکھا ہے لیکن اللہ کا ذکر آ گیا تو شیاطین بھاگ گئے، ایک امتی کو دیکھا جسے عذاب کے فرشتوں نے گھیر رکھا تھا لیکن اس کی نماز آئی اور اس نے اسے ان سے چھڑا لیا، ایک امتی کو دیکھا جو پیاس سے ہانپ رہا تھا جونہی حوض کے قریب جاتا اسے روک کر ہٹا دیا جاتا پھر اس کے ماہ رمضان کے روزے آئے اور انہوں نے اسے پانی پلا کر سیراب کر دیا، ایک امتی کو دیکھا کہ وہ حلقہ کی صورت میں بیٹھے انبیاء کے پاس جانا چاہتا ہے مگر اسے روکا اور ہٹایا

Marfat.com

جاتا ہے، پھر اس کا غسل طہارت آیا اور اس نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر میرے پہلو میں بٹھا دیا، ایک امتی کو دیکھا کہ اس کے سامنے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور وہ اس میں حیران پریشان ہے، پھر اس کا حج اور عمرہ آئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اندھیرے سے نکالا اور نور میں لا کھڑا کیا، ایک امتی کو دیکھا جو اپنے آپ کو آگ کی لپٹ اور شعلوں سے بچا رہا ہے، اس کا صدقہ آیا اور وہ اس کے اور آگ کے درمیان رکاوٹ اور اس کے اوپر کا سایہ بن گیا، ایک امتی کو دیکھا کہ وہ مومنین سے بات کرتا ہے مگر کوئی اس سے بات نہیں کرتا، اس کی صلہ رحمی آئی اور اس نے مومنین سے کہا: اے مومنوں کی جماعت یہ آدمی بہت صلہ رحمی کرنے والا تھا اس لئے اس سے بات کرو، تو مومنین نے اس سے بات کی اور مصافحہ کیا، ایک امتی کو دیکھا کہ اسے زبانیہ (دوزخ کے کارندوں) نے گھیر رکھا تھا، مگر اس کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آیا اور انہوں نے اسے زبانیہ سے چھڑا کر رحمت کے فرشتوں میں داخل کر دیا، ایک امتی کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل گرا ہوا تھا اور اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب تھا، اس کا حسن خلق آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا دیا، ایک امتی کو دیکھا کہ اس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں آیا مگر اس کا خوفِ خدا آیا اور اس کا اعمال نامہ پکڑ کر اس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا، ایک امتی کو دیکھا کہ اس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہو رہا ہے مگر اس کی آگے بھیجی ہوئی نیکیاں آئیں اور اس کے پلے کو بھاری کر دیا، ایک امتی کو جہنم کے کنارے کھڑا دیکھا، اسے اللہ تعالیٰ پر جو امید تھی وہ آئی اور اسے وہاں سے چھڑا کر لے گئی، ایک امتی کو دیکھا جو جہنم میں گر چکا تھا تو اس کے وہ آنسو آئے جو اس نے اللہ کے خوف سے بہائے تھے اور اسے نکال کر لے گئے، ایک امتی کو دیکھا جو پل صراط پر کھڑا ایسے لرز رہا ہے جیسے تیز ہوا میں روئی کا گالا لرزتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسے جو حسن ظن تھا اس نے آ کر اس کے دل کو مضبوط کیا تو وہ آسانی سے گذر گیا، ایک امتی

Marfat.com

کو دیکھا جو پل صراط پر گھسٹ رہا تھا کبھی گھٹنوں کے بل آگے بڑھتا کبھی گرنے لگتا تو لٹک جاتا، اس کی نماز نے آکر اسے اٹھا کر اپنے قدموں پر کھڑا کیا اور پار ہو گیا اور میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا جو جنت کے دروازے پر پہنچا تو دروازہ بند ہو گیا، اس کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کی شہادت نے آکر دروازہ کھولا اور اسے جنت میں بھیج دیا۔''

علامہ ابن قیم کہتے ہیں اس حدیث میں بیان کئے گئے خوابوں کے بارے میں یہ قول ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ یہ خواب اپنے ظاہر پر محمول ہوتے ہیں ان میں تاویل نہیں ہوتی جیسے یہ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے خوب میں یکھا کہ میری تلوار ٹوٹ گئی ہے اور میں نے اس کی یہ تعبیر مراد لی ہے'' اور فرمایا کہ: ''میں نے خواب میں گائیوں کو ذبح ہوتے دیکھا'' اور یہ کہ ''میں نے دیکھا کہ گویا ہم عقبہ بن نافع کے گھر میں ہیں'' ان خوابوں میں تو تاویل وتعبیر ہے مگر مذکورہ بالا حدیث والے خواب میں کوئی تاویل نہیں حقیقتِ حال ایسی ہی ہے جیسی اس میں بیان کی گئی ہے۔

حافظ ابو موسیٰ کہتے ہیں یہ حدیث بہت ہی عمدہ ہے۔ علامہ ابن قیم کہتے ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو بہت ہی بڑا درجہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اصولی احادیث اس کے مضمون کی شاہد ہیں، یہ احسن احادیث میں سے ہے۔

عالم برزخ کے حالات سے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدات حضرت سمرہ بن جندب، حضرت علی اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہم سے بھی صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں۔ اس حدیث کا مضمون ان کے مضامین سے ملتا جلتا ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اس حدیث میں موت سے لے کر جنت میں داخلہ تک کے ہر موقعہ کی آزمائش سے نجات دینے والے عمل کی خبر بھی دے دی گئی ہے۔

۷۔ عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مرض الوفات میں سورۃ اخلاص پڑھی وہ قبر کی آزمائش اور اس کے دبانے سے محفوظ ہو گیا اور قیامت کے دن فرشتے اسے اپنے ہتھیلیوں میں اٹھا کر پل صراط عبور کرائیں گے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ اخرجه مسلم فی ۲۱، کتب الامارة: باب ۵۰ فضل الرباط فی سبیل الله عز و جل، الحدیث: ۴۹۱۵۔ و اخرجه الترمذی فی ۲۳، کتاب فضائل الجهاد: باب ۲۶، ما جاء فی فضل الرباط، الحدیث: ۱۶۶۵، و اخرجه النسائی فی ۲۵، کتاب الجهاد باب: فضل الرباط، الحدیث: ۳۱۶۷۔

(ب) اخرجه ابو داود فی ۹ کتاب الجهاد باب ۱۵ فی فضل الرباط الحدیث: ۲۵۰۰، و اخرجه الترمذی فی ۳۳، کتاب فضائل الجهاد ۲ باب: ما جاء فی فضل من مات مرابطا، الحدیث: ۱۶۲۱۔

۲۔ اخرجه النسائی فی ۲۱ کتاب الجنائز ۱۱۲، باب الشهید، الحدیث: ۲۰۵۲۔

(ب) اخرجه الترمذی فی ۲۳، کتاب فضائل الجهاد ۲۵ باب: فی ثواب الشهید، الحدیث: ۱۶۶۳۔و اخرجه ابن ماجه فی ۲۴، کتاب الجهاد: باب ۱۶ فضل الشهادة فی سبیل الله، الحدیث: ۲۷۹۹۔

۳۔ اخرجه الترمذی فی ۴۶، کتاب فضائل القرآن: باب ۹، ماجاء فی فضل سورة الملك، الحدیث: ۲۸۹۰۔

(ب) اخرجه الهیثمی فی مجمع الزوائد و الفوائد ۲۹ کتاب التفسیر: باب ۲۴ سورة تبارك، الحدیث: ۱۱۴۲۹، و اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر الحدیث: ۱۱۶۱۶، و اخرجه السیوطی فی الدر المنثور، الحدیث: ۵/۲۵۶، ۶/۲۴۶۔

(ج) اخرجه ابو داود فی ۲ کتاب الصلوة، باب: ۱۰، فی عدد الآیات، الحدیث: ۱۴۰۰، و اخرجه ابن ماجة فی ۳۳، کتاب الادب، ۵۲، باب: ثواب

Marfat.com

القرآن، الحدیث: ۳۷۸٦، و اخرجه الترمذی فی ٤٦، کتاب فضائل القرآن ۹، باب: ما جاء فی فضائل سورة الملك، الحدیث: ۲۸۹۱، و اخرجه الحاکم فی المستدرك، الحدیث: ۲۰۷۵۔

۴۔ اخرجه ابن ماجة فی ٦ کتاب الجنائز، ٦۲ باب: ما جاء فیمن مات مریضا الحدیث: ۱٦۱۵، و ذکره الشجری فی الامالی الحدیث: ۳۰٦/۲، و ذکره ابن عدی فی الکامل فی الضعفاء الحدیث: ٤۵۰/۲۔

(ب) اخرجه الترمذی فی ۸، کتاب الجنائز ٦٦، باب: ما جاء فی الشهداء من هم؟ الحدیث: ۱۰٦٤، و اخرجه النسائی فی ۲۱ کتاب الجنائز ۱۱۱، باب من قتله بطنه الحدیث: ۲۰۵۱۔

۵۔ اخرجه الترمذی ۸ کتاب الجنائز ۷۳، باب: ماجاء فیمن مات یوم الجمعة، الحدیث: ۱۰۷٤، و اخرجه الامام احمد فی مسنده الحدیث: ٦۵۹۳، ٦٦۵۷، ۷۰۷۰ من مسند عبد الله بن عمرو بن العاص۔ قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب، ولیس اسناده متصل، ربیعة بن سیف انما یروی عن ابی عبد الرحمن الجبلی، عن عبد الله بن عمرو، و لا یعرف لربیعة بن سیف سماع من عبد الله بن عمرو۔ و قد روی الترمذی الحکیم ن حدیث ربیعة بن سیف هذا، عن عیاض بن عقبة الفهری، عن عبد الله بن عمرو۔ و قد رواه ابو نعیم الحافظ بلفظ آخر مرفوعا لکن تفرد به عمر بن موسی الوجیهی، و هو مدنی ضعیف۔

(٦) اخرجه الهیثمی فی مجمع الزوائد فی ۳۰، کتاب التعبیر، ۵، باب فیما رآه النبی ﷺ فی المنام، الحدیث: ۱۱۷٤٦، و ذکره ابن کثیر فی التفسیر الحدیث: ٤۲۱/٤، و ذکره الزبیدی فی اتحاف السادة المتقین الحدیث: ۳۲۳/۷، ۱۱۹/۸ و ذکره الهندی فی کنز العمال الحدیث: ٤۳۵۹۲۔

(۷) روی ابو نعیم من حدیث ابی العلاء یزید بن عبد الله بن الشخیر عن ابیه۔ قال هذا حدیث غریب من حدیث یزید تفرد به نصر بن حماد البجلی۔

Marfat.com

۳۔ قبر کے سوالات کا تعلق صرف امت محمدیہ سے ہے یا سابقہ امتوں کے لوگوں سے بھی ہے؟

یہ مسئلہ ایسا ہے جس کے بارے میں قرآن وسنت نے کوئی تصریح نہیں کی ہے۔ اس لئے اس بارے میں علمائے امت کے قیاس واستنباط ہیں اور جہاں قیاس واستنباط آتا ہے وہاں اختلاف ایک ناگزیر امر ہے کیونکہ غور وفکر کے زاویوں میں اختلاف ہونا معقولیت کا لازمی تقاضا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے علمی وسائنسی اندازِ فکر ترک کر کے اختلافِ رائے کو تقسیم وتفریق اور تعصب وتنگ نظری میں پیش رفت کا ذریعہ بنالیا ہے حالانکہ اختلاف رائے تو عقلیت کے ارتقاء کا پیش خیمہ ہے۔

بہر حال مذکورہ بالا مسئلہ میں تین طرح کے نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔

قبر کے سوالات امت محمدیہ کی خصوصیت ہے:

۱۔ ابوعبداللہ ترمذی کہتے ہیں قبر میں منکر نکیر کے سوالات کا ہونا اس امت کی خصوصیت ہے، پہلی امتوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ پچھلی امتوں میں قوم اگر نبی کی دعوت کا انکار کرتی تو ان پر عذاب آتا اور وہ ہلاک ہوجاتی اس لئے قبر کی آزمائش کا موقعہ ہی ختم کر دیا گیا۔ پیغمبر آخر الزماں ﷺ رحمۃ للعلمین بن کر تشریف لائے، آپ نے ایک نظام قائم فرمایا تو میں اس میں داخل ہوتی گئیں، مخلصین کے ساتھ منافقین بھی آئے اور مسلمانوں میں مل جل کر رہے۔ یہاں ان کے ساتھ ان کی ظاہری حالت کے مطابق معاملہ ہوا۔ اس لئے قبر میں امتحان ہوگا تاکہ مخلص و منافق میں تمیز ہوجائے چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾ [سورۃ ابراہیم:۲۷] (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت میں مستحکم قول کے ذر...

Marfat.com

ثابت قدمی عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں)

ابو عبداللہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس موقف کے لئے ان تمام احادیث کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جن میں اس امت کو خطاب کر کے قبر کے سوال کی خبر دی گئی ہے۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِیْ قُبُوْرِهَا ''یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جائے گی'' اور یہ ارشاد ہے کہ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّکُمْ تُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِکُمْ ''میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے'' (۱) یہ ارشادات میں واضح طور پر یہ بات موجود ہے کہ قبر کی آزمائش اسی امت کے لئے ہوگی۔

اسی طرح منکر نکیر کے سوالوں کی ماہیت کی وضاحت میں یہ بات موجود ہے کہ قبر میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا کسی اور نبی علیہ السلام کے بارے میں سوال کا کوئی تذکرہ کہیں نہیں آیا۔ اس سے بھی یہی واضح ہوا کہ یہ سوالات صرف آخری پیغمبر علیہ السلام اور آخری امت سے ہوگا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنا ارشاد گرامی ہے کہ اِنَّکُمْ بِیْ تُمْتَحُوْنَ وعَنِّیْ تُسْئَلُوْنَ ''بے شک میرے بارے میں تمہارا امتحان لیا جائے گا اور میرے بارے میں تم سے سوال ہوگا۔''

قبر کے سوالات کا تعلق سب امتوں سے ہے:

۲۔ علامہ عبدالحق اشبیلی اور علامہ قرطبی رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں قبر کے سوالات اس امت کی خصوصیت نہیں بلکہ سب امتوں سے ہوگا۔ یہ حضرات کہتے ہیں جن احادیث میں اس امت کی بات ہے تو ان میں امت کا لفظ باقی مخلوقات کے مقابلے میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قبر کے سوالات کا تعلق انسانیت سے ہے دیگر مخلوقات سے نہیں ہے۔ قرآن وسنت میں مخلوقات کی مختلف انواع کے لئے امت کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ ؕ [سورۃ الانعام: ۳۸] (زمین میں چلنے والا کوئی جاندار اور اپنے پروں سے اڑنے والا کوئی پرندہ نہیں ہے مگر وہ تمہاری طرح کی امتیں ہیں) حدیث پاک میں ہے لَوْ لَا اَنَّ الْکِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا ''اگر کتے مخلوقات میں سے ایک مخلوق نہ ہوتے تو میں ان کے قتل کرنے کا حکم دیتا'' (۲) اسی طرح وہ حدیث جس میں وہ واقعہ ہے

Marfat.com

کہ ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹا تو انہوں نے چیونٹیوں کے بل جلانے کا حکم دیا، میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی فرمائی کہ: مِنْ اَجَلِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ وَاحِدَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ اللهَ ''اس وجہ سے کہ ایک چیونٹی نے آپ کو کاٹا ہے آپ نے تسبیح کرنے والی امتوں میں سے ایک امت کو جلا دیا ہے''

اور اگر ان احادیث میں امت محمد یہ ہی مراد ہے تو بھی اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ باقی امتوں سے اس معاملہ کی نفی کی جارہی ہے۔ بلکہ اس امت کا تذکرہ اور اس کو خطاب اس وجہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اس امت کی طرف ہے اور اس امت کو بتایا جارہا ہے کہ قبر کے سوالات پچھلی امتوں سے مخصوص نہیں ہیں، اس امت سے بھی ہوں گے۔

جن احادیث میں یہ ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو ان میں بھی اس تعیین کا مطلب یہ ہے کہ اس امت کے لوگوں سے یہ پوچھا جائے گا باقی امتوں سے سوال ہونے کی نفی مراد نہیں ہے۔

خاموشی بہتر ہے:

۳۔ ابن عبد البر کہتے ہیں اس بارے میں توقف و خاموشی اختیار کرنی چاہئے اس لئے کہ اس امت سے قبر میں سوالات ہونے کی تو صراحت موجود ہے مگر یہ کہ یہ اسی امت کے ساتھ خاص بھی ہے یا نہیں اس بارے میں کوئی قطعیت و صراحت نہیں ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ اخرجه البخاری فی کتاب الوضوء،باب ۳۷:من لم یتوضا الا من الغشی المثقل احدیث:۱۸٤۔واخرجه مسلم فی ۱۰ کتاب الکسوف باب ۲:ما عرض علی النبی ﷺ فی صلاۃ الکسوف الحدیث ۲۱۰۰۔واخرجه المالك فی الموطا،الحدیث: فی ۱۲ کتاب الصلاۃ الکسوف،باب ۲:ما جاء فی الصلاۃ الکسوف الحدیث:٤٤۷،واخرجه الامام احمد فی مسنده۲٦۰٦۷۔

۲۔ اخرجه ابوداودفی ۱ کتاب الصید،باب ۲۱ ما جاء فی التخاذالکلب للصید وغیره الحدیث:۲۸٤۵،واخرجه ابن ماجه فی ۲۸،کتاب الصید،۲ باب:النهی عن اقتناء الکلب الا کلب صید الهدیث:۳۲۰۵ واخرجه الترمذی فی ۱۹ کتاب الاحکام والفوائد۳: باب ما جاء فی قتل الکلب الحدیث:۱٤۸٦،واخرجه النسائی فی ٤۲ کتاب الصید،۱۰ باب:صفة الکلاب التی امر بقتلها الحدیث:٤۲۹۱۔

Marfat.com

۴۔قبر کا عذاب دائمی ہے یا کچھ وقت کے لئے؟

قرآن وسنت کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ قبر کی بعض لوگوں کے لئے قبر کی تکلیف دائمی ہوگی بعض کے لئے غیر دائمی۔ فرعون اور اس کے پیروکاروں کے بارے میں قرآن کریم میں ہے اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ [سورۃ الغافر:۴۶] ''وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں صبح اور شام'' اس میں کوئی تخصیص نہیں ہے قیامت تک کے صبح شام ان کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔ پیچھے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث گذر چکی ہے جس میں عالم برزخ کے عذاب کے بارے میں تصریح ہے کہ وہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی دو چھڑیوں والی حدیث میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک یہ چھڑیاں خشک نہیں ہوں گی ان قبروں والوں کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (۲) معلوم ہوا کہ ان کا عذاب دائمی تھا جس میں قبر پر ڈالی گئی چھڑیوں کے خشک ہونے تک کی تخفیف کی سہولت ملی۔ ایک حدیث جس میں اس آدمی کا ذکر ہے جس نے دو عمدہ کپڑے پہنے اور اتراتا ہوا چلنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اس میں ہے کہ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ''وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا'' (۳)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کافر کی موت کی تفصیلات میں ہے کہ قبر میں اس کی طرف جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ قیامت تک اپنے جہنم والے ٹھکانے کو دیکھتا رہتا ہے۔ (۴)

اہل ایمان مگر گنہگار لوگوں کے لئے قبر کی تکلیف ان کے جرم کے بقدر ہوگی جیسے جہنم کا عذاب ان کے لے اپنے جرم کے مطابق ہوگا جب سزا ختم ہوگی تو عذاب بھی ختم ہو جائے گا۔

اسی طرح ان کا عذاب کسی کی دعاء، صدقہ، استغفار، حج کے ثواب یا قراءۃ کے ثواب سے بھی ختم ہوتا ہے، جیسے دنیا میں کسی مجرم کی سزا کسی کی سفارش سے ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ دنیا میں حاکم وصاحب اختیار کی مرضی کے بغیر بھی کوئی سفارش کر دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس ذات کی مرضی واجازت کے بغیر کسی کو سفارش کی مجال نہیں ہے۔

Marfat.com

یاد رہے کہ ایصال ثواب وغیرہ کی اس افادیت کا اقرار واثبات علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگرد علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جیسے آدمی نے بھی کیا ہے اور ان کی کتاب الروح میں اس مسئلہ پر پورا ایک باب ہے جو تینتیس صفحات پر مشتمل ہے۔

اسی حوالہ سے علامہ ابن قیم نے کتاب الروح میں ذیل کے واقعات بھی نقل کئے ہیں:

۱۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں ہمیں احمد بن یحییٰ نے بتایا کہ مجھے ایک ساتھی نے بتایا کہ میرا ایک بھائی فوت ہوا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: جب میں نے تمہیں قبر میں دفن کر دیا تو تمہارے ساتھ کیا گذری؟ اس نے کہا میرے پاس ایک آنے والا آگ کا ایک گولا لے کر آیا اگر ایک دعا کرنے والے نے میرے لئے دعا نہ کی ہوتی تو میرا خیال تھا کہ وہ اس آگ کے گولے کو مجھ پر ڈال دیتا۔

۲۔ عمرو بن جریر کہتے ہیں جب کوئی بندہ اپنے فوت شدہ بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو اس دعا کو لے کر ایک فرشتہ اس کی قبر میں جاتا ہے اور کہتا ہے اے قبر والے پردیسی یہ ہمارے مہربان بھائی نے تمہارے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔

۳۔ بشار بن غالب کہتے ہیں میں اکثر رابعہ بصریہ کے لئے دعا مانگا کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ میرے خواب میں آئیں اور کہا اے بشار بن غالب تمہارے بھیجے ہوئے ہدیے ریشم کے رومالوں میں لپٹے ہوئے سونے کی پراتوں میں ہمارے پاس پہنچتے ہیں۔ میں نے کہا یہ کس طرح؟ فرمایا: اسی طرح زندہ مومنین کی جو دعائیں فوت ہونے والوں کے لئے قبول ہوتی ہیں وہ دعائیں ریشم کے رومالوں اور سونے کی پراتوں میں رکھی جاتی ہیں اور اس کے پاس لے جائی جاتی ہیں جن کے لئے یہ کی گئی ہوتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرے لئے فلاں کا ہدیہ ہے۔

۴۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں مجھ سے ابو عبد بن بحیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا: میرے ایک ساتھی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے اپنے بھائی کو اس کی وفات کے بعد نیند میں دیکھا تو اس سے پوچھا کیا تمہیں زندوں کی دعاء کا فائدہ پہنچتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں اللہ کی قسم دعا نور کی طرح اڑتی ہے اور اس کو پہنچتی ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات

۱۔ اخرجه البخاری: ۹۱، کتاب التعبیر باب: ٤٨ تعبیر الرؤیا بعد صلاة الصبح: الحدیث: ۷۰٤۷، و اخرجه البخاری ایضا: ۲۳، کتاب الجنائز: باب ۹۲، ما قیل فی اولاد المشرکین الحدیث: ۱۳۸۵، و اخرجه البخاری ایضا ۳٤، کتاب البیوع: باب ۲٤، آکل الربوا و شاهده و کاتبه الحدیث: ۲۰۸۵، و اخرجه البخاری فی ٥٦، کتاب الجهاد و السیر باب ٤ درجات المجاهدین فی سبیل الله الحدیث: ۲۷۹۱، و اخرجه صحیح مسلم ٤۲، کتاب الرؤیا باب ٤ رؤیا النبی ﷺ الحدیث: ٥٩٦٨۔ و اخرجه الترمذی ۳٥، کتاب الرؤیا، باب: ۱۰، ما جاء فی رؤیا النبی صلی الله علیه و آله وسلم فی المیزان و الدلو، الحدیث: ۲۲۹٤۔

۲۔ اخرجه البخاری فی ٤، کتاب الوضوء باب: ٥٥، من الکبائر ان لا یستتر فی بوله، الحدیث: ۲۱٦۔ و اخرجه ایضا فی ٤، کتاب الوضوء: باب ٥٦ ماجاء فی غسل البول الحدیث: ۲۱۸، و، ۱۳٦۱، و ۱۳۳۸، و ٦۰٥۲، و ٦۰٥٥، و اخرجه مسلم فی ۱ کتاب الطهارة باب ٤، دلیل علی نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه، الحدیث: ۱۱۱، ۲۹۲۔ و اخرجه الترمذی فی ۱، کتاب ابواب الطهارة: باب ٥۳، ما جاء فی التشدید فی البول، الحدیث: ۷۰۔ و اخرجه النسائی فی ۱، کتاب الطهارة: باب ۲۷، التنزه عن البول، الحدیث: ۳۱، و اخرجه ابن ماجة فی ۱، کتاب الطهارة و سننها باب ۲٦، التشدید فی البول، الحدیث: ۳٤۷۔

(۳) اخرجه البخاری فی ۷۷، کتاب اللباس، ٥ باب: من جر ثوبه من الخیلاء الحدیث: ٥۷۸۹، و اخرجه مسلم فی ۳۷ کتاب اللباس ۱۰، باب: تحریم التبختر فی المشی، مع اعجابه بثیابه، الحدیث: ٥٤۳٥، و اخرجه النسائی فی ٤٨ کتاب الزینة ۱۰۱، باب التغلیظ فی جر الازار الحدیث: ٥۳٤۱۔

(٤) اخرجه الامام احمد فی مسنده الحدیث: ۱۸٦۳۷، ج٦، من حدیث البراء بن عازب۔

Marfat.com

۵۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ دعائیں جن میں عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "التذکرہ فی احوال الموتیٰ و احوال الآخرہ" میں لکھتے ہیں کہ قبر کے عذاب سے پناہ والی دعائیں بہت ساری ہیں جنہیں ثقہ وثبت راویوں نے نقل کیا ہے۔ہم یہاں چند ایک نقل کرتے ہیں۔

۱۔ اُم خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ وَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ، وَ الْهَرَمِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ آتِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا وَ زَكِّهَا، اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِیُّهَا وَ مَوْلَاهَا، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ، وَ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ، وَ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ، وَ دَعْوَةٍ لَا تُسْتَجَابُ لَهَا۔

"اے اللہ! میں بے بسی، سستی، بزدلی، بخل، بوڑھاپے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرمایئے اور اسے پاکیزگی عطا فرمایئے، آپ سب سے افضل پاکیزگی عطا فرمانے والے ہیں، آپ اس کے مالک ومولیٰ ہیں، اے اللہ میں نہ ڈرنے والے دل، سیر نہ ہونے والے نفس، نفع نہ دینے والے علم اور قبول نہ ہونے والی دعا سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔"

۲۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔فرماتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ

Marfat.com

اَلْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ۔

''اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، مسیح دجال کے فتنہ سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، زندگی وموت کے فتنہ سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور گناہ وتاوان سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْهَرَمِ وَ الْكَسَلِ وَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔

''اے اللہ! میں بے بسی، سستی، بوڑھاپے، بزدلی، بخل، اور قبر کے عذاب اور مسیح دجال کے شر سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

۵۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ الْكَسَلِ وَ الْهَرَمِ وَ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔

''اے اللہ! میں بزدلی، بخل، سستی، بوڑھاپے، محتاجی کی زندگی، دجال کے فتنہ، قبر کے عذاب اور جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

۶۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الْعَدُوِّ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ بَوَارِ الْاَیِّمِ، وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

''اے اللہ! میں دشمن کے غلبہ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، قرض کے غلبہ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، بے زوجہ ہونے کی تباہی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں، دجال کے فتنہ سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

Marfat.com

۷۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات سے دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ وَ لَا شَيْءَ قَبْلَكَ، وَ اَنْتَ الْاٰخِرُ لَا شَيْءَ بَعْدَكَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ نَاصِيَتُهَا بِيَدِكَ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِثْمِ وَ الْكَسَلِ، وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَ الْمَغْرَمِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ بَعِّدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ خَطِيْئَتِيْ كَمَا بَعَّدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ۔

"اے اللہ! آپ سب سے اول ہیں آپ سے پہلے کچھ نہ تھا، آپ آخر ہیں آپ کے بعد کچھ نہ ہوگا، میں زمین پر چلنے والے ہر اس جاندار کے شر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جس کی پیشانی آپ کے قابو میں ہے، میں گناہ، سستی، قبر اور جہنم کے عذاب، مالداری کے فتنہ اور تنگ دستی کے فتنہ سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، میں گناہ کے مواقع اور نقصان کے کاموں سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اے اللہ! میرے دل کو گناہوں سے ایسے پاک کیجئے جیسے آپ نے سفید کپڑا میل کچیل سے پاک کیا ہے، اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری ڈال دیجئے جیسے آپ نے مشرق و مغرب میں دوری ڈالی ہے۔"

حوالہ جات

۱۔ الصحیح للبخاری: ۱۵۸/۷، المسند للامام احمد: ۳۶٤/۶۔

۲۔ الصحیح المسلم رحمہ اللہ الحدیث: ۲۷۲۲۔

۳۔ الصحیح للبخاری: ۷۹۸، ۲۲۶۷، الصحیح لمسلم: ۵۶۹۔

٤۔ الصحیح للبخاری: ۱۵۹/۷، الصحیح لمسلم رقم: ۲۷۰۶، السنن لابی داود: ۱۵٤۰، المسند للامام احمد: ۱۱۳/۳، ۱۱۷۔

۵۔ کتاب الدعاء للطبرانی: ۱۳۵۲۔

۶۔ کتاب الدعاء للطبرانی: ۱۳۵٤۔

۷۔ المستدرك للحاکم ۲٤/۲، المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۱۶/۲۳، مجمع الزوائد: ۱۷۷/۱۰۔

Marfat.com

موت کے بعد کی زندگی کے نادر مشاہدات پر مبنی علامہ ابن ابی الدنیاؒ
کی کتاب "مَن عَاشَ بَعدَ المَوت" کا اُردو ترجمہ
ضروری تفصیلات وتشریحات پر مشتمل مقدمہ اور خاتمہ کے ساتھ

دریچۂ برزخ

(موت کے بعد کے آنکھوں دیکھے حالات وواقعات)

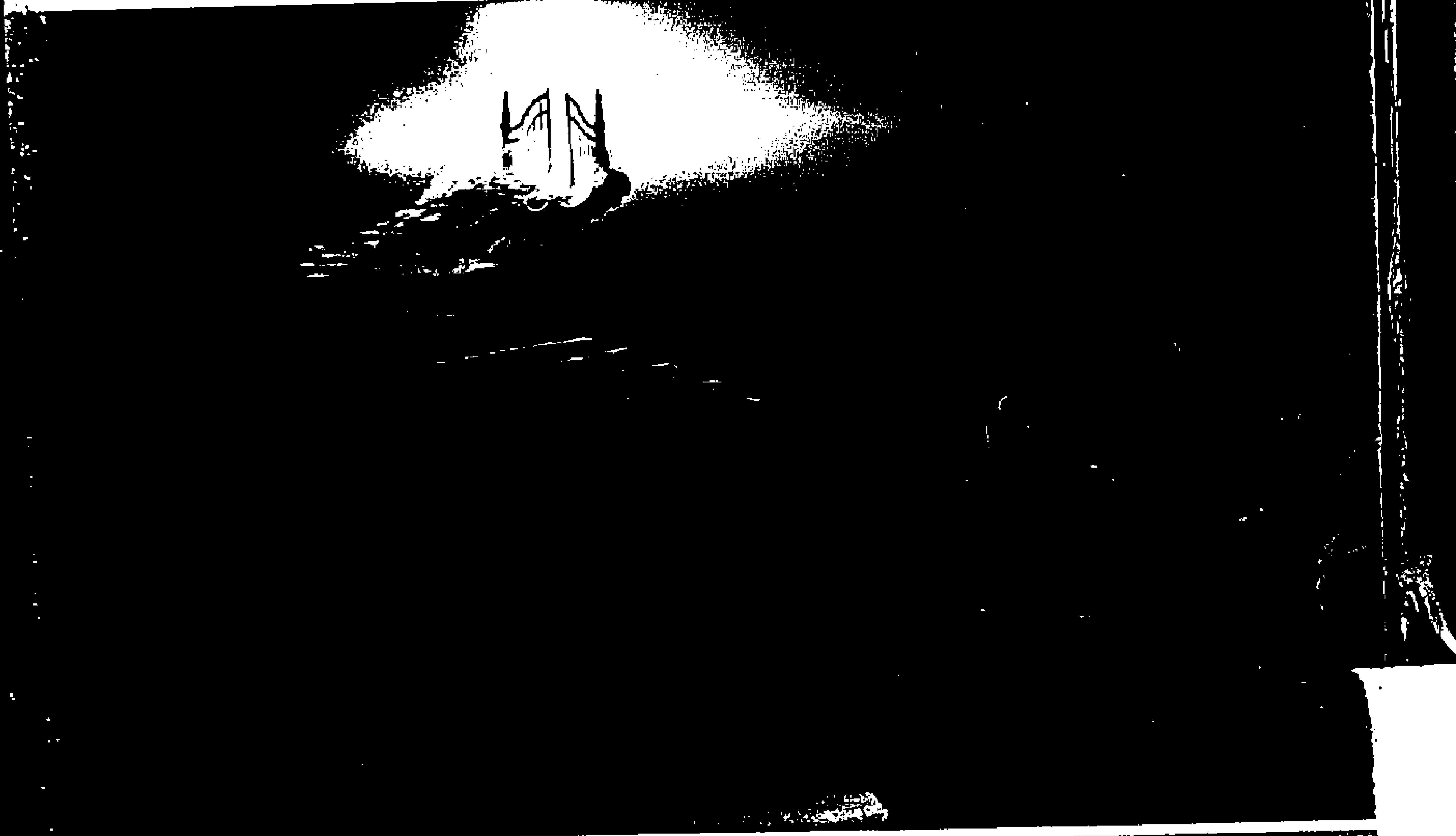

BEACON BOOKS

مؤلف: علامہ ابن ابی الدنیاؒ
(۲۰۸ھ - ۲۸۱ھ)
مترجم: علامہ زاہد محمود قاسمی
استاذ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

Marfat.com